ناشر: بزمِ فیضانِ اُویسیہ (باب المدینہ) کراچی

M-125 اُویسی کمپیوٹر، جیلانی سینٹر، میری ویدر ٹاور کراچی

فون: 0321-3309750-59, 0323-2117890-99

جشن ہی جشن

مؤلف

فیض ملت حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

باہتمام

محمد جعفر نوید اُویسی

پروف ریڈنگ: ابوالرضا محمد طارق قادری عطاری

نظر ثانی: محمد یوسف اویسی

اشاعت اول: صفر ۱۴۲۹ھ بمطابق فروری 2008ء

کمپوزنگ: محمد ریحان حسن (A.R. Grafix) (0300-2809883)

تعداد: 500

ضخامت: 224 صفحات

ناشر: بزم فیضانِ اویسیہ (کراچی)

فہرست مضامین

مختصر تعارف بزمِ فیضانِ اُویسیہ

جیسا کہ آپ حضرات کے علم میں ہے کہ بزمِ فیضانِ اُویسیہ ایک خالص دینی تنظیم ہے جو کہ لوگوں کی اصلاح کی خاطر وجود میں آئی ہے جس کے سرپرست اعلیٰ سلسلۂ اُویسیہ کے آفتاب حضور فیضِ ملت مفسرِ اعظم پاکستان مدظلہ العالی ہیں اور آپ ہی کی ذات پاک نے اس بزم کا نام تجویز فرمایا اور آپ ہی کی دعا اور نظرِ کرم سے یہ دن بہ دن ترقی کی راہ پر گامزن ہے اور آپ نے ہی اس بزم کے متعلق فرمایا کہ "یہ بزم میری ہے اور میں اس کا حامی ہوں" اور اکثر آپ کے دست مبارک اس بزم کی خاطر دعا کے لئے بلند ہوتے ہیں۔

اس بزم کے روحِ رواں محمد جعفر نوید اُویسی ہیں جن کی روز وشب کی انتھک محنت اور کاوش سے یہ بزم اپنے مقاصد اور سامانِ آخرت کا ذخیرہ کرنے میں دن رات مصروف ہے آپ نہ صرف حضور مفسرِ اعظم پاکستان کے مریدِ صادق، منظورِ نظر بلکہ خلیفۂ خاص بھی ہیں اور آپ حضرت کے بہت ہی قریبی شاگردِ رشید، (باب المدینہ) کراچی کے میزبان اور سفرِ حرمین طیبین کے رفیق بھی ہیں۔

یہ بزم کئی شعبوں میں کام کر رہی ہے جن میں شامل ☆ حضور مفسرِ اعظم پاکستان کے رسائل کی ہر ماہ اشاعت ☆ ضخیم کتب کی اشاعت ☆ مقدس اوراق کو محفوظ کرنے کے لئے جگہ جگہ ڈبے لگوانا ☆ سادات کرام کے لئے راشن کا انتظام کرنا ☆ مدارس اور لائبریری کا قیام ☆ شش ماہی فری میڈیکل کیمپ کا قیام ☆ ویب سائٹ کے ذریعے عوام کی اصلاح کرنا ☆ دیہاتی علاقوں کی مزارات اور مساجد کی تعمیر میں حصہ لینا ☆ روزگار کی فراہمی ☆ معاونتِ ضرورتِ رشتہ، اس کے علاوہ اور بھی کئی مقاصد ہیں جواب تک تشنہ ہیں مگر ہم اللہ رب العزت سے دعا گو ہیں کہ وہ اپنے پیارے حبیب علیہ الصلاۃ والسلام کے طفیل ہمیں ترقی عطا فرمائے اور اخلاص کی دولت سے مالامال فرماتے ہوئے ہمیں استقامت عطا فرمائے۔ (آمین بجاہِ طٰہٰ ویٰسین)

از قلم محمد عرفان احمد اُویسی

ناظمِ اعلیٰ بزمِ فیضانِ اُویسیہ

موسیٰ لین لیاری باب المدینہ کراچی

0322-8621284-0345-3041553

0321-2534044-0300-2668110

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

﴿عالمِ اسلام کی اک عظیم ہستی جو اپنی مثال آپ ہے﴾

اللہ عزوجل کے نیک بندے ہر دور میں موجود رہے ہیں اور تا قیامت رہیں گے جب تک روئے زمین پر کوئی ولی اللہ موجود ہوگا تو اس وقت تک قیامت نہ آئے گی انہی بزرگ ہستیوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے اپنی زندگی کو درس توحید و رسالت کے لئے وقف کر دیا تھا آپ ہر لمحہ اشاعت دین میں مصروف رہے اور کلمہ حق کو اپنا نصب العین بنائے رکھا۔ آپ کی سیرت و کردار سے صاف عیاں ہے کہ آپ کی نگاہ میں دینوی جاہ و حشمت کی کچھ بھی وقعت نہ تھی آپ نے مال و زر اور دنیاوی مفادات کے حصول کی طرف کبھی توجہ نہ دی اور ہر دم رضائے محمد مصطفیٰ ﷺ کے حصول میں کوشاں رہے۔ موجودہ دور کے کثیر التصانیف اور فاضل جس کا کثرت تصانیف و تالیفات میں کوئی مد مقابل نہیں دکھائی دیتا ☆ ان کا شمار ان میں ہوتا ہے جو بیک وقت کئی محاذوں پر کام کر رہے ہیں ☆ درس و تدریس وعظ و تقریر کے ساتھ ساتھ وہ محققانہ تحاریر میں بھی یگانہ روزگار ہیں ☆ معتدد ضخیم و عظیم کتب کے تراجم اور شارح کے بادشاہ ہیں ☆ صاحب علم اور زہد و تقویٰ میں اپنی مثال آپ ہیں ☆ آپ اہلسنت کے جیّد عالم اور یادگارِ اسلاف ہیں ☆ ایام طالبِ علمی سے لکھ رہے ہیں اور خوب وہ تصانیف اور تالیف کا فطری ذوق رکھتے ہیں ☆ وہ سفر و حضر میں بھی قلم و قرطاس تھامے دکھائی دیتے ہیں ☆ انکی فکر و قلم میں بھی برکت ہے ☆ اندازِ بیاں انتہائی شیریں، مشفقانہ، سادہ اور عام فہم ہے مگر عالمانہ جاہ جلال سے بھرپور ہے ☆ آپ انتہائی فقیر صفت طبیعت کے حامل کمال درجہ سادگی، تقویٰ، تصوف اور عشقِ رسول ﷺ سے سرشار اور اللہ رب العزت کے کامل ولی اور پارسا بزرگ ہیں واعظ بھی بے مثال خطیبِ باکمال، عابد بے ریا، عالم باعمل، صوفی باصفا، سنیوں کے پیشوا اور زہد و تقویٰ سے سرشار ☆ آپ شریعت، طریقت، معرفت، اور تصوف میں بھی اہم کردار اور خدمت انجام دے رہے ہیں ☆ تفسیر واحادیث اور فقہ وغیرہ علوم میں ایک ماہر اور کامل استاد کی حیثیت رکھتے ہیں ☆ آپ ایک نامور مفسر اعظم، محدثِ وقت، فقیہ العصر، مفکرِ اسلام، رئیس التحریر، امام المناظرین، استاذ العلماء والفضلاء، ابوالمفتیان، اور قطبِ زماں ☆ وطن عزیز ملک پاکستان کی وہ عظیم ہستی جن کو غزالئ زماں، رازئ دوراں، ثانئ اعلحضرت اور اہلسنت کا عظیم سرمایہ کہا جاتا ہے ☆ میری مُراد ان سے مسلک کے پاسبان، اللہ کا احسان، مفسرِ قرآن، سرچشمہ فیضان، وہ فیض بیکران، فیضان ہی فیضان، اور نمازئ میدان، علماء کے بھی سلطان، سنیوں کی جان یہ اک عظیم انسان، ملک کی آن بان، صاحبِ عرفان، وہ سحر بیان، مسلک کے ترجمان، عظمت کا اک نشان، یہ اک غنیمت جان، اللہ عزوجل کی اک شان، سب پہ مہربان، ہاں وہی جن کو **آفتاب سلسلئہ اُویسیہ** کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ان کا نام نامی اسم گرامی شیخ التفسیر والحدیث **حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اُویسی دامت برکاتھم العالیہ** ہے۔

☆ جی ہاں یہ وہی ہستی ہیں جن کو ۵۰ سال سے ہر سال حرمین شریفین کی حاضری نصیب ہو رہی ہے ☆ جو خود بھی حافظِ قرآن اور اولاد بھی حافظِ قرآن ہے ☆ جو خود بھی عالمِ دین اور اولاد بھی علماء کرام ہیں ☆ جو خود بھی مفتی اور بچے بھی شرعی و دینی مسائل کے رہنما ہیں ☆ جو خود بھی سادہ اور بچے بھی سادگی کا نمونہ بنے ہوئے ہیں ☆ جو قادری بھی ہے رضوی بھی ہے ☆ جو محدثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ کے شاگردِ خاص ہیں ☆ جو آج کے دور میں تصویرِ اسلاف ہے ☆ جو مناظرِ اسلام ہے ☆ جو گستاخوں کے لئے شمشیرِ بے نیام ہے ☆ جس کو دیکھ کر خدا یاد آ جائے ☆ جو عشقِ رسول ﷺ سے سرشار ہے ☆ جو سینکڑوں علمائے اہلسنت کا دلبر و دلدار ہے ☆ جس کے نام کے جھنڈے گڑ چکے ہیں ☆ جس نے اپنا تن، من، دھن سنیت کے لئے وقف کر دیا ☆ جو امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی بولی بولتا ہے ☆ جو دربارِ رسالت ﷺ میں ہر سال اعتکاف کی سعادت حاصل کر رہا ہے ☆ جو حضرت الحاج خواجہ محمد دین سیرانی علیہ الرحمہ (سجادہ نشین دربارِ عالیہ حضرت خواجہ محکم دین سیرانی علیہ الرحمہ) کا خلیفہ مجاز اور مرید صادق ہے ☆ جو حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی علیہ الرحمہ کا بھی خلیفہ مجاز اور مرید صادق ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے وطفیل آپکے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے اور عمرِ خضر بخیر و عافیت وسلامتی عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ طٰہٰ ویٰس)

حضور قبلہ فیض ملت بحیثیت ولیٔ کامل مرشد

آج کے مسلم معاشرہ میں پیری مریدی کا سیلاب آیا ہوا ہے جاہل بے عمل غرور و تکبر کے بت نما پیروں نے اس شعبہ کو بدنام کر دیا ہے کھوٹے اور کھرے اور اصلی نقلی کی پہچان مشکل ہو گئی ہے گویا پیری فقیری ایک کاروبار بن گیا ہے آج کا سب سے بڑا پیر وہ ہے جس کے پاس جتنی بڑی گاڑی، جتنی بڑی کوٹھی ہو گی اور جس کے مریدوں کی تعداد سب سے زیادہ ہو گی جس کا جبہ قبہ دستار جتنی بڑی ہو گی اتنا بڑا پیر ہو گا۔ طریقہ اسلاف کو ہم نے چھوڑ دیا ہے بزرگوں کا طریقہ معاشرہ میں عنقا نظر آتا ہے خال خال کہیں یہ بوریا نشین مرد درویش اسلاف کی یادوں کو تازہ کر رہے ہیں جن کو دیکھ کر واقعی ہمیں اپنے بزرگ یاد آ جاتے ہیں، امام اعظم کی فقہ، امام سیوطی کا فن تفسیر وحدیث، غوث الاعظم کی دعوت تبلیغ، شیخ محقق کی تحقیق، امام رازی کی تفسیر اور امام اہلسنت کا عشق کا نمونہ نظر آتے ہیں، انہی اکابرین امت کی جیتی جاگتی تصویر حضور قبلہ فیض مجسم کی صورت میں سرزمین بہاولپور پر جلوہ گر ہیں، گم گشتہ انسانیت اور روحانی پیاسی انسانیت کو عشق مصطفی علیہ السلام کے چھلکتے جام پلا رہے ہیں گویا انہوں نے توحید رسالت عشق نبوی ﷺ کا بے مثال مے خانہ کھولا ہوا ہے اور تشنہ گام لوگ اپنی دینی روحانی پیاس بجھا رہے ہیں، یہ مرد درویش قلندرانہ صفت کا مالک مرد کامل ایک پھٹی پرانی چٹائی پر بیٹھا نہ کوئی دربار نہ سیکورٹی گارڈ نہ اوقات خاص نہ پروٹوکول نہ شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ گویا اپنے اسم شریف کا عملی نمونہ بن کر ہر آنے والے کی روحانی، دینی، دنیاوی ضرورتوں کی تکمیل فرما رہے ہیں۔ عجب معاملہ ہے جو بھی مرید ہوتا ہے جب بھی مرشد کریم حضور قبلہ مفسر اعظم پاکستان اس کو مخاطب فرماتے ہیں ان کو پیر بھائی ہی کہہ کر پکارتے ہیں گویا وہ اپنے آپ کو بھی سرکار سیدنا غوث اعظم کا مرید کہتے ہیں اور اپنے دست پاک پر بیعت ہونے والوں کو بھی حضور غوث اعظم کا مرید کہتے ہیں اس طرح حضور فیض ملت کے دست اقدس پر بیعت ہونے والا

حضرت اس کو اپنا مرید نہیں بلکہ پیر بھائی کہتے ہیں آپ کے آستانہ قدسیہ پر نہ دنبہ، بکری کی ڈیمانڈ نہ ڈنڈا سوٹے سے علاج اور نہ ہی تعویذات کی روایتی منڈی نہ فروخت، نہ جھاڑ پھونک کے لمبے چوڑے طریقے نہ پیشہ ور پیروں جیسا مصنوعی جلال و جمال نہ چہرہ پر دہشت وحشت اور نہ لہجہ متکبرانہ چال فرعونانہ، یہ امام اہلسنت کا سچا اور پکا عاشق محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات سنتوں کا حقیقی داعی، عامل، امام اعظم رضی اللہ عنہ کی فقہ (حنفی) کا عظیم پاسبان، زندگی درویشانہ، لباس فقیرانہ، طرز عمل سنتوں کا پیکر، اخلاق حسنہ کا عظیم شاہکار ملک پاکستان تو کیا بلاد اسلامیہ حتیٰ کہ یورپین ممالک تک اپنی حسین مسکراہٹوں کو بکھیر کر پیغام عشق مصطفوی کو پھیلا بھی رہا ہے اور عام بھی کر رہا ہے۔ اسے کہتے ہیں حقیقی پیری اور صحیح معنوں میں مریدی جسے دیکھ کر اللہ بھی یاد آئے اور اس کے محبوب مقبول بندے بھی بے شک یہی ہیں انعام یافتہ لوگ جن پر اللہ عزوجل بھی راضی اور یہ اللہ تعالیٰ پر راضی ہیں ان لوگوں کی سبیل کو اپنانے کی دعا ہمیں رب کائنات نے ام الکتاب میں سکھائی۔

صراط الذین انعمت علیہم

ولادت ❁ صاحب تصانیف کثیرہ حضرت مولانا ابوالصالح **محمد فیض احمد اویسی** بن **مولانا نور احمد قدس سرہ** ۱۳۵۱ھ ۱۹۳۳ء میں حامد آباد ضلع رحیم یار خان (بہاول پور ڈویژن) کے مقام پر پیدا ہوئے۔ حضور مفسر اعظم پاکستان کا تعلق لاڑ خاندان سے ہے جسے بعض کے نزدیک **حضرت عباس** رضی اللہ عنہ کی اولاد سمجھا جاتا ہے۔

تعلیم و تربیت ❁ حضرت مفسر اعظم پاکستان نے ابتدائی تربیت اپنے والد مکرم جناب **نور احمد** رحمۃ اللہ علیہ سے پائی اور پھر حفظ قرآن پاک کے سلسلے میں حضرت حافظ سراج احمد، حافظ جان محمد اور حافظ غلام یٰسین قدس اسرارہم سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ فارسی حکیم مولانا اللہ بخش سے پڑھی اور علوم عربیہ کی کتب متداولہ حضرت مولانا الحاج خورشید احمد، مولانا عبدالکریم اور مولانا سراج صاحب رحمہم اللہ سے پڑھنے کے بعد جامعہ رضویہ مظہر السلام فیصل آباد میں محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد سردار احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ سے درس حدیث کیا۔ ۱۹۵۲ء میں سند فراغت حاصل کی۔ حصول علم سے فراغت کے بعد حضور مفسر اعظم پاکستان، نے اپنے آبائی گاؤں حامد آباد میں ایک دینی ادارہ قائم فرمایا، جہاں تقریباً پندرہ سال تک علم کی شمع روشن کرنے کے بعد بہاول پور منتقل ہو گئے۔

جامعہ اُویسیہ کا قیام ❁ بہاول پور میں 'جامعہ اُویسیہ رضویہ' کے نام سے حضرت مفسر اعظم پاکستان نے ایک ادارہ قائم فرمایا جہاں تا حال
اشاعت دین کا مقدس پروگرام جاری ہے۔ علاوہ ازیں حضور مفسر اعظم پاکستان ہر سال شعبان میں اطراف واکناف سے آنے والے طلبہ کو قرآن پاک کی تفسیر بھی پڑھاتے ہیں۔

تصانیف و شروح ❁ حضرت مفسر اعظم پاکستان جہاں ایک فاضل مدرس ہیں وہاں تحریر میں بھی ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ چنانچہ **چار ہزار** سے زیادہ کتب و رسائل کی تصنیف ترتیب کا سہرا حضور مفسر اعظم پاکستان کے سر ہے۔ ان کی مختصر فہرست کی قسط اول گذشتہ سالوں میں شائع ہوئی اس کی قسط دوم ہدیہ ناظرین ہے۔

بیعت و خلافت ❁ مولانا ابوالصالح **محمد فیض احمد اویسی رضوی** کی بیعت حضرت الحاج

خواجہ محمد دین سیرانی رحمۃ اللہ علیہ (سجادہ نشین دربارِ عالیہ حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی رحمۃ اللہ علیہ) سے ہے اور سلسلہ قادریہ میں حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا نوری بریلوی قدس سرہ کی طرف سے سند مجاز بھی حاصل ہے۔

سیاست میں حصہ﴾ تصنیف و تالیف اور تدریس کے علاوہ مفسر اعظم پاکستان حضرت مولانا ابو الصالح مفتی **محمد فیض احمد اویسی** رضوی ملکی سیاست سے بھی گہرا شغف رکھتے ہیں۔ چنانچہ آپ مملکتِ خداداد پاکستان میں نظامِ مصطفیٰ ﷺ و نفاذ و مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کی خاطر قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں مصروفِ عمل جمیعت سے منسلک رہے آپ کے کثیر التعداد تلامذہ ہیں جو ممالک اسلامیہ و دیگر ممالک مختلفہ میں دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

قبلہ حضور فیضِ ملت بحیثیت مفسر اعظم پاکستان﴾

علماءِ تفسیر نے مفسر میں درجِ ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری قرار دیا ہے۔

۱۔صحتِ عقیدہ

۲۔خواہشاتِ نفسانی سے مبرّا

۳۔عربی لغت اور اس کی فروغ کا علم

۴۔قرآنی علوم کا علم

۵۔رقت فضل یا دور ربانی

حضور قبلہ مفسر اعظم پاکستان نے دنیاءِ تفسیر میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے احناف کی مشہور و معروف تفسیر روح البیان کا ۱۲ جلدوں میں فیوض الرحمن کا ترجمہ کر کے تراجم کی دنیا میں انقلاب برپا کر دیا ترجمہ فیوض الرحمن کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ پاکستان کا شاید ہی کوئی شہر ایسا ہو یا ایسی لائبریری، کتب خانہ ہو جس کی زینت فیوض الرحمن نہ بنی ہو حتیٰ کہ اب ہندوستان میں بھی شائع ہوئی ہے اور تمام عوام و خواص اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں برِصغیر کی دوسالہ تاریخ میں تفسیر مظہری (عربی) کا ریکارڈ بھی حضور مفسر اعظم پاکستان کے قلم نے توڑا ہے۔ ۱۰ ضخیم جلدوں میں عربی تفسیر فضل المنان فی آیات القرآن تحریر کر کے عربی تفاسیر کی دنیا میں ایک نئی تفسیر کا اضافہ کیا ہے تفسیر فضل المنان کا مقدمہ سورۃ فاتحہ اور کچھ پاروں کی جلدیں منظرِ عام پر آچکی ہیں۔ اس کے علاوہ تفاسیر کے میدان میں دیگر شاہکار کام سرانجام دیئے ہیں ان کی اجمالی تفصیل ہدیہ قارئین ہے۔ تفسیر اویسی، تفسیر انک لاتھدی، تفسیر آیہ نور، تفسیر آیہ قل لا اقول لکم، تفسیر آیہ عندہ مفاتح الغیب، ترجمۃ القرآن المعروف فیض القرآن، تاریخ القرآن تقابل تراجم قرآن، تفاسیر سورۃ الفاتحہ و التعوذ فی تفسیر التعوذ، تاریخ تفسیر القرآن، التحریف والبھتان العظیم فی تفسیر تفھیم القرآن، تزئین الجنان بمکالۃ القرآن، تفسیر آیہ وما اھل بہ لغیر اللہ، تفسیر اویسی (عربی، اردو)، تفسیر امام احمد رضا، آیہ قواعد ناسخ منسوخ۔

حضور قبلہ مفسر اعظم پاکستان بحیثیت محدث کبیر﴾

قارئین محترم حضور قبلہ مفسر اعظم پاکستان بحیثیت مفسر اعظم پاکستان کے بعد محدثِ کبیر ایک بلند مقام پر نظر آتے ہیں۔ رسول

اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ سے حضور قبلہ فیض ملت کی محبت اور حدیث فہمی میں بھی ید طولیٰ رکھتے ہیں یہ اعزاز بھی حضور قبلہ محدث بہاولپوری کو حاصل ہے کہ آپ شارح صحاستہ ہیں بخاری شریف کی مکمل شرح شرح الفیض الجاری کی کئی جلدیں ما رکیٹ میں آگئی ہیں جبکہ باقی جلدوں کی طباعت پر کام جاری ہے اور ساتھ ہی ساتھ مسلم، ترمذی، نسائی، ابنِ ماجہ، ابوداؤد کی شروحات زیورِ طباعت سے آراستہ ہونے کی منتظر ہیں صحاح ستہ کے علاوہ حدیث کی دنیا میں حضور قبلہ فیض ملت نے جو کارہا ئے نمایاں انجام دیئے ہیں ان پر سرسری نظر ڈالتے ہیں۔ شرح حدیث لولاک، شرح حدیث قرطاس، الحبل المتین فی توثیق کنت نبیا وآدم بین الماء والطین، حجیت حدیث، حدیث دیگراں، الحدیث الضعیف، صحیح اور غیر صحیح احادیث، خلاصۃ المشکوٰۃ، خلاصہ عینی، فیض الجاری شرح بخاری، رفع الالتباس، فی حدیث عباس، سلسبیل فی شرح حدیث جبرئیل، سترہ احادیث کا جواب، شرح حدیث افک، شرح حدیث قسطنطنیہ، شرح اربعین نووی، شرح مشکوٰۃ المصابیح (عربی)۔ علمِ غیب فی الحدیث، دوصد احادیث مع شرح، فیض المنعم فی شرح مسلم، اللمعات فی شرح مشکوٰۃ، المجموعہ فی احادیث الموضوعہ، نصر المنعم فی شرح مسلم (عربی)، یک ہزار احادیث، انوار المغنی شرح دار قطنی ۸ جلدیں، احادیث موضوعہ ۲ جلدیں، اصطلاحات الحدیث، احادیثِ تصوف، اول ماخلق انسان کی تحقیق، احادیث قیام رمضان، الاربعین فی الاربعین چہل حدیث کے چالیس اجزاء، الاحادیث النسیۃ، انوار الباری فی شرح ثلاثیات البخاری۔

حضور قبلہ مفسر اعظم پاکستان بحیثیت فقہی اعظم

حضور قبلہ مفسر اعظم پاکستان نے علوم قرآن، علوم احادیث میں ایک مقام، نام پیدا کیا وہاں حضور قبلہ مفسر اعظم پاکستان غریب نواز فقہ کے میدان میں بھی اپنی مثال آپ ہیں اور فقہ کی دنیا میں (اپنی مثال آپ) **ثانئ ابی حنیفہ** نظر آتے ہیں فتاویٰ کی دنیا میں اویسی ایک نام ہے آیئے آپ کو لے چلتے ہیں گلستانِ تصانیف اویسی میں اور آپ کو سیر کراتے ہیں کہ حضور قبلہ مفسر اعظم پاکستان نے فقہ حنفی پر کون کونسے احسانات کیئے ہیں۔ فتاویٰ اویسیہ جو کہ ۱۲ جلدوں پر مشتمل ہے، فتاویٰ فقاہت کی دنیا میں حضرت اویسی کا ایک نادر و شاہکار کارنامہ ہے فتاویٰ اویسیہ کے علاوہ حضور قبلہ فیض ملت کی فقہی سطح پر تصنیفی خدمات کیا ہیں ان پر اجمالی نظر ڈالتے ہیں تفصیل کیلئے 'علم کے موتی' فہرست کتب اویسی قبلہ ملاحظہ فرمایئے۔

حضور قبلہ مفسر اعظم پاکستان کی پہلی تصنیف کار آمد مسئلے۔

سوالاً جواباً پر مشتمل کشکول اویسی ۱۰ جلدوں پر مشتمل ہے جس کی کچھ جلدیں زیور طباعت سے آراستہ ہو کر علمی حلقوں میں داد وصول کر چکی ہیں فقہ کے موضوع پر بھی شائع ہو چکی ہے۔ امام ابوحنیفہ کی فقاہت، اذان جمعہ کی شرعی حیثیت، آٹھ تراویح بدعت ہے، اسرار شریعت خلاصہ بہار شریعت، انوارِ شریعت (فقہ حنفی کے چیدہ چیدہ مسائل)، اسلامی نصاب (عقائد فقہ)، اثمار الربح فی احکام الذبح (فقہی مسائل)، اصول فقہ، دیہاتی جمعہ، احکام شریعت (سرائیکی)، بیس تراویح کی شرعی حیثیت، برتھ کنٹرول یا ضبط ولادت، ٹیسٹ ٹیوب بے بی اور مسلمان، بیمہ زندگی، پنجابی مترجم نماز مع مقدمہ، حاشیہ اویسی، رویت ہلال کی شرعی حیثیت، تاریخ فقہ، تلاوت خطبہ کے وقت حضور ﷺ کا نام چومنا (ایک اہم فتویٰ)، حلال حرام جانور، تاریخ الفقہاء، ٹیلی ویژن دیکھنا کیسا ہے؟ (ایک اہم فتویٰ)، ٹوتھ پیسٹ اور مسواک، ٹیکہ مفسد روز، چرمہائے قربانی (ایک اہم فتویٰ

)جمعہ کی شرائط واحکام، حلال جانور کی اوجھڑی کا حکم (فتویٰ)،حرمت سیاہ خضاب، خلاصۃ المیراث (علم میراث پر محققانہ تصنیف)، خاندانی منصوبہ بندی، خلاصہ فتاویٰ رضویہ، ننگے سر نماز پڑھنے کا حکم، (ایک فتویٰ)، داڑھی منڈے کی امامت کا مسئلہ، دیت المراۃ، داڑھی کی شرعی مقدار، کوّا حلال ہے یا حرام ہے، رکوع کی رکعت کا حکم، دفع الاختلاف فی مسائل الاضا ف، سیدزادی سے غیر سید کا نکاح، صلوٰۃ المریض، طلاقہ ثلاثہ، طب اور فقہ حنفی، عورت چار شادیاں کیوں نہیں کرسکتی؟ (ایک اہم فتویٰ)، عربوں کی طرز پر اذان (ایک فتویٰ)، عطیہ چشم وخون (ایک فتویٰ)، غیر بالغ امام کے پیچھے نماز، غیر مقلدین کی ننگے سر نماز کا حکم، غیر مسلم کا ذبیحہ (فتویٰ)، غیر مرد کا نطفہ رحم میں رکھوانے کا حکم (اہم فتویٰ)، غیر مقلدین اور مسائل سفر، فیض الشبارہ فی مسائل المسافرہ، رجب کے کونڈے (ایک فتویٰ)، فقہ جعفری رفقہ حنفی، فضائل جمعۃ الوداع، فیصلہ ہشت مسئلہ ۱۰ جلدیں، فقہ حنفی اور وہابی، قرأت خلف الامام، جرابوں پر مسح ناجائز ہے (فتویٰ)، قراۃ الفاتحہ فی الجنازہ (غیر مقلدین کا رد)، گوہ کھانا (ایک فتویٰ)، نوافل قضاعمری (فتویٰ)، نماز فجر کی سنتیں (فتویٰ)، نماز حنفی ہی نماز محمدی ہے، الوضو (وضو کے مکمل احکام)، وی سی آر کے شرعی احکام، نماز حنفی (سرائیکی مترجم مع شرح)، جدید شرعی مسائل اور ان کا حل۔

حضور قبلہ مفسر اعظم پاکستان بحیثیت مدرس اعظم

حضور قبلہ مفسر اعظم پاکستان نے اس شعبہ کی طرف بھی خصوصی توجہ فرمائی ہے، آپ جہاں مفسر، محدث، محقق، مصنف، مولف، مناظر، شارح، مبلغ ہیں وہاں آپ نامی گرامی مدرس اعلیٰ بھی ہیں۔ آپ دورہ تفسیر القرآن، دورہ حدیث شریف کے علاوہ اپنے طلباء کو درس نظامی کا بھی درس کراتے ہیں۔ وہاں آپ نے درسی کتب کے ترجمہ شرح حواشی جات کی طرف خصوصی توجہ فرما کر اس شعبہ پر بھی احسان فرمایا ہے۔ آیئے ذرا دیکھتے ہیں کہ حضور قبلہ استاذ العرب والعجم مفسر اعظم پاکستان فیض ملت نے اس شعبہ میں کون کونسے ہیرے بکھیرے ہیں۔ ابواب الصرف مع قوانین (اردو)، ایساغوجی معہ الحل للمتعلم الحوزجی (المشہور بہ شرح ایساغوجی)، اویسی نامہ قوانین فارسی کا مجموعہ، اویسی عربی بول چال، اویسیہ فی علم النحو، اہمیت مدرس عربیہ، احسن الحدیث فی بیان التذ کیر والتانیث (نحو)، احادیث جوامع الکلم (علم حدیث)، الفاظ ترادفہ، اشعار میراث مع شرح (علم میراث)، اردو تذ کیر و تانیث، پند نامہ جامی، المحقیقات النحویہ فیما یتعلق بالتسمیہ (بسم اللہ شریف کی نحوی بحث)، اردو تذ کیر و تانیث، پند نامہ جامی، التوضیح الکامل فی شرح ماتہ عامل، نحو کی مشکل ترکیبیں، ترجمہ کریما درزبان سرائیکی، ثمرین الادیب (سوالات و جوابات برائے علماء وفضلاء)، ترجمہ اصول الشاشی، ترجمہ نحو میر مع فوائد، حاشیہ مائۃ عمل گھوٹوی، حاشیہ الاویسی علی العقائد النسفی (عربی)، حل المشکلات فی شرح المعلقات، حاشیہ کریما، حاشیہ قدوری، حواشی شرح عقائد، حواشی ماتہ عامل، خورشیدیہ شرح کافیہ، خلاصۃ الصرف، خلاصۃ المیراث، خلاصۃ النحو، فضائل علم المیراث (سرائیکی ترجمہ)، کریما شرح ابواب الصرف، شرح تہذیب کی شرح، شرح مختصر معانی (عربی)، شرح وقایہ کی شرح (عربی)، شرح ہدایہ کی شرح (عربی)، شرح ہدایہ منظوم، شرح مرقات، شرح مطول، شرح نام حق، شرح پند نامہ جامی، شرح کافیہ، صرف اویسی، صر ف بہائی، مع درح اردو فضل الٰہی، ضوابط النحو، علم المناظرہ، فیض رضا شرح کریما، فیض النحو، فیض المنطق، فیض ستارہ شرح پند نامہ عطار، فیض شرح نام حق فیض یزدان شرح گلستان (اردو)، فیض شرح بوستان (اردو)، فیض دستگیر شرح صرف

میر (اردو)، فیض قلندر شرح سکندر فیاضی، شرح زرادی (اردو)، فوائد منطق، الفیض الدوامی علیٰ شرح جامی، مشکل صیغے، نعم الحامی شرح جامی، نقشہ قواعد المنطق، نقشہ قواعد الصرف، نقشہ قواعد النحو۔

حضور قبلہ مفسر اعظم پاکستان بحیثیت مترجم

حضور قبلہ مفسر اعظم پاکستان نے تراجم کی دنیا میں بھی انقلابی کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں۔ دنیائے اسلام کے مایہ ناز مصنفین کی کتب کے تراجم کر کے عامۃ الناس کو بھرپور فائدہ اٹھانے کا حسین موقع عطا فرمایا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں حضرت کی قلم شاہکار نے کن کن کتب کا ترجمہ فرمایا ہے۔ مفسر اعظم سے مترجم اعظم بنے ہیں۔ احناف کی مشہور و معروف تفسیر روح البیان کا اردو ترجمہ ''فیوض الرحمٰن'' ۱۲ جلدوں پر مشتمل ہے جس نے علمی دنیا میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی معروف و مشہور تصنیف احیاء العلوم کا چار ضخیم جلدوں میں ''انطاق المفہوم'' کے نام سے ترجمہ فرمایا جس نے علمی طبقہ میں بے حد مقبولیت حاصل کی ہے۔ اس طرح امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کیمیائے سعادت کا ایک ضخیم جلد میں ''شاہراہ ہدایت'' کے نام سے بھی ترجمہ فرمایا، علامہ اجل حضرت سیدنا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی احوال آخرت پر مشہور زمانہ تصنیف البدور المسافرہ (عربی) جو تقریباً ۷۵۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ حضرت نے ''احوال آخرت'' کے نام سے ترجمہ فرمایا ہے۔ علامہ عبدالرسول برزنجی رحمۃ اللہ علیہ کی عربی تصنیف الاشاعۃ لاشراط الساعت جو احوال قیامت پر مشتمل ہے حضرت فیض ملت نے اردو ترجمہ ''قیامت کی نشانیاں'' کے نام سے فرمایا، احوال قیامت پر پہلی اور آخری تصنیف ہے اور حضرت مفسر اعظم پاکستان کے ترجمہ نے اس کو مزید چار چاند لگا دیئے ہیں۔ علامہ ابن الموفق کی کتاب جو حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کی شخصیت پر لکھی گئی ہے حضرت نے اس کا ترجمہ ''مناقب امام اعظم'' رضی اللہ عنہ کے نام سے فرمایا ہے۔ شیخ محقق الشاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مایہ ناز تصنیف اخبار الاخیار کا اردو ترجمہ ''اسرار الابرار'' فرمایا ہے، بدعت چا آھی؟ (سندھی) تصنیف کا اردو ترجمہ، بارہ ماہ کے فضائل، انباء الاذکیا فی حیٰوۃ الانبیاء (عربی) کا اردو ترجمہ، عقیدہ حیات النبی ﷺ، حلیۃ اولیاء کا اردو ترجمہ فتوحات مکیہ، سفر السعادۃ ترجمہ القرآن المعروف حنفی القرآن، ترجمہ دلائل الخیرات شریف، ترجمہ معہ حواشی حزب البحر، ترجمہ قصیدہ بردہ معہ خواص، ترجمہ ابن ابی زید، ترجمہ جامع المعجزات، ترجمہ بخاری شریف مع مختصر حاشیہ، ترجمہ مسلم شریف معہ مختصر حاشیہ، ترجمہ کریما در زبان سرائیکی، ترجمہ فوائد فریدیہ معہ مقدمہ حواشی، ترجمہ نور الایمان معہ حواشی، ترجمہ تنویر الحلک معہ حواشی، ترجمہ دیوانِ جامی بے نقطہ، ترجمہ دیوان العاشقین، ترجمہ دلائل النبوۃ بلقیس، ترجمہ تلخیص زرقانی علی المواھب، ترجمہ مواہب لدنیہ، ترجمہ منہاج العابدین، ترجمہ اصول الشاشی، ترجمہ نحو میر، ترجمہ حواشی قصیدہ غوثیہ، قصیدہ غوثیہ مترجم سرائیکی، لمعۃ النور شرح الصدور۔

حضور قبلہ مفسر اعظم پاکستان کے چند مشہور خلفاء

فخر دومان قادریت رضویت حضور قبلہ مفسر اعظم پاکستان حضرت مفتی **محمد فیض احمد اویسی** رضوی (محدث بہاولپوری) کے روحانی فیض سے ایک دنیا فیضیاب ہو رہی ہے۔ **حضور قبلہ مفتی اعظم ہند الشاہ مصطفی رضا خان صاحب** رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے جو مقام آپ کو نصیب ہوا وہ بھی تاریخ کا حصہ

بن چکا ہے۔ سلسلہ عالیہ اویسیہ رضویہ کی ترویج اشاعت کے لیئے آپ کا کردار نا قابل فراموش ہے۔ یوں تو دار العلوم اویسیہ رضویہ میں آنے والے ہر طالبعلم کو آپ کے روحانی فیض سے بقدر ظرف حصہ نصیب ہوا لیکن آپ نے کچھ اقرباء کو بطور خاص فیوض باطنی سے بھی سرفراز فرمایا ہے۔ حضور فیض ملت ایک روایت ساز شخصیت ہیں اس میدان میں بھی آپ نے نئی روایات قائم کرتے ہوئے ایسے افراد کو خرقہ خلافت عطا فرمایا جو علمی طور پر دینِ متین کی خدمت کے لیئے سرگرم عمل ہیں۔ آنے والی سطور میں ان خوش نصیب افراد کا تذکرہ ہوگا جن کو حضور قبلہ مفسر اعظم پاکستان نے **خرقہ خلافت** سے فیض یاب فرما یا یہاں اس امر کا تذکرہ انتہائی ضروری ہے کہ آپ نے مقام غوثیت ولایت پر فائز ہونے کے باوجود اپنی طبیعت پر حد درجہ صبر کیا اور ہمیشہ کوشش فرمائی کہ روحانی مقامات کا اظہار نہ ہونے پائے۔ آپ نے سلسلہ اویسیہ رضویہ قادریہ کی اس مقدس امانت کو ہمیشہ آبرومند رکھا اور خلافت عطا کرتے ہوئے انتہائی محتاط رویہ اختیار فرمایا۔ سادات کرام کی عزت، تعظیم جو حضور قبلہ مفسر اعظم پاکستان فرماتے ہیں شاید ہی کسی آستانے پر دیکھنے میں آئے، چھوٹا ہو یا بڑا، شاگرد ہے یا کہ نہیں اگر وہ صحیح العقیدہ سید زادہ ہے تو پھر حضور قبلہ مفسر اعظم پاکستان اس کی راہ میں آنکھیں بچھا دیتے ہیں اور اس کے نسب کی وجہ سے وہ تعظیم فرماتے ہیں کہ دیکھنے والا فیصلہ کر ہی لیتا ہے جو شخص آل رسول ﷺ خونِ رسول سے اتنی محبت کرتا ہے نہ جانے وہ خود رسول اللہ ﷺ سے کتنی محبت کرتا ہوگا۔ سادات کو خلافت دیتے وقت خود فرماتے ہیں کہ بھائی فقیر اویسی کا کیا ہے بس رسول اللہ ﷺ کی نوکری کر رہا ہوں سادات سے اپنی نسبت قائم کر رہا ہوں اور میرے نامہ اعمال میں کچھ خاص نہیں ہیں صرف سادات کرام کا استاد ہوں، بس میدانِ محشر آخرت میں میری بخشش کے لیئے یہی کافی ہے نہ کہ میرے اعمال صالحہ۔ لہذا خلافت میں سادات کرام کا پہلا پہلا حصہ عطا فرمایا اور دورہ تفسیر القرآن حاضری رجسٹر میں سب سے پہلے نام سادات کرام شاگردوں کا تحریر فرماتے ہیں۔

حضور مفسر اعظم پاکستان دامت برکاتہم العالیہ کے چند مشہور خلفاء کی فہرست

۱۔ ابو الکمیر اث شہید مفتی محمد صالح رحمتہ اللہ علیہ (شہید) مغفور جگر گوشہ حضور قبلہ مفسر اعظم پاکستان۔

۲۔ مفتی عطاء الرسول دامت برکاتہم العالیہ جگر گوشہ حضور قبلہ مفسر اعظم پاکستان۔

۳۔ مفتی محمد فیاض احمد اویسی دامت برکاتہم العالیہ جگر گوشہ حضور قبلہ مفسر اعظم پاکستان۔

۴۔ مفتی محمد ریاض احمد اویسی دامت برکاتہم العالیہ جگر گوشہ حضور قبلہ مفسر اعظم پاکستان۔

۵۔ حافظ محمد ماجد اویسی صاحب جگر گوشہ حضور قبلہ مفسر اعظم پاکستان۔

۶۔ حضرت سید شوکت حسین شاہ صاحب (انڈیا) حال مقیم جدہ سعودی عرب۔

۷۔ مولانا محمد خان دُرانی اسپین (یورپ)۔

۸۔ مولانا محمد اسماعیل جانی دار العلوم امام احمد رضا۔ رضا نگر کنڈیا مہاراشٹر (انڈیا)۔

۹۔ مولانا عبد الجلیل العطامی۔ دمشق، ملک شام۔

۱۰۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب (انڈیا)۔

۱۱۔ مولانا صوفی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کچی مہاجر کالونی بہاول پور

۱۲۔ الحاج صوفی مولانا محمد جعفر نوید اویسی (باب المدینہ کراچی)۔

۱۳۔ مولانا پروفیسر مجید اللہ صاحب۔ باب المدینہ۔

۱۴۔ مولانا محمد الیاس قادری امیر دعوتِ اسلامی۔ باب المدینہ۔

۱۵۔ احمد رضا بن مولانا الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ۔

۱۶۔ مولانا مقصود حسین قادری اویسی نوشاہی باب المدینہ۔

۱۷۔ مولانا الحاج محمد غازی صاحب دامت برکاتہم العالیہ۔ کامونکی منڈی گوجرانوالہ۔

۱۸۔ مولانا محمد اقبال اختر القادری۔ کراچی۔

۱۹۔ مولانا صاحبزادہ سید محمد منصور شاہ صاحب بریلوی اویسی۔ میانوالی۔

۲۰۔ مولانا محمد فیصل نقشبندی کراچی باب المدینہ۔ (المعروف بابا جان)

۲۱۔ الحاج محمد مشتاق قادری نعت خواں (مرحوم مغفور) باب المدینہ۔

۲۲۔ الحاج محمد اویس قادری عالمی شہرت یافتہ نعت خواں۔ باب المدینہ۔

آپ کی شخصیت

حضور قبلہ مفسر اعظم پاکستان بحیثیت فیضِ مجسم مشک وعنبر کبھی تعارف کا محتاج نہیں ہوتے بلکہ وہ اپنا تعارف آپ ہی ہوتے ہیں استاذ العلماء حضور قبلہ مفسر اعظم پاکستان کی شخصیت ہمہ صفت موصوف ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں گونا گوں صفات اور خصوصیات کا حامل بنایا ہے جو آپ پچھلے صفحات میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ حضور قبلہ مفسر اعظم پاکستان قبیلہ 'لاڑ' کے چشم وچراغ ہیں اور یہ قبیلہ لاڑ **حضرت عباس** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پشت سے چلا ہے اسی قبیلہ کے تین بھائی جو کہ غوث صمدانی، محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے کے فرمان کے مطابق ادھر برصغیر تشریف لائے تھے اور غیر مسلموں سے جنگ لڑتے ہوئے درجہ شہادت حاصل کیا تھا۔

حضور قبلہ مفسر اعظم پاکستان فنِ تعمیر کی وہ بے مثال شخصیت ہیں جن کی کتابیں اس وقت چار ہزار سے تجاوز کر چکی ہیں اس زمانہ میں درپیش ہر مسئلہ پر آپ نے قلم اٹھایا ہے اور ہر مسئلہ کو اپنے مخصوص انداز میں الم نشرح کر کے چھوڑا ہے بعد میں آنے والی نسلیں مدتوں ان کی کتب سے استفادہ حاصل کرتی رہیں گی فن تدریس میں آپ اپنا ثانی نہیں رکھتے اسلامی علوم وفنون ہوں یا دورہ حدیث وتفسیر آپ کے لاکھوں شاگرد اس وقت دنیا کے مختلف کونوں میں جہالت کے اندھیروں کو مٹاتے ہوئے علمی ضیاء پاشیاں کر رہے ہیں۔

آپ کا اصل وطن پکہ لاڑاں ضلع رحیم یار خان ہے لیکن آپ نے بہاولپور کو شرفِ سکونت بخشا یہاں اُس وقت خارجیت کا دور دورہ تھا یہاں اہل سنت کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں ملتی تھی، حضور قبلہ مفسر اعظم پاکستان کی استقامت نے بہاولپور کے حالات بدل کر رکھ دیئے۔

آج قریباً ڈیڑھ سو مساجد سے

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

کی صدائیں بلند ہوتی ہیں یہ سب اویسی صاحب کا فیضان ہے۔

تاریخ اسلام میں ایسی شخصیات لاتعداد ہیں جو علمی اور روحانی اعتبار سے کامل اور اکمل ہیں لیکن ان پر غلبہ کسی ایک کا ہوتا ہے جیسے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اور خواجہ معین الدین اجمیری رضی اللہ عنہ بہت بڑی علمی شخصیات ہیں لیکن ان پر غلبہ تصوف اور روحانیت کا تھا اس لیئے ان کا نام صوفیاء کی صف میں لکھا جاتا ہے اس طرح محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد قادری رحمتہ اللہ علیہ غزالی زماں سید احمد سعید کاظمی رحمتہ اللہ علیہ علمی و روحانی اعتبار سے کامل و اکمل شخصیات ہیں لیکن ان پر علم کا غلبہ تھا جس کی بناء پر آپ کا نام علماء و محدثین کی صف میں آتا ہے اسی طرح حضور قبلہ مفسر اعظم پاکستان ہر لحاظ سے کامل و اکمل ہیں لیکن غلبہ چونکہ علم کا ہے اس لیئے آپ کا نام علمی دنیا میں زیادہ مشہور ہے ورنہ آپ سید السالکین، برہان الواصلین ہیں ان کا یہ روحانی مقام وہی لوگ جانتے ہیں جو اس میدان کے شاہسوار ہیں۔

حضور فیض ملت ماہ و سال کے آئینے میں

ولادتِ با سعادت ۱۳۵۰ھ ۱۹۳۲ء/ ۱۳۵۱ھ ۱۹۳۲ء تخمیناً

تعلیم کی ابتداء ۱۳۵۵ھ ۱۹۳۶ء/ ۱۳۵۶ھ ۱۹۳۷ء تخمیناً

ترنڈہ میر خان ۱۳۵۷ھ ۱۹۳۹ء **پرائمری اسکول** میں داخل ہوئے۔

پہلی مرتبہ مصلیٰ سنایا ۱۳۶۵ھ ۱۹۴۷ء تخمیناً میں جب پاکستان وجود میں آیا ۲۷ رمضان المبارک۔

۱۳۶۶ھ ۱۹۴۸ء میں **تفسیر للعارف جامی** پڑھی۔

۱۳۶۷ھ ۱۹۴۹ء **علوم عقلیہ نقلیہ** شروع کیئے۔

درسِ نظامی کی ابتداء ۱۳۶۵ھ ۱۹۴۷ء

دورہ حدیث سے فراغت ۱۳۷۰ھ ۱۹۵۲ء

حفظ القرآن کے دوران تقریباً ۱۳۵۲ھ ۱۹۳۵ء میں **حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی رحمتہ اللہ علیہ کے سجادہ نشین حضرت الحاج خواجہ محمد دین اویسی** رحمتہ اللہ علیہ سے **بیعت** ہوئے۔

آبائی گائوں بستی حامد آباد میں ۱۳۷۰ھ ۱۹۵۲ء مدرسہ منبع الفیوض کی بنیاد رکھی۔

دورہ تفسیر القرآن کی ابتداء ۱۳۸۱ھ ۱۹۶۱ء میں فرمائی۔

دورہ حدیث کی فراغت کے بعد ۱۳۷۲ھ ۱۹۵۲ء میں بستی بہرام بلوچ میں مولوی نصیر احمد دیوبندی سے علم غیب کے موضوع پر بڑا کامیاب مناظرہ کیا جس کی وجہ سے ساری بستی بدمذہب سے آج تک محفوظ ہے کچھ عرصہ پہلے ایک اور مناظرہ بھی کیا۔

پہلی مرتبہ حج ۱۳۹۹ھ ۱۹۷۹ء میں کیا ذیعقد تا محرم اس سال کعبہ پر حملہ ہوا تھا دوری مرتبہ حرمین شریفین کی حاضری عمرہ کے لئے ۱۴۰۰ھ ۱۹۸۰ء رمضان تا یکم شوال تیسری مرتبہ حاضری عمرہ کیلئے ۱۴۰۱ھ
۱۹۸۱ء یکم رجب تا شعبان، چوتھی مرتبہ حاضری عمرہ کیلئے ۱۴۰۲ھ ۱۹۸۲ء درمیانی عشرہ رمضان المبارک میں عمرہ کر کے مدینہ طیبہ میں اعتکاف بیٹھے مسجد نبوی باب مجیدی اور آج تک یہ سعادت حاصل فرما رہے ہیں۔ پانچویں مرتبہ حاضری حج کیلئے ۱۴۰۳ھ ۱۹۸۳ء بمعہ اہل عیال یہ حج جمعہ کے دن ادا کیا صاحبزادہ عطاء الرسول بھی ساتھ تھے اہلیہ بیمار ہوگئی مدینہ طیبہ پہنچ کر صحت یاب ہوگئیں۔
۱۴۰۴ھ ۱۹۸۴ء ویزا نہ ملنے کی وجہ سے رمضان المبارک میں نہ جا سکے۔
ساتویں مرتبہ حاضری عمرہ کیلئے ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵ء میں اس سال مناظر اسلام حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ بھی ساتھ تھے ۳ رمضان المبارک روانہ ہوئے۔

حضور فیض ملت کے مشہور اور کامیاب مناظرے

۳ جنوری بروز جمعہ ۱۴۱۹ھ ۱۹۹۹ء ذیقعد بمقام غازی پور تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان مولوی عبدالستار تونسوی دیوبندی سے کامیاب مناظرہ کیا۔
۲۴ اگست ۱۳۸۰ھ ۱۹۷۱ء بمطابق ۲ رجب المرجب بروز منگل بمقام بنگلہ ملکانی لیاقت پور ضلع رحیم یار خان۔
مولوی عبدالکریم شاہ دیوبندی ساکن ڈیرہ غازی خان سے مناظرہ کیا ۲۸ مئی ۱۳۹۱ھ ۱۹۸۱ء بروز جمعہ نواب شاہ سندھ مولوی عبداللہ شاہ دیوبندی سے مناظرہ کیا۔
۱۱ صفر ۱۴۰۵ھ ۲۶ نومبر ۱۹۸۴ء بروز منگل قصبہ بیٹ ہزاری علاقہ جتوئی ضلع مظفر گڑھ مولوی عبدالشکور دین پوری دیوبندی سے مناظرہ کیا ۴ مارچ ۱۴۰۷ھ ۱۹۸۶ء بروز منگل بمقام ٹیوب ویل چوہدری نور الحسن موضع کونڈی ضلع لودھراں مولوی اللہ بخش غیر مقلد سے مناظرہ کیا۔
۱۷ جون ۱۴۰۸ھ ۱۹۸۷ء بروز بدھ بمقام ماڑی پلہ نزد ہیڈ اسلام تحصیل حاصل پور ضلع بہاول پور میں مولوی یوسف رحمانی سے مناظرہ کیا۔

اعتکاف کی سعادتیں

آٹھویں مرتبہ ۱۴۰۶ھ ۱۹۸۶ء ویزا کراچی میں مولانا غلام محمد نعیمی مہتمم جامعہ نعیمیہ مجددیہ نے لگوایا صاحبزادہ مفتی صالح اویسی رحمۃ اللہ علیہ بھی ساتھ تھے ۱۹ رمضان المبارک کو مکہ پہنچے اعتکاف بھی مکہ میں کیا۔
نویں مرتبہ ۱۴۰۷ھ ۱۹۸۷ء حاضری حرمین شریفین صاحبزادہ فیاض احمد اویسی دامت برکاتہم العالیہ ساتھ تھے۔ رمضان المبارک کا مہینہ تھا اعتکاف مدینہ المنورہ میں کیا۔ اُسی طرح آپ کی ذات مبارکہ کو آج تک یہ سعادت حاصل ہے کہ سال میں کئی بار **حرمین طیبین** کی حاضری آپ کا مقدر رہی اور فقیر (محمد جعفر نوید اویسی) کو بھی یہ سعادت حاصل ہے کہ حرمین طیبین میں آپ کی خدمت کا موقع ملا **اللہ تبارک و تعالیٰ** سے دعا ہے کہ وہ اپنے **حبیب لبیب نبیٔ کریم** ﷺ کے طفیل ایسی سعادتیں بار بار مجھے اور میرے ساتھیوں کو نصیب فرمائے۔ (آمین بجاہ طٰہٰ ویٰس)

آپ اپنی مثال آپ ہیں

حضور مفسر اعظم پاکستان انتہائی فقیر صفت طبیعت کے حامل، کامل درجہ صاحب تقویٰ وتصوف اور عشق رسول ﷺ سے سرشار اللہ تعالیٰ کے ولی کامل ہیں جو طریقت و معرفت میں بھی خدمات تصوف پیش کر رہے ہیں۔ تفسیر و حدیث وفقہ وغیرہ علوم متداولہ میں استاذ الاساتذہ کی حیثیت سے ممتاز ہیں۔ آپ محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد فیصل آبادی علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید، حضرت خواجہ محمد محکم الدین سیرانی علیہ الرحمہ کے مرید صادق اور حضور مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان نوری علیہ الرحمہ المتوفی ۱۴۰۲ھ ۱۹۸۱ء کے نامور خلیفہ ہیں۔ پہلے حامد آباد ضلع رحیم یار خان میں تدریس کا آغاز فرمایا جہاں تا حال اشاعت دین کا مقدس پروگرام جاری ہے اور بے شمار آپ کے تلامذہ اندرون ملک و بیرون ملک کئی مدارس چلا رہے ہیں۔

حضور مفسر اعظم پاکستان کے بارے میں ماہر رضویات رئیس التحریر فخرِ اہلسنت حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری نقشبندی (سرپرست اعلیٰ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا پاکستان) اس طرح رقم فرماتے ہیں

'ان کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتابوں کی فہرست حروف تہجی کی ترتیب پر شائع کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں مشہور مفکر اور اپنے عہد کے صاحب طرزِ ادیب و محقق حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد کی اس رائے سے میں بھی اتفاق کرتا ہوں کہ حروف تہجی کے بجائے فن اور موضوع کے اعتبار سے ان کی کتابوں کی فہرست اگر مرتب کی جائے تو قارئین کو بھی اپنے پسندیدہ موضوع پر کتابوں کی تلاش میں آسانی ہو جائے گی۔'

پروفیسر علامہ غلام مصطفیٰ مجددی (شکر گڑھ) فرماتے ہیں۔

'مجھے حضور ﷺ کی حدیث مبارک یاد آ رہی ہے کہ 'واللہ ما خاف علیھم ان تشرکوا من بعدی ولکن اخاف الا تنافسو افیھا' ترجمہ: اللہ (عزوجل) کی قسم مجھے یہ خوف نہیں کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے ہاں یہ خوف ہے کہ تم دنیا میں کھو جاؤ گے۔ الحمد للہ! ہم مشرک نہیں مگر معاذ اللہ عزوجل دنیا دار اور زر پرست ہیں۔ میں ہر صاحب درد کے دل پر دستک دیتا ہوں کہ اگر ہم نے حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی قدس سرہ دامت برکاتہم العالیہ جیسے عظیم لوگوں قدر نہ کی تو تاریخ ہمیں معاف نہ کرے گی۔'

حضور قبلہ مفسر اعظم پاکستان اور امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ

عاشق رسول ﷺ محافظِ ناموس رسالت پاسبان نظریات محابہ حضور قبلہ الحاج مفتی اعظم اسلام حضرت محمد مفتی فیض احمد اویسی رضوی محدث بہاولپوری کو آقائے نعمت مجدد دین ملت عظیم البرکت الشاہ مولانا امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کے چھوٹے لختِ جگر حضور قبلہ مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا رحمۃ اللہ علیہ سے **سلسلہ قادریہ رضویہ میں خلافت بھی حاصل ہے۔**

پھر حضور قبلہ مفسر اعظم پاکستان کی بھی وہی تحقیق ہے جو امام اہلسنت فاضل بریلوی کی تحقیق ہے کہ آپ کا شمار جید محققین میں ہوتا ہے مگر آپ نے اعلیٰ حضرت کی تحقیق کو اپنی تحقیق مانا اور اُسی پر فتویٰ جاری فرمایا۔ آپ کی تحقیق اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی

کی تحقیق سے بلکل متفق ہے۔ اتنے بڑے محدث، مفسر، محقق، مصنف کا یہ محققانہ اور دو ٹوک فیصلہ ہم سب کیلئے مشعل راہ ہے اس کے علاوہ امامِ اہلسنت کی دو جلدوں پر مشتمل 'حدائقِ بخشش' جو نعت کا مجموعہ نعت مبارک کی جامع مفصل شرح پچیس جلدوں میں فرما کر آقائے نعمت فاضل بریلوی سے اپنی گہری عقیدت، محبت کا ثبوت فراہم کیا ہے یہ شرح حدائق بخشش کیا ہے؟ گویا رضوی انسائیکلو پیڈیا ہے۔ پھر آستانہ عالیہ بریلی شریف کی بھی حضور مفسر اعظم پاکستان پر خصوصی توجہ نظر ہے، چند سال قبل شعبان میں جب حضور قبلہ فیضِ ملت دل کے عارضہ کی وجہ سے بیمار تھے تو آستانہ عالیہ بریلی شریف (انڈیا) کے جانشین جگر گوشہ امام اہلسنت حضور قبلہ سبحان رضا خان صاحب سبحانی میاں گوجرانوالہ سے بذریعہ روڈ جامع اویسیہ رضویہ بہاول پور عیادت کے لیئے تشریف لے آئے اس سے بڑھ کر جامع اویسیہ رضویہ کی خوش قسمتی اور آستانہ عالیہ بریلی شریف کی محدث بہاولپوری پر کمال محبت وشفقت اور کیسے ہوگی۔ اس کے علاوہ متعدد چھوٹے بڑے رسائل امام اہلسنت کی شخصیت پر حضور قبلہ مفسر اعظم پاکستان نے تحریر فرمائے ہیں تفصیل کیلئے "علم کے موتی" فہرست کتب اویسی قبلہ ملاحظہ فرمائیے۔

آپ ایک کامل، سادہ طبیعت اور شفیق مدرس

حضور قبلہ فیضِ ملت دامت برکاتہم العالیہ کی حیاتِ مبارکہ کی وسعتوں پر غور کیا جائے تو طائرِ تخیل کی پرواز یک دم رک جاتی ہے۔ اور ذہن یہ سوچنے لگتا ہے کہ جس پر اللہ رب العزت نے اتنا کرم فرمایا ہے اور مسلسل رحمت کی بارش برس رہی ہے اس کے کون سے پہلو کو رقم کیا جائے۔ وہ علم وعرفان کے بلند مینار، جود وسخا کا ذخیرہ، عفو ودرگزر کا روشن باب، حسن و جمال کی دلکش کتاب، آپ نے لاکھوں دیپ روشن کیئے، آپ نے اپنے اخلاق اور حسنِ تربیت سے بے شمار افراد اور قبیلوں کی تقدیریں بدل ڈالیں، میں اپنے سیّدی مرشدی حضور مفسرِ اعظم پاکستان کی چند جھلکیاں ہدیۂ قارئین کرنے کی کوشش کرتا ہوں مولا عزوجل سے دعا ہے کہ اس ناقص کی کاوش کو شرفِ قبولیت بخشے۔ (آمین)

فقیر (محمد جعفر نوید اُویسی) کے دوستوں نے مشورہ دیا کہ بھاولپور سے ایک روحانی ہستی باب المدینہ کراچی میں موجود اخوند مسجد میں دورۂ تفسیر القرآن پڑھانے کے لئے تشریف لا رہی ہے۔ فقیر ویسے بھی اس دور کے علماء اور نامی گرامی صوفیاء سے مل چکا تھا لیکن کہیں روحانی سکون نہ مل سکا کیونکہ نہ وہ اخلاق، نہ وہ عاجزی نہ وہ لباس بس اتنا کافی ہے کہ دل کہیں کا نہ ہوسکا، عزیزوں نے کہا ایک نشست میں شرکت تو کر لو پھر چاہے نہ جانا، میں نے ارادہ کر لیا کہ میں ایک نشست میں دیکھ لیتا ہوں کہ کیا حاصل ہوتا ہے۔ پہلی نشست میں جا کر شرکت کی غرض سے بیٹھ گیا۔ آج بدھ کا دن تھا میرے ذہن میں آپ کا نا ختم ہونے والا تصوّر قائم تھا اور سوچ رہا تھا کہ اتنا بڑا مصنّف جس کی تصانیف سینکڑوں میں نہیں بلکہ ہزاروں میں ہیں وہ جامع شخصیّت جو استاذ العرب والعجم مفسرِ اعظم پاکستان شیخ القرآن کے نام سے جانی پہچانی جاتی ہے جو بیک وقت میں مدرس، مفتی، مبلّغ، محدث، مفسر، مصنف، مقرر، مناظر اور پیر کامل ہیں۔ شاید کہ مجھ جیسے حقیر غیر معروف شخص کو ہاتھ دیتے بھی ہیں کہ نہیں گفتگو کا موقع بھی ملے گا کہ نہیں نہ جانے دورانِ تدریس اتنی بڑی شخصیت کا اپنے تلامذہ کے ساتھ کیا روّیہ ہوگا آپ کے گرد محافظوں کا سخت پہرا ہوگا خوشامدی حضرات کا گھراؤ ہوگا یہ منظر میری آنکھوں میں ایسے گھوم رہا تھا اور میرے ذہن میں عجیب عجیب خیالات رچے بسے ہوئے تھے جیسا کہ پچھلی بار ہمیشہ ایسا ہوتا رہا ہے میرے ساتھ۔

میں ہر ایک دستار، عمامہ اور جبہ پہن کر آنے والے کے لئے کھڑا ہو جاتا ہوں کہ شاید یہ ہوں کئی بار ایسا ہوا کہ مجھے دیکھ کر کئی لوگ کھڑے ہو گئے کہ شاید یہ حضرت کو اچھی طرح جانتا ہے وہ بھی شاید پہلی بار ہی آئے تھے، تین سو سے زائد افراد جس میں آدھے سے زیادہ حضرت سے واقف تھے مگر میں پہلے کبھی نہیں ملا جس کی وجہ سے یہ حالت تھی میری، مگر میں حیران ہوا کہ جب آپ مسجد میں تشریف لائے تو نہ نعرے لگائے گئے نہ ہار پہنائے گئے بلکہ سب نے کھڑے ہو کر **"قصیدہ بردہ شریف"** پڑھ کر حضرت کا استقبال کیا۔ سبحان اللہ! وہ منظر آج تک میرے ذہن میں تازہ ہے۔ الحمد للہ آپ سفید پوش، جاذب النظر، درمیانہ قد، گندمی رنگ، سر پر سفید عمامہ شریف، کتھئی رنگ کا جبہ، نرم اور ملائم ہاتھوں میں عصاء مبارک، آپ نے حاضری رجسٹر ملاحظہ فرمایا اور حکم دیا کہ سادات کرام کے نام پہلے لکھے جائیں جس کی فوراً تکمیل کی گئی۔

جب آپ نے پڑھانا شروع کیا تو ایک ایک حرف دل میں اترتے گئے۔ وہ دلائل اور حقیقت پرمبنی تفسیر کہ ہر جملے میں بے شمار نکتے اور ایسے کہ دل بے اختیار پکار اٹھا کہ ہاں **یہ ہیں نائب رسول اللہ ﷺ کے** اللہ اکبر کیا کہنا آپ کا کہ وہ شفیق انداز وہ میٹھی گفتار، وہ اعلیٰ کردار وہ اخلاق شاندار، دلائل جاندار، مخزنِ اسرار، اور کیا خوب روانی کیا خوب جواہر پارے۔ میں نے اُسی دن سارے دوستوں کا شکریہ ادا کیا کہ واقعی اللہ عزوجل نے مجھ پر بڑا احسان کیا کہ آج مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ برسوں کی پیاس بجھانے والا ساقی آج میخانے میں اپنا بنانے آیا ہے۔

اُس دن کا سبق ختم ہوتا ہے میں ملاقات کی غرض سے جب قریب جاتا ہوں تو نہ قطاروں کا جھنجھٹ نہ ملاقات کا انتظار اور ہر اک کو میں نے آپ کا گرویدہ پایا، ہر اک سے ملاقات کا انداز ایسا کہ برسوں واقفیت رہی ہو۔ مزید یہ کہ جو پرانے ساتھی تھے ان سے احوال اسطرح پوچھ رہے ہیں جیسے کہ ان کا ہر پل آپ سے ساتھ گزرا ہو اور ہر معاملات سے آپ باخبر ہوں۔ ان کا یہ انداز دل کو بھا گیا اور فقیر اسی وقت ان کا خادم بن گیا اور وہ مرشدِ کریم کی مہربانی کہ انہوں نے اس گنہگار کو اپنی غلامی کی سند عطا کی اور الحمد للہ آج بھی فقیر انہی سے وابستہ ہے۔

اور آج وہی میری شان میری جان اور میری پہچان ہیں، اللہ رب العزت اپنے حبیب کے طفیل ان کے فیض سے ہمیں مستفیض فرمائے (آمین) اور ان کا سایہ ہم پر سدا سلامت رکھے۔ (آمین)

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

فقیر کو بچپن سے لکھنے سے دلچسپی تھی۔ جب اسکول کی تعلیم میں دوسری جماعت کا طالبعلم تھا۔ دلچسپ مضامین کو رجسٹر پر نقل کر لیتا۔ علمی فراغت کے آخری سال میں مستقل تصانیف کا سلسلہ شروع کر دیا اسکے بعد مسلسل تصانیف کے مضامین ایک کشکول میں محفوظ کر لیتا۔ وقت گزرنے پر تصانیف کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہوا۔ کچھ تصانیف فقیر نے اپنی استطاعت پر شائع کیں۔ حامد آباد چونکہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے اور ذرائع آمدورفت سے محروم۔ مجبوراً بہاولپور شہر میں سکونت اختیار کی اور ایک دارالعلوم اور جامع مسجد سیرانی کی بنیاد ڈالی۔ دونوں کام میری استطاعت سے باہر تھے اسی کریم جل شانہ کا کرم شامل حال ہوا الحمدللہ دونوں امور بحسن وخوبی سرانجام ہوتے رہے ہیں اور ساتھ ہی تصانیف کی نشرواشاعت بھی جاری رہی۔ اسی دوران الحاج محمد احمد قادری (مدظلہ) کراچی باب المدینہ فقیر کی تصانیف کی اشاعت کیلئے کود پڑے اور بڑا سرمایہ اس پہ لگایا تقریباً فقیر کی ایک ہزار تصانیف (کتب اور رسائل) شائع کیے۔ اب وہ کئی سالوں سے کاروانِ اسلامی کے امور میں منہمک ہو گئے مگر یہ سلسلہ منقطع نہ ہوا۔ فقیر کے چند احباب مولانا محمد قاسم ہزاروی صاحب و مولانا محمد طارق عطاری اویسی صاحب و مولانا محمد یوسف اویسی صاحب و مولانا محمد جعفر اویسی صاحب نے اس کام کو سنبھال لیا ہے یہ کتاب ''جن ہی جن'' مولانا محمد جعفر اویسی اور ان کے رفقاء نے اشاعت کی ذمہ داری لی ہے اور اسکے ساتھ رسائل کا کام بھی جاری کر دیا اللہ تعالیٰ بطفیل حبیب پاک ﷺ ان حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

☆☆☆☆☆

وجہ تالیف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

دنیا کے جملہ مذاہب جنات کے وجود کے قائل ہیں مسلمان کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ جنات دنیا میں موجود ہیں لیکن سرسید علیگڑھی جنات کا منکر ہے، سرسید احمد علیگڑھی کے معتقدین دورہ حاضرہ میں انکار میں سرفہرست ہیں۔ سرسید احمد علیگڑھی اور اسکی جماعت نیچریہ ومعتقدین کے پاس اپنے عقیدہ پر کوئی دلیل نہیں صرف عقلی ڈھکوسلہ ہے وہ یہ کہ جن دنیا میں ہوتے تو نظر آتے۔

اہل انصاف غور فرمائیں کہ جو شے نظر نہ آئے وہ موجود نہیں؟ کیا یہ دلیل کوئی عقلمند قبول کرسکتا ہے مثلاً روح نظر نہیں آتی تو کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ روح موجود نہیں وغیرہ اور پھر مسلمان ہو کر جنات کا انکار کرے تو گمراہ نہیں تو اور کیا ہے کیونکہ قرآن مجید میں متعدد آیات میں جنات کا ذکر ہے اور احادیث کا تو شمار ہی نہیں۔ تفصیل آئندہ اوراق میں آئیگی۔ (انشاء اللہ)

سرسید احمد خان علیگڑھی انگریزی بعض تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے بڑی معظم شخصیت ہے اسی لئے فقیر نے ایسے لوگوں کے دین وایمان کی حفاظت کے لئے یہ تصنیف پیش کی ہے تا کہ مسلمان یقین کریں کہ قرآن کی تصریحات کے مقابلہ میں سرسید احمد علیگڑھی کی کیا حیثیت ہے۔

عزیزم مولانا محمد جعفر اویسی صاحب نے اسکی اشاعت کی حامی بھرتی ہے اللہ عزوجل انہیں جزائے خیر دے اور خدا کرے فقیر کے لئے مغفرت کا موجب ہو۔ آمین

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی

بہاول پور، پاکستان۔ ۱۷ ربیع الآخر ۱۴۲۷ھ

☆☆☆☆☆

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

امابعد!

دورسابق میں مسلم وغیر مسلم تمام قومیں جنّات کے وجود کی قائل تھیں سوائے چند جاہل فلاسفہ کے، جیسا کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''لقط المرجان'' میں تصریح فرمائی ہے۔ ہمارے دور میں وہ لوگ منکر ہوگئے ہیں جو خود کو تعلیم یافتہ کہلاتے ہیں بلکہ اپنے علم کے سامنے تمام لوگوں کو جاہل تصور کرتے ہیں۔ مذکورہ بالا حوالے سے ناظرین سمجھ گئے ہونگے کہ دور حاضرہ کے منکرین سابق علماء اور دانشوروں کے نزدیک جہلاء کہلاتے تھے۔

چند سال پہلے ۱۹۸۷ء کے بعض اخبارات وجرائد میں جنّوں کے وجود یا عدم کے بارے میں ایک دلچسپ بحث چل رہی تھی۔ چند سال پیشتر بھی کراچی کے ایک اخبار میں یہ مسئلہ زیر بحث آیا تھا جو مہینوں تک جاری رہا اور جس میں مخالفانہ اور موافقانہ نکتہ نظر رکھنے والے اہل قلم نے حصہ لیا۔ ٹھوس، معقول اور قابلِ قبول دلائل وشواہد کی بنا پر اس بحث کا میدان بلاشبہ قائلینِ جنات کے ہاتھ رہا جبکہ فریق ثانی کا مؤقف دوراز کار موشگافیوں اور تجربہ سے محروم خیال آرائیوں کے دائرہ سے آگے نہ بڑھ سکا۔

جنات کا وجود قرآن کریم کی بہت سی آیات، متعدد احادیث صحیحہ اور سنن و آثار سے صریحاً ثابت ہے اور اس کے مطابق ماضی اور حال کے بے شمار ممتاز و معتبر بزرگوں اور اصحابِ علم وفضیلت کی مستند اور مسلسل شہادتوں سے بھی جنوں کی ایک ذی حیات، باشعور اور آتشیں مخلوق کی حیثیت سے تصدیق وتوثیق ہوتی ہے اور گزشتہ چودہ صدیوں میں معتزلہ نامی ایک گروہ کو چھوڑ کر تقریباً پوری امت جنّوں کی قائل رہی ہے۔ اس ناری مخلوق کے بارے میں تائیدی شواہد اس قدر یقینی، قوی اور کثیر ہیں کہ اگر تحقیق وتجسّس کا صادق جذبہ موجود ہو تو جنّوں کے وجود کے بارے میں باآسانی مثبت نتیجہ تک پہنچا جاسکتا ہے۔ مسلمانوں کے علاوہ اہل کتاب بھی ان کے وجود کو مانتے ہیں۔ وہ واقعاتی شہادات کی بنا پر جنوں کے قائل ومعترف ہیں اور بعض عیسائی پادریوں نے اس سلسلے میں اپنے ذاتی مشاہدات کو بطور ثبوت پیش کیا ہے اس سلسلے میں بائبل سینٹ جان کی کتاب ''ٹومیر زان اے لیونٹائن فیملی'' خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ ''جیوش انسائیکلوپیڈیا'' جلد نمبر ۱۱ میں مرقوم ہے کہ حضرت

سلیمان علیہ السلام کے لشکر میں جنات بھی شامل تھے جس سے جنّوں کے بارے میں قرآنی خبر کی اہلِ کتاب کی طرف سے بھی تصدیق وتائید ہوتی ہے۔

اسلامی فقہ میں اس کے لئے باقاعدہ احکام پائے جاتے ہیں۔ ہمارے فقہا کے درمیان یہ بحث بھی پیدا ہوئی ہے کہ جنوں کو ان کے نیک اعمال پر ثواب اور برے اعمال پر عذاب دیا جائے گا یا نہیں اور اس بحث میں حصہ لینے والے اصحاب میں امام ابوحنیفہ، ابن ابی لیلیٰ، امام مالک، امام اوزاعی، امام ابویوسف، امام محمد، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور ابن حزم رحمہم اللہ جیسے اکابرین کے نام شامل ہیں۔ اکابر تابعین اور علماء کے ہاں یہ مسئلہ بھی زیر بحث آیا کہ جنّ امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔ شافعی اور حنفی فقہ میں جنّ مرد اور انسان عورت اور انسان مرد اور جنّ عورت کے درمیان نکاح اور طلاق تک کے مسائل بیان ہوئے ہیں۔ یہ ''جامعہ ازہر'' جیسی اسلامی یونیورسٹی میں شافعی فقہ کے کورس میں شامل ہے۔ ''آکام المرجان'' کے نام سے جنوں کے بارے میں علامہ بدرالدین نے باقاعدہ ایک کتاب لکھی ہے۔

قرآن کریم میں قومِ جنّ کا تذکرہ جن جن مقامات پر آیا ہے ان میں سے وہ مقام خاص طور پر قابل ذکر ہے جہاں سود کھانے والوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۷۵ میں ارشاد ہوتا ہے ''جو لوگ سود کھاتے ہیں کھڑے نہ ہو سکیں گے، سوا اس کے کہ جیسے وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان نے جنون سے خبطی کر دیا ہو''۔

اس سے جنّ کا انسان کو چمٹ جانا یا اسکے اعصاب پر سوار ہو جانا، اور اس کے اثر سے اس کے عقل و حواس مختل ہو جانا صاف ثابت ہوتا ہے۔ سورہ بقرہ کی آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے صاحب ''تفسیر مظہری'' قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ''جنّ کے چھو جانے سے مرض کا لاحق ہونا کتاب و سنت سے ثابت ہے'' (تفسیر مظہری صفحہ ۳۹۲، جلد ۱)

حضرت امام احمد بن حنبل کے صاحب زادے کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے عرض کیا بعض لوگ کہتے ہیں کہ جنّ انسان کے جسم میں داخل نہیں ہوتا۔ فرمایا: بیٹے! وہ جھوٹ کہتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت قاضی صاحب نے امام ابوالحسن الاشعری کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ ان کے نزدیک جنّ کے چمٹنے سے جنون ہو سکنے کا عقیدہ اہلسنّت و جماعت کے عقائد میں شامل ہے۔

قرآن مجید کی متعدد آیات اور بے شمار احادیث مبارکہ اور مُسلم قوم میں مختلف مذاہب کے باوجود سب کے اجماع و اتفاق کے علاوہ غیر مُسلم اقوام میں کوئی بھی جنّات کے وجود کا منکر نہیں سوائے چند جاہل فلسفیوں کے جیسا کہ پہلے عرض کر دیا گیا ہے۔ دورِ حاضرہ کے لوگ کتنی ہی اعلیٰ تعلیم کے مدّعی ہوں ان کے توہمات کی پرکاہ کے برابر بھی حیثیت نہیں۔

ازالۂ توہمات:

دور حاضرہ کے چند وہمیوں نے اخبارات میں چند اوہام پیش کئے وہ ناظرین ملاحظہ فرمالیں:

☆ مرنے والوں کی ہڈیاں امتدادِ زمانہ سے گل سڑ کر مٹی ہو جاتی ہیں تو بعد میں کھدائی وغیرہ سے ان قبروں کی اندرونی مٹی اوپری سطح پر آ جاتی ہے اور اس مٹی میں انسانی ہڈیوں کا فاسفورس آمیز جوہر بھی ہوتا ہے جو اندھیرے میں چمکنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ جب یہ مٹی اندھیری راتوں میں ہوا سے اڑتی ہے تو اس میں چمک ہوتی ہے جسے جنات سمجھ لیا جاتا ہے یا رات کے وقت جگنوؤں کو یا آندھی میں اڑنے والے آگ کے چنگاروں کو جن کی حرکات تصور کر لیا جاتا ہے وغیرہ۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

منکرین کے اوہام آپ نے پڑھ لئے، وہمیوں سے اسلامی دلائل کا جواب سن لیجئے وہ کہتے ہیں کہ قرآن میں قوم جن سے مراد بعض وحشی اور جنگلی قبائل اور بعض کیومین (غار والے) مراد ہیں یا جن کا مادہ جنین یعنی قبر ہے، یا جنین سے ماں کے پیٹ میں ''پوشیدہ'' بچہ مراد ہے۔

(جواب): غور فرمایئے منکرین خود کو نا معلوم کیا سمجھتے ہیں ان سے قبل آدم تا ایندم پھر قرآن حکیم کی نصوص، جنات کا وجود ثابت کرتی ہیں۔ تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ صدیوں میں قرآن حکیم کی ان آیات کا صحیح مطلب کسی کی سمجھ میں نہیں آسکا تھا اور اب پہلی مرتبہ ان کا القاء اس صدی کے بعض اصحاب پر ہوا ہے۔

نیز وہ یہ بھی کہتے ہیں جنات کے جن لوگوں کو چمٹنے کی داستانیں ہیں وہ بھی سطحی قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔

(جواب): یہ خیال بھی تعجب انگیز اور مضحکہ خیز ہے کہ جس چیز کو لوگ عام طور پر جن یا بھوت کا سایہ یا جن چمٹنا کہتے ہیں وہ باہر کی کوئی طاقت نہیں ہوتی بلکہ اس کا تعلق انسانی جذبات اور ذہنی اعمال سے ہوتا ہے۔ جس کا شعوری علم اس سے متاثر ہونے والے کو ہوتا ہے۔ جناتی اثرات کے شکار صرف کمزور ذہن کے لوگ ہی نہیں ہوتے بلکہ مضبوط ذہن کے مالک، اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اعلیٰ عہدوں پر فائز لوگ بھی اس میں مبتلا پائے گئے ہیں۔ امت میں صدیوں سے تسلیم شدہ اس عقیدہ کے بالمقابل اگر آج بعض اصحاب کا یہ دعویٰ مان لیا جائے کہ جن کا مبلغ علم محض چند نام نہاد ''ماہرین نفسیات'' کی چند کتابیں ہیں تو پھر ان کے پاس اس کا کیا جواب ہے کہ تمام اہل دنیا مسلم و غیر مسلم ایک طرف اور تم چند گنتی کے وہمی مزاج ایک طرف اور تمہارے اثباتِ جنات کے نظریہ کو واہمی و مفروضہ ثابت کرنا تم منکرین جنات کے استدلال کی حیثیت بھی محض سطحی و قیاسی ہے۔

ایسے تمام حیلے اور حوالے جنوں کے وجود کی نفی کا جواز نہیں بن سکتے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض عجائب پسند لوگ طبع زاد اور بے بنیاد واقعات کو بھی محض داستان طرازی اور سنسنی خیزی کے لئے جنوں سے منسوب کر دیتے ہیں نیز ہمارے معاشرہ میں جہلا اپنی کم فہمی کی بنا پر اور عیار و مکار لوگ اپنے مادی منافع کی غرض سے بعض انسانی امراض و عوارض کو بھی جنات کے اثرات سے موسوم کر دیتے ہیں۔ جن میں ۸۰ سے ۸۵ فیصد تک کیس اعصابی گیس کے مریضوں کے ہوتے ہیں۔ بہت

سے نسوانی امراض کو بھی آسیبی اثرات سے منسوب کر دیا جاتا ہے اور اس جہالت کے باعث ہزاروں جانیں تلف ہو جاتی ہیں ایسے امراض کی اصل حقیقت ظاہر ہونے پر بعض لوگوں کا فریب کار اور جعلساز ''عاملوں'' پر سے اعتماد اٹھنے کے ساتھ ان کی نظر میں جنوں کا وجود بھی مشکوک ہو جاتا ہے۔ اور وہ جنوں سے منسوب ہر واقعہ کو وہم، فریب اور فراڈ قرار دینے لگتے ہیں لیکن ایسے شبہات و قیاسات سے بھی جنوں کی نفی کا جواز لازم نہیں آتا اور یہ بات اپنی جگہ پر ایک حقیقت واقعہ کے طور پر مسلسل غیر مبہم اور نا قابل تردید تجربات و شواہد سے ثابت ہے کہ جنات موجود ہیں۔

اسلامی فرقوں کے سربراہ:

قطع نظر غیر مسلم اقوام کی تصریحات کے اسلامی فرقوں میں عقائد و مسائل کے اختلاف کے باوجود جنّات کے وجود میں سب متفق ہیں مثلاً اہلسنت کی تو اس موضوع پر متعدد تصانیف عربی اور اردو و دیگر زبانوں میں موجود ہیں۔

''آکام المرجان'' علامہ بدرالدین حنفی جس کا خلاصہ کر کے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''لقط المرجان'' نامی کتاب تحریر فرمائی ہے۔ اُویسی غفرلہ کی اس موضوع پر دو تصنیفیں ہیں (۱) جن اور ولی (۲) جن ہی جن۔

شیعہ:

حضرت امام جعفر صادق اور دوسرے آئمہ اہل بیت سے کتب شیعہ میں ایسی بے شمار روایات مذکور ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بھی اسی عقیدے کا حامل ہے۔ اگر چہ امام جعفر اور ائمہ اہلبیت اہلسنت کے بھی پیشوا ہیں لیکن شیعہ فرقہ صرف انہیں کو مانتا ہے تو انکی تصریحات بھی ہیں۔

صوفیاء کرام:

سیدنا حضرت غوث الاعظم، حضرت ابن عربی، شیخ جلال الدین رحمہم اللہ اور بہت سے دوسرے اولیاء کرام کے متعدد واقعات اس سلسلے میں تذکروں میں موجود ہیں۔ اگر چہ صوفیاء کرام بھی اہلسنت میں سے ہیں لیکن بعض لوگ ان کی تحقیق کو ایک علیحدہ حیثیت دیتے ہیں اسی لئے ان کا بھی انکار نہیں بلکہ اثبات ہے۔

وہابی غیر مقلد اور دیوبندی:

ان دونوں کے سربراہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (اگر چہ آپ اہلسنت کے بھی پیشوا ہیں لیکن وہابی دیوبندی انہیں خصوصیت سے اپنا امام مانتے ہیں) آپ نے اپنی تالیف ''القول الجمیل'' میں وہ طریقے بیان کئے ہیں جس سے کسی گھر سے جن کو نکالا جا سکتا ہے۔

ابن تیمیہ:

اسے دیوبندی کم اور غیر مقلدین اور نجدی نہ صرف امام بلکہ اسے شیخ الاسلام مانتے ہیں اس نے اس سلسلے میں خود اپنی ذاتی شہادت پیش کی ہے۔ اپنی مشہور کتاب ''البنوات'' میں جنات کی حقیقت و ماہیت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''جنات جن لوگوں کے ماتحت مسخر ہو جائیں انہیں اپنی پیٹھ پر سوار کرا کے ہوا میں دور دور تک سیر کراتے ہیں''۔ اسی کتاب میں لکھا کہ ''ایسے بہت سے واقعات ہیں جو جانے بوجھے ہیں۔ ان کا تذکرہ طول بیان کا باعث ہوگا اور انسانوں میں گھسے ہوئے شیطانوں کو تو خود ہم نے مارا ہے۔ یہاں تک کہ وہ شیطان اس انسان سے اس طرح نکل بھاگا کہ پھر واپس نہیں آیا''۔ (ص ۲۶۵)

منکرین کس قطار میں:

دور حاضرہ کے منکرین ہوں یا سابقہ ادوار کے وہ کس قطار میں ہیں جبکہ خالق کائنات عزوجل نے اپنی سچی کتاب قرآن مجید میں چھتیس مقامات پر جنّات کا ذکر فرمایا ہے اور ان کے نام کی ایک مستقل سورۃ مقرر فرمائی اور احادیث مبارکہ کا تو کوئی شمار ہی نہیں اور واقعات و مشاہدات تو اس قدر ان گنت ہیں کہ جس کا انکار سورج کے انکار کے مترادف ہے۔

جنّات کے منکرین کون؟:

جنات کے وجود کے منکرین فلاسفہ (عقل کے پھندے میں گرفتار) تو تھے ہی لیکن اسلام کا دم بھرنے والے بھی انکے ساتھ شامل ہو گئے۔ اسلام میں سب سے پہلے جنات کے وجود کا انکار فرقہ قدریہ نے کیا ان کے بعد فرقہ معتزلہ اس میدان میں اتر پڑا اگرچہ ان کے بعض قائل تھے لیکن اکثر منکر تھے۔ حضرت قاضی بدر الدین حنفی محدث المتوفی ۷۶۹ھ نے اپنی معروف تصنیف ''آکام المرجان فی غرائب الاخبار والجان'' میں فرمایا کہ منکرینِ جنات خارج از اسلام ہیں کیونکہ وہ آیات قرآنیہ واحادیث صحیحہ کے منکر ہیں۔

دور سابق میں فرقہ جہمیہ بھی منکر تھا اور بعض اطباء بھی فلاسفہ کی طرح منکر تھے۔ ہمارے دور میں مذکورہ بالا فرقوں کی اتباع میں نیچریہ فرقہ منکر ہے چنانچہ اس فرقے کے سربراہ سرسید علیگڑھی نے جنات کے وجود کا انکار کرتے ہوئے لکھا کہ قرآن کریم میں جو جنّوں کے تذکرے ہیں وہ کوئی مخصوص مخلوق نہیں بلکہ وہ جنگلی وحشی انسان ہیں۔

(خود نوشت افکار سرسید، ص ۷۳، ۷۵)

چونکہ نیچریت مادہ پرستی کا دوسرا نام ہے اور مادہ پرست اور ملاحدہ فرشتے اور جنات کے وجود کے قائل نہیں۔ وہ کہتے ہیں جو چیز محسوس اور مشاہدہ میں نہ آسکے اس کا وجود فرضی و عقلی ہے۔ اسلامی تعلیم کی رو سے یقین واعتقاد کے درجہ میں جنات

اور فرشتوں کے وجود اور ان کو مستقل مخلوق الٰہی سمجھنا ضروری ہے۔ قرآن و احادیث میں ملائکہ اور جنات کا ذکر قرآن کریم میں ۱۱۸ جگہ حسب تفصیل ذیل میں موجود ہے۔

ملائکہ کا ذکر	جنات کا ذکر
سورۂ بقرہ ۱۰ آیتوں میں	انعام ۴ آیتوں میں
آل عمران ۸ آیتوں میں	اعراف ۲ آیتوں میں
نساء ۴ آیتوں میں	ہود ۱ آیت میں
انعام ۵ آیتوں میں	حجر ۱ آیت میں
اعراف ۲ آیتوں میں	اسراء ۱ آیت میں
انفال ۳ آیتوں میں	کہف ۱ آیت میں
ہود ۲ آیتوں میں	نحل ۲ آیتوں میں
یوسف ۱ آیت میں	سجدہ ۱ آیت میں
رعد ۲ آیتوں میں	سباء ۳ آیتوں میں
حجر ۴ آیتوں میں	صافات ۱ آیت میں
نحل ۵ آیتوں میں	فصلت ۲ آیتوں میں
اسراء ۴ آیتوں میں	احقاف ۲ آیتوں میں
کہف ۱ آیت میں	ذاریات ۱ آیت میں
طٰہٰ ۱ آیت میں	رحمٰن ۵ آیتوں میں
انبیاء ۱ آیت میں	جن ۶ آیتوں میں
حج ۱ آیت میں	ناس ۱ آیت میں
مومنون ۱ آیت میں	
فرقان ۴ آیتوں میں	
سجدہ ۱ آیت میں	
احزاب ۲ آیتوں میں	
سباء ۱ آیت میں	
فصلت ۱ آیت میں	
شوریٰ ۱ آیت میں	

ملائکہ کا ذکر	
زخرف ۳ آیتوں میں	
محمد ۱ آیت میں	
نجم ۲ آیتوں میں	
تحریم ۱ آیت میں	
الحاقہ ۱ آیت میں	
المعارج ۱ آیت میں	
الفجر ۱ آیت میں	
القدر ۱ آیت میں	
فاطر ۱ آیت میں	
صافات ۱ آیت میں	
ص ۲ آیتوں میں	
زمر ۱ آیت میں	
مدثر ۱ آیت میں	
النباء ۱ آیت میں	

احادیث مبارکہ تو اس بارے میں مفصل ہیں لیکن منکرین جب قرآن مجید کونہیں مانتے اگر مانتے ہیں تو غلط تاویلیں گھڑتے ہیں مثلاً کہتے ہیں قرآن مجید میں جن مقامات پر جنات کا ذکر ہے اس سے وہ انسان مراد ہیں جو بڑے قد آور اور لحیم وجسیم ہیں جیسے پہاڑوں اور جنگلوں میں مقیم لوگ وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کی انکی قرآنی غلط تاویلیں مشہور ہیں مثلاً ان کا کہنا کہ آدم علیہ السلام اس حقیقی جنت میں نہ تھے اور نہ ہی اس حقیقی جنت سے نکالے گئے بلکہ وہ زمین پر ایک اعلیٰ باغ میں مقیم تھے اس سے نکال کر انہیں زمین کے ویرانے میں رہنے کا حکم ہوا وغیرہ وغیرہ۔

ہم انہیں اتنا کہہ سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے بڑھکر قرآن دان کوئی نہیں ہوسکتا اسی لئے ہم انکی قرآن فہمی پر ایمان رکھتے ہوئے ان کی ہر تفسیر میں ایمان رکھتے ہیں علاوہ ازیں ہم اصول عرب پر عمل کرتے ہیں کہ ہر لفظ کا حقیقی معنیٰ مقدم ہوتا ہے جب حقیقی معنیٰ ناممکن ہوتو پھر مجاز۔ ہم نے اپنے جملہ مسائل پر اس پر عمل کیا ہے منجملہ ان کے وجود جنات بھی ہے۔

دورہ حاضرہ کے منکرین:

دور ماضی کے علاوہ عہد حاضر کی بہت سی ممتاز ومعروف ہستیوں نے بھی جنّوں کے بارے میں اپنے تجربات و

مشاہدات بیان کئے ہیں۔ نامور اسکالر و دانشور اور کراچی یونیورسٹی کے وائس چانسلر جناب ڈاکٹر جمیل جالبی اپنی ایک کتاب میں اپنے ایک دوست سے ایک جنّ کے یارانے کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ’’ایک جنّ میرے دوست کو پرچے لاکر دیا کرتا تھا۔ بعد میں اس شخص نے اپنے اس جنّ دوست سے کہا کہ میں تعلیم کے لئے ملک سے باہر جا رہا ہوں تو کیا تم وہاں بھی میری مدد کرو گے؟ تو جن نے جواب دیا کہ میری طاقت سمندر کے پار ختم ہو جاتی ہے وہاں میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکوں گا‘‘۔

ایسے واقعات دنیا کے ہر ملک میں پیش آتے رہتے ہیں جن کی جنات کے سوا کوئی بھی صحیح اور قابل فہم توجیہہ و تعبیر ممکن نہیں مثلاً پچھلے دنوں روس سے اسی قسم کی ایک خبر آئی تھی۔ روس کی ریاست یوکرائن کا ایک نوجوان لڑکا ساشا ایک غیر مرئی مافوق الفطرت قوت رکھتا ہے اس کی موجودگی میں آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ چیزیں فضا میں اڑنا شروع کر دیتی ہیں۔ بجلی کے بلب دھماکے سے پھٹنا شروع ہو جاتے ہیں۔ بلکہ ایک دفعہ تو ایک ریفریجریٹر اوپر نیچے ہو گیا۔ لڑکے کی موجودگی میں ہونے والے ان عجیب و غریب واقعات کی وجہ سے اس کے پڑوسی سخت خوفزدہ ہیں ان کے باپ کے اعصاب پر ایسا اثر ہوا ہے کہ اُسے ہسپتال میں داخل ہونا پڑا ہے۔ پولیس کو بھی ان واقعات کی اطلاع دی گئی ہے لوگوں کا خیال ہے کہ وہ آسیب زدہ ہے۔ ایک ڈاکٹر نے بھی ان پراسرار واقعات کی ایک وجہ یہ بتائی ہے کہ ساشا کے جسم سے ایک ایسی توانائی نکلتی ہے جو لوگوں کو دم بخود کر دیتی ہے۔ اور اس طرح کی عجیب و غریب حرکتیں ہونے لگتی ہیں یہ بھی ممکن ہے کہ ساشا سے پیدا ہونے والی بجلی کی شعائیں آس پاس کی آلودہ فضا میں آگ لگا دیتی ہیں۔ ڈاکٹر کے خیال میں ایسی صورت میں اس نوعیت کے مزید واقعات رونما ہو سکتے ہیں۔

روس کا سرکاری مذہب چونکہ مادہ پرستی ہے اس لئے ان سے ایسے ہر مابعد الطبیعاتی واقعہ کی مادہ پرستانہ دائرہ کے اندر تاویل و توجیہہ کی ہی توقع کی جاسکتی ہے۔ خواہ وہ کیسی ہی بے تکی اور مضحکہ خیز کیوں نہ ہو۔ کیونکہ کسی واقعہ و مسئلہ کی ان کے اصل حقائق کے تناظر میں مابعد الطبیعاتی توجیہہ کرنے سے ان کے مادی والحادی فکر و فلسفہ پر کاری ضرب لگنے کا قوی امکان ہوتا ہے۔ اوپر کی خبر کے متن سے یہ اندازہ ہو چکا ہے کہ روسی عوام تو اس لڑکے کو آسیب زدہ قرار دے رہے ہیں لیکن ایک روسی ڈاکٹر نے حکام کے ایماء پر اسے خود ساختہ گھریلو نسخوں کے ذریعے بڑی چابک دستی اور خوش اسلوبی سے ایک چلتے پھرتے اور بولتے چالتے ’’پاور ہاؤس‘‘ میں تبدیل کر دیا ہے۔ ایسے واقعات کی سائنسی توجیہہ کے لئے اس سے پہلے کوئی نظریہ وضع نہیں کیا جاسکا جو اس روسی ڈاکٹر کے مایہ ناز اور نادر الوجود نسخوں کے مقابلہ پر پیش کیا جاسکے۔

(نوائے وقت میگزین، ص ۷، ۱۹۸۷ء)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

منکرین کا انکار ان کی ضد ہے۔ ورنہ جنات کا وجود سورج سے بھی زیادہ روشن ہے جیسا کہ گزرا۔ تفصیل آئندہ اوراق میں آئے گی۔ (انشاءاللہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ الحنّان المنّان والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد ن المبعوث

الی الانس والجان و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

فقیراس باب میں جنات کالغوی معنیٰ اور انکے وجود پر مختصر بحث کر کے موضوع کو آگے بڑھائیگا (انشاءاللہ) جو قارئین کے لئے موجبِ فرحت وسرور ہوگا۔

جنّ کالغوی معنیٰ:

ابن درید نے فرمایا کہ جن انس کی نقیض ہے، اہل لغت کہتے ہیں جَنّةَ اللیل واجنہ (اسے رات نے چھپایا) و جُنّ علیہ اس پر ڈھانپا گیا غَطّاہُ کے معنیٰ میں یہ اس وقت بولتے ہیں جب کوئی کسی کو چھپالے، ایسے ہی جو شے تم سے چھپ جائے اسکے لئے کہتے ہیں جُنّ عنک تجھ سے چھپ گیا اسی سے ہے الجنّ و الجنّۃ الجن واحد ہے الجن (حاء مہملہ سے) جنّات کی ایک قسم ہے۔ ابوعمروزاہد نے فرمایا، جنّوں کے کتّوں کوالحن (بالحاء) کہاجاتا ہے اورانکے کم درجہ قسم کو بھی الحن کہتے ہیں۔

الجوہری (امام لغت) نے فرمایا کہ الجانّ ابوالجن ہے اور ابن عقیل نے فرمایا کہ جن کو جن اسی لئے کہاجاتا ہے کہ وہ ہماری آنکھوں سے چھپے ہوئے ہیں۔

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) انہ یراکم ھوو قبیلہ من حیث لاترونھم (پ۸، الاعراف، ۲۷)

ترجمہ: بیشک وہ اوراس کاقبیلہ تمہیں دیکھتا ہے اورتم نہیں دیکھ سکتے۔

فائدہ:

شیاطین جنوں میں نافرمان گروہ کوکہاجاتا ہے یہ ابلیس کی اولاد سے ہیں۔ المروہ جنات اغنیاء اور طاقتورقسم کے ہیں۔

جن کاوجود:

جس طرح انسانوں کاوجود ہے۔ اسی طرح جنوں کا بھی وجود ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ عربی زبان میں جس لفظ میں جیم نون جمع ہوتے ہیں۔ اس میں پوشیدگی کے معنیٰ ملحوظ ہوتے ہیں۔ دل چونکہ مخفی رازوں کا خزانہ ہے۔ اور دل کی بات ظاہر نہیں ہوتی، پوشیدہ ہوتی ہے اسلئے عربی زبان میں دل کو'جنان' کہتے ہیں۔ اسی طرح عربی زبان میں ڈھال کو"جنّہ" کہتے ہیں۔ کیونکہ ڈھال کی آڑ میں آدمی چھپتا ہے۔ اورڈھال سے آدمی آڑ میں آجاتا ہے۔ یونہی دیوانگی چونکہ عقل کو پوشیدہ کردیتی ہے۔ اس لئے عربی زبان میں دیوانگی کو"جنون" کہتے ہیں۔ ماں کے پیٹ میں جو بچہ ہو، چونکہ وہ پوشیدہ ہوتا ہے۔ اسی لئے اُسے عربی میں جنین کہاجاتا ہے۔ باغ اپنے پتوں اور درختوں سے زمین کوڈھانپ لیتا ہے اس لئے اُسے عربی زبان میں

جنت کہا جاتا ہے۔

ان سب لفظوں میں جیم اور نون موجود ہے۔ عربی کے جس لفظ میں جیم، نون جمع ہوں گے اس میں پوشیدگی اور نظر نہ آنے کی حقیقت موجود ہوگی۔ لفظ "جنّ" بھی اسی قبیل سے ہے کہ یہ مخلوق چونکہ نظر نہیں آتی اس لئے اسے جنّ کہا جاتا ہے۔

(۲) جب قرآن پاک سے اس مخلوق کا وجود ثابت ہے تو پھر ایک مسلمان کے لئے کوئی وجہ نہیں کہ خواہ مخواہ اس کا انکار کرے۔ اور طرح طرح کی تاویلیں کرتا پھرے۔ اور اپنی محدود عقل اور ناپائیدار فلسفہ کے ڈھکوسلوں سے یوں کہے کہ "جنّ" کوئی مخلوق نہیں۔ اور یہ تو ایک جنگلی قوم کا نام ہے جو پہاڑوں میں رہنے کے باعث لوگوں سے مخفی رہتی تھی۔ اس لئے اُسے جنّ کہا گیا ہے۔ اس قسم کی خود ساختہ اور رکیک تاویلات سے قرآن پاک کی متعدد آیات کا انکار لازم آتا ہے۔ قرآن پاک میں دیگر آیات کے علاوہ صاف صاف یہ بھی فرمایا گیا ہے۔ کہ (۱) خَلَقَ الجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّار۔ (سورۃ الرحمٰن:۱۵)

ترجمہ: اور جنّ کو شعلہ مارنے والی آگ سے بنایا۔

فائدہ:

اس آیت شریفہ میں خدا تعالیٰ نے انسان کے مقابلہ میں ایک دوسری قوم کی خِلقت کا بیان فرمایا ہے۔ اس آیت سے پہلے یوں فرمایا:

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ کَالْفَخَّارِ. (سورۃ الرحمٰن:۱۴)

ترجمہ: یعنی انسان کو تو کھر کھری مٹی سے پیدا کیا۔

اور پھر آگے فرمایا: کہ جن کو شعلہ مارنے والی آگ سے بنایا۔ معلوم ہوا کہ یہ دونوں الگ الگ مخلوق ہیں۔ اور جن کوئی انسانی مخلوق نہیں جو پہاڑوں میں رہنے والی ایک قوم تھی۔ بلکہ یہ دوسری ہی مخلوق ہے جو آگ سے پیدا کی گئی ہے اور آگ میں چونکہ لطافت ہوتی ہے۔ اس لئے جن اپنے لطیف مادّہ کی وجہ سے نظر نہیں آتے۔ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت بڑی وسیع ہے۔ اس نے جہاں پانی اور مٹی سے مخلوق بنائی ہے وہاں اس نے اجسام غیر محسوسہ اور نظر نہ آنے والے عناصر سے بھی مخلوق پیدا فرمائی ہے۔ اور چونکہ اجسام لطیفہ میں بہ نسبت اجسام کثیفہ کے طاقت و استحکام زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے ایسی مخلوق قوی اور دیرپا بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ ہَوا، بجلی وغیرہ کو دیکھئے اس میں طاقت بھی زیادہ ہے اور سرعتِ سیر بھی زیادہ۔ ہوا اور بجلی اپنی اسی لطافت کی وجہ سے آناً فاناً دُور پہنچ جاتی ہیں۔ یہ وائرلیس، ریڈیو، ٹیلیفون اور دیگر آلات اسی بجلی کی لطافت کے باعث ہماری آوازوں کو بھی دور دور تک پہنچا دیتے ہیں۔ جنّ چونکہ آگ سے بنائے گئے ہیں اس لئے ان میں بہ نسبت خاکی مخلوق کے قوت بھی زیادہ ہوتی ہے اور عمریں بھی طویل۔ الغرض جنّ ایک مخلوق ہے۔ اور اُن کا نظر نہ آنا اُن کی لطافت کے باعث ہے۔

قرآن مجید میں ان کا متعدد مقامات پہ ذکر صراحتہً ہے پھر انکے بارے میں مستقل "سورت الجن" قرآن مجید میں ہے۔ اس کا شان نزول یوں ہے کہ حضور ﷺ کی نبوت سے قبل جنوں اور شیطانوں نے آسمان کے قریب اپنے ٹھکانے بنا رکھے تھے اور وہاں پہنچ کر آسمانی باتیں فرشتوں سے سن سن کر آیا کرتے تھے۔ اور پھر ان باتوں میں بہت سا جھوٹ بھی ملا کر کاہنوں سے کہا کرتے تھے۔ کاہن ان باتوں کو اپنی پیش گویوں کے رنگ میں بیان کر کے اپنا سکہ جماتے تھے۔ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جب نبوت سے سرفراز فرمایا تو دفعتاً سارے جنوں اور شیاطین کو آسمان سے روک دیا گیا۔ پھر کسی کی مجال نہ تھی کہ کوئی آسمان کے قریب جا سکے۔ اور اگر کوئی گیا تو آسمان کے ستاروں سے ان پر آگ کے شعلے مارے گئے۔ اور یہ ستارے گویا ان کیلئے آتش برسانے والے ٹینک بن کر ان کا پیچھا کرنے لگے۔ ایک دن جن اور شیاطین ابلیس کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ سبب کیا ہے جو ہم اب آسمان پر نہیں جا سکتے۔ اور اگر کوئی گیا بھی تو اس پر آگ کے شعلے مارے گئے۔ ابلیس نے کہا کہ ضرور کوئی نہ کوئی نیا حادثہ زمین پر ہُوا ہے۔ اب تم تمام روئے زمین پر اس کے مشرق و مغرب میں ایک ایک گاؤں ایک ایک شہر ہر ایک آبادی میں پھر جاؤ اور دیکھو کہ کسی جگہ کوئی نیا واقعہ ہُوا ہے۔ جس کی وجہ سے ہم آسمان پر جائیں تو ہم پر یہ ستارے آگ بن کر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ چنانچہ یہ جن اور شیاطین روئے زمین پر بکھر گئے۔ اور تجسّس کرنے لگے کہ زمین پر کہاں کوئی نیا واقعہ ہوا ہے۔ جب یہ مکہ مکرمہ کی طرف آئے تو حجاز کے میدان میں عکاظ بازار کے قریب کھجوروں کے درختوں کے نیچے حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ نماز فجر ادا فرما رہے تھے۔ اور حضور ﷺ جماعت کرا رہے تھے۔

جنّ بھی اس دنیا میں ہیں:

یاد رہے کہ قرآن پاک کے مطابق جنّات حضرت آدم علیہ السلام سے بھی بہت عرصہ پہلے پیدا کئے گئے تھے۔ سورہ حجر میں ارشاد فرمایا: "ہم نے انسان کو سیاہ اور سڑے ہوئے مٹی کے گارے سے پیدا کیا تھا"۔

ارشادات خواجہ معین الدین چشتی اجمیری:

(جن کو قاضی حمید الدین ناگوری نے قلمبند کیا تھا) میں لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے اس سرزمین پر وارد ہونے سے قبل جنات اپنے اصلی وجود میں سکونت پذیر تھے اس وقت ان کو یہ طاقت حاصل نہیں تھی کہ جب چاہیں پرندہ بن جائیں، جانور بن جائیں، سانپ بن جائیں یا ہوا بن جائیں۔ یہ طاقت حق تعالیٰ نے ان کو تب عطا کی جب ان کو اس کرۂ ارضی پر بھیجا گیا تھا۔ جنّوں کو حکم دیا گیا کہ اب وہ پہاڑوں، غاروں اور جنگلات کو اپنا مسکن بنائیں اس کے عوض میں ان کو صرف یہ طاقت عطا کر دی گئی کہ جو انسانی یا حیوانی شکل چاہیں اختیار کر سکتے ہیں بلکہ ان کی اوسط عمر بھی ۱۵۰ سال کی بجائے ۱۵۰۰ سال کر دی گئی۔ ان انعاماتِ الٰہیہ پر وہ خوش ہو گئے اور انہیں پھر کوئی شکوہ نہ رہا کہ ان کو کیوں پہاڑوں اور غاروں کی طرف

جانے کا حکم دیا گیا ہے؟

انبیاء علیہم السّلام میں سے حضرت سلیمان علیہ السلام کو جنات پر کامل اختیار دیا گیا تھا۔

احادیث مبارکہ:

احادیث صحیحہ میں بھی متعدد واقعات ایسے ملتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جنات میں تبلیغ اسلام کی اور متعدد جن سرور کائنات ﷺ کے دستِ مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے ''تفسیر مظہری''، صفحہ ۸۰ پر علامہ ابن جوزی کے حوالے سے مندرجہ ذیل روایت قلمبند کی ہے۔ یہی واقعہ ''مدارج النبوۃ'' حصہ دوم مصنف حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی میں بھی درج ہے۔ روایت دونوں جگہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ''ایک چاندنی رات کو سرور کائنات ﷺ نے مجھے اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا اور راستہ میں فرمایا کہ آج رات میں حق تعالیٰ کے حکم سے جنات میں تبلیغ اسلام کروں گا۔ جنوں کی ایک جماعت آج رات نینوا سے آرہی ہے اور مقام حجون میں ان کو میں تبلیغ کروں گا۔ (مقام حجون مکہ مکرمہ کی بلندی پر واقع ہے) ایک دوسری جماعت حجون میں نصیبین سے آرہی ہے۔ تم ڈرنا نہیں، میں تمہارے گرد ایک حصار کھینچ دوں گا تم اس حصار سے باہر مت نکلنا۔ تمہیں کوئی کچھ نہیں کہے گا۔ چنانچہ ہم دونوں مقام حجون پر پہنچ گئے۔ چاندنی رات میں سرور کائنات ﷺ ایک گھاٹی کے قریب رُک گئے۔ میرے گرد ایک حصار کھینچ دیا۔ مجھے اس حصار کے اندر رہنے کا حکم دیا گیا اور خود سو قدم آگے بڑھ گئے اور خوش الحانی سے قرآن پڑھنا شروع کیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ بڑے بڑے پرندے (عقابوں کی شکل میں) سینکڑوں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں آرہے ہیں اور بڑے ہی ادب سے قطار در قطار بیٹھ رہے ہیں۔ ان پرندوں سے بڑی ہی ہولناک آوازیں آرہی تھیں۔ میں ڈر گیا لیکن حصار کے اندر ہی یہ نظارہ دیکھتا رہا۔ اس کے بعد صبح ہوگئی۔ حضور اکرم ﷺ نماز میں مشغول ہوگئے اور سورۂ طٰہٰ کی تلاوت فرمائی۔ ان پرندوں نے بھی اقتدا کی۔ میں باوضو ہی تھا اور میں نے بھی حصار کے اندر ہی نماز پڑھی۔ اس کے بعد وہ پرندے آہستہ آہستہ اڑ کر رخصت ہوگئے۔ پھر سرور کائنات ﷺ نے مجھ سے پوچھا ''عبداللہ تم ڈر تو نہیں گئے تھے؟'' میں نے عرض کی ''یا رسول اللہ! ان پرندوں کی آوازوں سے میں ڈر گیا تھا بڑی ہی ہولناک آوازیں تھیں''۔ فرمایا: ''حصار کے اندر تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا۔ اگر تم حصار کے باہر آجاتے تو ہوسکتا تھا تمہیں کوئی پرندہ اٹھا کر لے جاتا یہ جنات تھے جو تعداد میں چھ ہزار تھے ان کی آبادی بہت زیادہ ہے مگر یہاں صرف چھ سات ہزار ہی آئے تھے ان تمام نے اسلام قبول کر لیا ہے اور پھر آگے اپنے بھائیوں میں تبلیغ اسلام کریں گے جن کی قسمت میں دین اسلام لکھا ہے وہ مسلمان ہو جائیں گے۔ میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ! جنات کی خوراک کیا ہوتی ہے؟ اور یہ جنات اپنی اصل شکل میں کیوں نہیں آئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جنات کی خوراک ہڈیاں اور خشک گوبر ہوتا ہے اس لئے میری

شریعت میں ہڈی یا خشک گوبر سے کسی مسلمان کے لئے استنجا کرنا منع ہے۔ جنات کو میں نے حکم دیا تھا کہ وہ میرے پاس پرندوں کی شکل میں آئیں۔ اگر وہ اپنی اصلی شکل میں آتے تو میں بحکم اللہ تعالیٰ ان کے مہیب وجود کو برداشت کر لیتا مگر تم ڈر کے مارے یقیناً بے ہوش ہو جاتے اسلئے تمہاری وجہ سے ان کو میں نے پرندوں (عقابوں) کی شکل میں آنے کا حکم دیا تھا۔

فائدہ:

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جن انسان کو تکلیف پہنچا سکتے ہیں۔

(۲) بخاری شریف، صفحہ ۵۴۴ پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کی ایک روایت ہے جس میں جنات کا نبی اکرم ﷺ کے پاس آنا، اسلام لانا اور مسائل دریافت کرنا تفصیلاً درج ہے بلکہ سرور کائنات ﷺ کے اعلانِ نبوت سے قبل ایک عرب جلیح نامی نے ایک ہولناک آواز سنی تھی جو ایک جن کی آواز تھی اور ریگستان میں گونجی تھی۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

ترجمہ: اے جلیح ایک عجیب واقعہ ہونے والا ہے۔ ایک فصیح و بلیغ شخص کا ظہور ہونے والا ہے جو کہے گا کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس لئے اے جلیح تو اب بت پرستی چھوڑ دے اور اس نورانی ہستی کی تلاش میں رہ"۔

فائدہ: اس روایت سے ثابت ہوا کہ جنات مسلمان بھی ہیں اور کمالات کے قائل بھی تھے ایسے ہی ہر دور میں ان کے وجود کی گواہی ملتی ہے چنانچہ اسکی تفصیل فقیر "باب الحکایات" میں عرض کریگا۔ (انشاء اللہ)

اسماء الجن:

ابن عبدالبر نے فرمایا کہ اہل کلام و اہل لسان نے فرمایا جنات کے کئی مراتب ہیں اگر صرف جن مذکور ہوں تو جن مراد ہونگے اگر وہ مراد ہوں جو لوگوں کے ساتھ گھروں میں سکونت پذیر ہیں تو عامر کہا جائیگا اسکی جمع عُمّار آئیگی۔ اگر بچوں سے شرارت کرنے والے ہوں تو انہیں ارواح کہا جائے گا جب خباثت کریں اور لوگوں کے درپے آزار ہوں تو انہیں شیطان کہا جاتا ہے اگر اس سے مزید شرارت کریں تو ان کا نام عفریت ہے۔

ثبوت وجود الجن:

ابن تیمیہ نے کہا اہل اسلام کے جملہ فرقے جنات کے وجود کے قائل ہیں ایسے ہی کفار کے جمہور بھی قائل ہیں اس لئے کہ جنات کے ہونے پر انبیاء علیہم السلام کی متواتر اخبار منقول ہیں جن میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں رہتا اسے ہر خاص و عام جانتا ہے ہاں ایک معمولی اور قلیل فلاسفہ کے ایک جاہل گروہ نے انکار کیا ہے۔

فائدہ: ابو بکر باقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قدریہ زمانہ قدیم میں جنات کے وجود کے قائل تھے لیکن اب دور حاضرہ کے قدریہ منکر ہیں۔

ان میں بعض وہ ہیں جو انکے وجود کے تو قائل ہیں لیکن کہتے ہیں کہ وہ دیکھے نہیں جا سکتے بوجہ انکے اجسام کی دقت اور ان میں نور کی شعاعوں کے نفوذ کے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ اس لئے نہیں دیکھے جا سکتے کہ ان کا کوئی رنگ نہیں۔

جنات کی تخلیق کی ابتداء

(۱) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جن انسان سے دو ہزار سال قبل پیدا ہوئے (اسکی تائید قرآن مجید سے ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: والجانّ خلقناہ من قبل من نار السموم. ترجمہ: اور جن کو اس سے پہلے بنایا بے دھوئیں کی آگ سے۔ (پ۱۴، الحجر ۲۷)

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جن زمین کے ساکن ہیں اور ملائکہ آسمان کے۔ ہر آسمان میں فرشتے ہیں اور ہر فرشتے کی نماز و تسبیح و دعا ہے اور ہر آسمان کے اوپر آسمان ہے۔ اور ہر اوپر والے نیچے والوں سے عبادت میں قوی ہیں ایسے ہی دعاء و صلوٰۃ و تسبیح میں۔

اس معنیٰ پر جنات عمار الارض اور ملائکہ عمار السماء ہیں۔

(۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے ابوالجان (سموم) کو پیدا فرمایا (یہ وہ ہے جسے اللہ نے آگ کی لو سے پیدا فرمایا) پیدا کرنے کے بعد اسے فرمایا مانگ جو چاہے۔ عرض کی یا اللہ میری آرزو ہے کہ ہم ہر ایک کو دیکھیں لیکن ہمیں کوئی نہ دیکھے۔ جب ہم مریں تو ہم تحت الثریٰ میں چھپ جائیں ہمارے میں کسی پر موت نہ آئے جب ہم بوڑھے ہو جائیں تو از سر نو جوانی مل جایا کرے یعنی اس بچے کی عمر میں آجائیں جو رذیل ترین (بڑھاپے کی) عمر سے لوٹایا جاتا ہے۔

(۴) اسحاق نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے جنات کو پیدا کر کے انہیں زمین کو آباد کرنے کا حکم فرمایا۔ وہ اللہ کی عبادت کرتے رہے انہیں بہت طویل عرصہ گزرا۔ پھر وہ اللہ کی نافرمانی کرنے لگے اور خونریزی کی۔ ان کا ایک بادشاہ تھا اس کا نام یوسف تھا انہوں نے اسے بھی قتل کر دیا۔ اللہ عزوجل نے ان کی اصلاح کے لئے ایک لشکر ملائکہ آسمانِ ثانی سے بھیجا انہی میں ابلیس بھی تھا یہ لشکر چار ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ انہوں نے جنات کو زمین سے نکال کر جزیرہ میں دھکیلا۔ ابلیس اور اس کے رفقاء زمین پہ رہ گئے اور زمین کی عبادت انہیں راس آگئی اور انہوں نے بھی زمین کی سکونت کو پسند کیا۔

(۵) اسحاق کی روایت میں یہ بھی ہے کہ ابلیس اور اس کا لشکر آدم علیہ السلام سے پہلے چالیس ہزار سال مقیم رہا۔

(۶) جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی تخلیق کا ارادہ فرمایا تو ملائکہ نے کہا چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

واذ قال ربک للملائکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ قالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک قال انی اعلم مالا تعلمون (پ۱، البقرہ، آیت ۳۰)

ترجمہ: اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا، میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں، بولے کیا ایسے کو

نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خونریزیاں کرے گا اور ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں۔ فرمایا مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے۔ (کنزالایمان)

سوال: آدم علیہ السلام اور آپکی اولاد پر ملائکہ نے یہ الزام کیسے لگایا حالانکہ وہ غیب تو نہیں جانتے تھے۔

جواب: انہوں نے اولادِ آدم کو جنات پر قیاس کیا اسی لئے کہہ دیا کہ کیا تو زمین میں انہیں پیدا فرمارہا ہے جو اس پر ایسے فساد برپا کریں گے جیسے جنّات نے فساد برپا کیا اور ایسے خونریزی کرینگے جیسے جنّوں نے کی تھی۔ روایات میں انکے فساد و خونریزی کی سخت داستانیں ہیں علاوہ ازیں انہوں نے اپنے ہی بادشاہ یوسف کو شہید کر دیا تھا۔

رسول الجنّ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جنّات کی طرف ایک رسول بھیجا انہوں نے جنات کو فرمایا کہ اطاعتِ الٰہی بجالاؤ شرک نہ کرو اور نہ ہی کسی کو قتل کرو۔ انہوں نے اطاعتِ الٰہی بھی نہ کی اور قتل بھی کیئے اسی بنا پر ملائکہ نے کہا۔

فائدہ:

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان روایات کے اسانید ضعیف ہیں ان میں ایک راوی ابوحذیفہ کذاب ہے اور جویر متروک ہے اور ضحاک کو حضرت ابن عباس سے سماع حاصل نہیں ہاں حاکم نے مستدرک میں ایک روایت کر کے اسکی تصحیح فرمائی۔

جنّ تخلیقِ آدم علیہ السلام سے پہلے:

آدم علیہ السلام سے پہلے دو ہزار سال قبل جنّ یعنی بنوالجان تھے انہوں نے زمین پر فساد برپا کیا اور خونریزی کی اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے فرشتوں کا لشکر بھیجا انہوں نے انہیں مار بھگا کر جزیروں میں پہنچا دیا، اسی لئے اللہ عزوجل نے جب فرمایا "اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً" ترجمہ: "میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں"۔ تو فرشتوں نے کہا "اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ" ترجمہ: "ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خون ریزیاں کرے گا"۔ (پ ۱: سورۃ البقرہ ۳۰) یعنی یہ بھی جنوں کی طرح کرینگے۔

تخلیقِ ملائکہ و جنّ و آدم کا دن:

ابوالعالیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو بدھ اور جنّوں کو خمیس اور آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن پیدا فرمایا تو جنوں کی ایک قوم نے نافرمانی کی ان کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرشتے آسمان سے بھیجے وہ زمین پر اترے تو جنّوں نے ان سے لڑائی کی اس پر سخت فساد برپا ہوا اور خونریزی ہوئی اسی کو اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کی طرف سے فرمایا: "اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ

فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ"

ترجمہ: ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خون ریزیاں کرے گا۔ (پ۱: سورۃ البقرہ ۳۰)

کون کس سے پہلے پیدا ہوا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کو نار سے پہلے اور رحمت کو غضب سے پہلے اور آسمان کو زمین سے پہلے اور سورج اور چاند کو ستاروں سے پہلے دن کو رات سے پہلے اور زمین کو پہاڑوں سے پہلے اور ملائکہ کو جنات سے پہلے اور جنات کو انسانوں سے پہلے اور مرد کو عورت سے پہلے پیدا فرمایا۔

جنّات کا اصل مادہ:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(۱) وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ۔ (پ۱۴: الحجر ۲۷)

ترجمہ: اور جن کو اس سے پہلے بنایا بے دھوئیں کی آگ سے۔ (کنزالایمان)

(۲) وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ۔ (پ۲۷: سورۂ رحمٰن ۱۵)

ترجمہ: اور جن کو پیدا فرمایا آگ کے لُو کے (لپٹ) سے۔

(۳) خلقتنی من نار و خلقته من طين.

ترجمہ: تو نے مجھے آگ اور اسے مٹی سے پیدا کیا۔ (پ۸: سورۃ الاعراف: ۱۲)

فائدہ:

قاضی عبدالجبار نے کہا کہ ان آیات سے ثابت ہوا کہ جنات کی اصل نار ہے۔ سمعی دلیل عقلی دلیل سے زیادہ قوی ہوتی ہے۔

سوال: ابوالوفاء بن عقیل نے الفنون (کتاب) میں ذکر کیا کہ ان سے کسی نے سوال کیا کہ جن کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی خبر دی ہے کہ وہ آگ سے ہیں۔ سائل نے کہا کہ پھر انہیں آگ جلاتی کیوں ہے حالانکہ آگ تو آگ کو نہیں جلاتی اور انہیں مشہب (انگارے) جلاتے اور نقصان دیتے ہیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ نے شیاطین کو آگ سے ایسے منسوب فرمایا جیسے انسان کو مٹی اور گارے کی جانب۔ اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کا اصل مادہ مٹی ہے یہ نہیں کہ خود انسان حقیقۃً مٹی ہے۔ ہاں اس کی اصل مٹی ہے ایسے ہی جانّ کی اصل نار ہے۔ اس پر دلیل وہ حدیث شریف ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ: "عرض لی الشيطان فی صلاتی مخنقة فوجدت بر دريقه علی يدی"۔

ترجمہ: میری نماز کے دوران شیطان میرے پاس آیا تو میں نے اسے پکڑ لیا اور اس کا گلا دبایا تو اسکی تھوک کی تری میں نے اپنے ہاتھ پر پائی۔

فائدہ:

حالانکہ آگ جلانے والی شے ہے تو اس میں تھوک ٹھنڈی کہاں؟ اس سے وہی بات ثابت ہوئی جو ہم نے اوپر بیان کی۔ علاوہ ازیں نبی پاک ﷺ نے جنوں کو قوم سے تشبیہ دی ہے اگر وہ شکلوں میں نہ ہوتے تو پھر آگ کیسے۔ اشکال میں ہونا ان سے الشہاب (آگ کا شعلہ اور چنگاریوں) کی نفی مطلوب ہے۔

فائدہ:

قاضی ابوبکر نے فرمایا کہ ان کی اصل تو وہی آگ ہے کہ جس سے یہ (جن) پیدا ہوئے پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک کیفیت بخشی اور ان کے اجسام بنائے۔ اور ایسے اعراض پیدا فرمائے جو آگ میں زوائد کی حیثیت رکھتے ہیں اس معنی پر وہ آگ کی تاثیر سے خارج ہو گئے یا ان کے لئے اللہ تعالیٰ مختلف صورتیں اور شکلیں پیدا فرماتا ہے۔

جنّات کی تعریف:

قاضی ابویعلیٰ فراء نے فرمایا کہ اہلسنت کے نزدیک ان کی تعریف یہ ہے "الجن اجسام مرکبه و اشخاص ممثلة" جن اجسام مرکبہ اور اشخاص ممثلہ ہیں۔ جائز ہے کہ وہ رقیق ہو یا کثیف۔ معتزلہ کہتے ہیں کہ وہ صرف اجسام رقیقہ ہیں اسی رِقّت کی وجہ سے ہم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔

فائدہ:

قاضی ابوبکر نے فرمایا کہ جو انہیں دیکھ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہی ان کی رؤیت اس کے لئے پیدا فرماتا ہے اور جو انہیں نہیں دیکھتا تو اسکے لئے اللہ رؤیۃ پیدا نہیں کرتا۔

مذہب معتزلہ:

بہت سے معتزلہ کہتے ہیں کہ وہ اجسام رقیقہ بسیطہ ہیں۔ قاضی نے اس کا جواب دیا کہ یہ جائز تو ہے بشرطیکہ کوئی دلیل سمعی بھی پیش کرو لیکن اس میں کوئی دلیل سمعی نہیں، ہم تو نہیں جانتے تمہارے پاس ہو تو پیش کرو۔

دلائل اہلسنّت:

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمارے دلائل یہ ہیں (۱) مسلم شریف میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "خلقت الملائكة من نور و خلق الجان من مارج من نار وخلق آدم

ما وصف لکم"

ترجمہ: ملائکہ نور سے اور جانّ (جن کی جمع) آگ کی لو سے اور آدم علیہ السلام اس سے پیدا کئے گئے جس کا تمہیں بیان (قرآن میں) سنایا گیا ہے۔

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے "خلق الجان من مارج من نار" کی تفسیر میں فرمایا کہ آگ کے شعلے سے جانّ پیدا کئے گئے۔

(۳) امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے خلق الجان من مارج من نار کی تفسیر میں فرمایا کہ وہ آگ کا شعلہ زرد و سبز رنگ جو آگ کے اوپر نظر آتا ہے جب آگ بھڑکائی جاتی ہے۔

(۴) ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی فرمایا کہ ابلیس ملائکہ کے قبائل میں سے ایک قبیلہ کا فرد تھا انہیں جن کہا جاتا ہے وہ ملائکہ کے درمیان نار سموم سے پیدا کئے گئے تھے۔ اور جن مارج یعنی آگ کی لو سے پیدا کئے گئے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔

(۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے الجان خلقناہ من قبل من نار السموم کی تفسیر منقول ہے کہ نار السموم احسن النار مراد ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نار سموم وہ ہے جس سے جانّ پیدا ہوئے وہ نار جہنم کے ستر اجزاء میں سے ایک جز ہے (رواہ الفریابی و ابن جریر و ابن ابی حاتم)

(۶) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ مومن کا خواب نبوت کا ساٹھواں جزو ہے یہ آگ جس سے جانّ پیدا کئے گئے جہنم کی آگ کا ستر واں (۷۰) جز ہے۔ عمرو بن دینار سے منقول ہے کہ جن و شیاطین نار الشمس سے پیدا کئے گئے ہیں۔

جنات کی پیدائش

اور ان کی ڈیڑھ لاکھ سالہ زندگی کی مختصر روئداد

جنّ:

اہل عرب از روئے لغت جنّ ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو نظر نہ آسکے۔ فرشتے بھی ہمیں نظر نہیں آتے اس لئے اہل عرب فرشتوں کو جنّ کہتے ہیں۔ بہشت بھی ہماری نظر سے پوشیدہ ہے، اس لئے لغتِ عرب میں بہشت کا نام جنت ہے۔

جنّ کے اصطلاحی معنیٰ:

لیکن جنّ اصطلاح کے اعتبار سے اللہ عزوجل کی اس مخلوق کا نام ہے جس کو قدرت نے آگ کے شعلوں سے پیدا کیا ہے اور وہ اپنے مادہ کی لطافت کے اعتبار سے ایسی قوت واختیار رکھتے ہیں کہ وہ حسب منشا ہر صورت میں متشکل ہو سکتے ہیں۔

جنات کی پیدائش آگ سے:

عبدالواحد بن مفتی نے ''عجائب القصص'' میں جنات کے متعلق لکھا ہے:

معارج النبوة آوردہ کہ بیان ایں واقعہ والجان خلقناہ من نارالسموم چنیں کہ آں نار سموم آتشی عظیم بود کہ حق تعالیٰ درو جود آور دو دراں آتش نورے بود وظلمتے ازاں نور ملائکہ کہ را بیافرید وازاں ظلمت دیوانراموجود گرد ایند وازعین آتش جان کہ کنیت ابوالجن بود مخلوق گشت و چوں ملائکہ از نوربودند میل بطاعت نمودندواز معاصی معصوم ماند ند وجود شیاطین ازدودبود ناچار بے اختیار معاصی و کفرو ناسپاسی درافتاد ندوازنورایمان وطاعت ایزدمنّان ہیچ گونہ بہرہ نیافتند وجنیان از عین آتش بودندوآں مشتمل بودھم برنور وھم بر ظلمت لاجرم بعضے ایشان بنور ایمان وطاعت و عرفان مشرف گشتند بعضے بقضائے الھٰی بکفر و گمراھی مبتلا ماند ند (عجائب القصص)

ترجمہ: جنات کی پیدائش کا واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ایک آگ پیدا فرمائی تھی اس آگ میں نور بھی تھا اور ظلمت بھی۔ نور سے فرشتے پیدا کئے اور دھوئیں سے دیو (شیاطین) اور آگ سے جنات کو پیدا کیا۔ چوں کہ فرشتے نور سے پیدا ہوئے تھے۔ وہ بالطبع اطاعتِ الٰہی میں مصروف ہو گئے۔ دیو (شیاطین) چونکہ ظلمت سے پیدا ہوئے اس لئے وہ اضطراری طور پر کفر، ناشکری، تمرد اور سرکشی میں پڑ گئے۔ جنات کے مادہ میں چونکہ نور اور ظلمت دونوں چیزیں تھیں اس لئے ان میں سے بعض نور ایمان سے شرف اندوز ہوئے اور بعض حکم الٰہی سے کفر و گمراہی میں مبتلا ہو گئے۔

"تاریخ القدس والخلیل" میں قاضی مجید الدین حنبلی نے آیت متذکرہ کی تفسیر میں حضرت وہب بن منبہ کی روایت نقل کی ہے:

خلق اللہ نارالسموم وھی رُخان لاحر لھا ولاد خان ثم خلق اللہ منھا الجان فذلک قولہ تعالیٰ والجان خلقناہ من نارالسموم قال وخلق اللہ خلقا عظیما و سماہ مارجا وخلق منہ زوجۃ وسماہ مرجہ فولدت الجان وولد للجان ولد فسماء الجن فمنہ تفرعت قبائل الجن (الانس الجلیل بتاریخ القدس والخلیل)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے نار سموم کو پیدا کیا ہے اور یہ وہ آگ تھی جس میں دھواں نہ تھا اس آگ سے اللہ تعالیٰ نے جنّ کو پیدا کیا۔ اللہ کے قول والجان خلقناہ من نار السموم کے یہی معنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس جانّ سے ایک عظیم مخلوق پیدا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اس جانّ کا نام مارج رکھا اور اس کے لئے ایک بیوی مرجہ نام کی پیدا کی اس جوڑے سے جنات کی نسل بڑھی اور ان کے بہت سے قبیلے پیدا ہو گئے تھے۔

روایت متذکرہ بالا سے اتنی بات اور زیادہ معلوم ہوئی کہ جنات کی پیدائش بھی اس عالم میں اسی طرح سے ہوئی تھی جس طرح آدم علیہ السلام سے بنی نوع انسان پیدا ہوئے تھے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے "فتح العزیز" میں جنات کی پیدائش کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

قسم دوم جاندارے کہ قوت وھم و خیال اوغالب است بر عقل ھم وبر شھوت و غضب ھم لجدے کہ عقل وشھوت و غضب آنھادرھر فعل اختیاری کہ تابع وھم و خیال آنھامی شود وبدن اینھا خلاصہ اجزائے ناری و ھوائی است کہ آنر ادر قرآن مارج من نار نامیدہ اندوجای نار السموم فرمودہ وایں بدن آنھا حکم روح ھوائی آدمی وارد کہ درقلب پیدامے شود و فرق در روح ھوائی آدمی زبدن ایں قسم آنست کہ روح ھوائی آدمی خلاصہ عناصر اربعہ است کہ در غذائے اوبکار میروندوبدن ایں قسم محض ازاجزائے ناری و ھوائی است.

اللہ تعالیٰ نے ایسی مخلوق بھی پیدا فرمائی ہے جس کے وہم وخیال کی طاقت، عقل، شہوت اور غضب پر غالب ہو اور یہ غلبہ اس حد تک ہی ان کے ہر اختیاری فعل میں عقل، شہوت یا غضب ان کے وہم وخیال کے تابع ہو کر رہتی ہے۔ اور اس مخلوق کا جسم آگ اور ہوا سے مرکب ہے مادہ کی لطافت کے اعتبار سے اس مخلوق کے جسم انسان کی روح ہوائی کے مشابہ ہیں۔ جنات کے جسم اور انسان کی روح ہوائی میں یہ فرق ہے کہ انسان کی روح ہوائی تو عناصر اربعہ کا خلاصہ ہوتی ہے اور جنات کے جسم آگ اور ہوا سے مرکب ہوتے ہیں۔

جنات انسان کی ہوائی روح کی طرح لطیف ہیں:

ہر سہ حوالجات متذکرہ بالا سے یہ حقیقت تو واضح ہوگئی کہ جنات آگ سے پیدا شدہ مخلوق ہیں۔ رہ گئی یہ بات کہ جنات اپنی صورت وشکل حسب منشا کیوں کر تبدیل کر لیتے ہیں اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحریر فرمایا ہے:

وبدنِ نسیمی ایشاں کہ بمنزلہ روح ہوائی آدمی است نیز چوں از ہمیں حبس لطیف است با این بدن اختلاط و اتحاد بہم رسانیدہ چوں آب و شیریک رنگ. الخ

چوں کہ جنات کا ظاہری جسم انسان کی روح ہوائی کی طرح لطیف ہے، روح کے ساتھ اختلاط سے اصل کی لطافت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے زمین پر جنات ہی آباد تھے:

حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے تقریباً سوا لاکھ برس پہلے اللہ تعالیٰ نے جنات کو پیدا کر کے زمین پر آباد کیا تھا۔ دنیا میں جنوں کی نسل کی بود وباش کے لئے جگہ نہ رہی تو حق تعالیٰ نے کچھ جنات کو ہوا میں رہنے کے لئے جگہ عطا فرمائی اور کچھ جنات پہلے آسمان پر رہنے لگے۔

وہب بن منبہ کی طویل روایت کا ایک حصہ یہ ہے:

وکان یلد من الجان الذکروالانثیٰ ومن الجن کذلک توآمین فصار و آمین الفا توالد واحتی بلغواعدد الرمل فتنزوج ابلیس امراۃ من ولدالجان فکشراولاد وانتشر واحتی ا امتلأ الاقطار ثم اسکن اللہ الجان فی الھواء وابلیس واولداہ فی السماء الدنیا وامرھم بالعبادۃ والطاعۃ فکانت السماء تفتخرالی الارض بان اللہ رفعھا وجعل فیھا مالم یکن فی الارض. (الانس الجلیل)

جنات کی افزائشِ نسل کا یہ عالم تھا کہ ایک حمل سے ایک لڑکا ایک لڑکی پیدا ہوتی تھی جب ان لوگوں کی تعداد ۷۰ ہزار ہوگئی اور بیاہ شادی کا سلسلہ جاری رہا تو پھر ان کی اولاد کی کوئی حد وحساب نہ رہا۔ ابلیس نے بھی بنو الجان کی ایک لڑکی سے شادی کر لی۔ اس کے بھی بہت سی اولاد پیدا ہوئی جب جنّ اور جانّ کی نسل کے لئے دنیا میں رہنے کے لئے جگہ نہ رہی تو اللہ تعالیٰ نے جان کو تو ہوا میں رہنے کے لئے مقام عطا فرمایا اور ابلیس اور اس کی اولاد کو پہلے آسمان میں رہائش کے لئے جگہ دی اور ان دونوں کو اپنی اطاعت وعبادت کا حکم بھی دیا۔ اب چوں کہ زمین خالی ہو چکی تھی۔ زمین پر خدا کا کوئی ذکر کرنے والا نہ رہا تھا تو آسمان اپنی بلندی اور رہنے والوں کی نسبت زمین پر فخر کرنے لگا۔

جنات کا خبث باطن اور زمین پر شر و فساد کا آغاز:

ہوا میں رہتے رہتے جب شیاطین گھبرائے تو انہوں نے حق تبارک وتعالیٰ سے درخواست کی کہ ہمیں زمین پر رہنے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ حق تعالیٰ نے از راہ لطف وکرم اجازت عطا فرمادی اور ان سے عہد و میثاق لے کر تاکید مزید کی کہ زمین پر رہ کر میری عبادت سے غافل نہ ہو جانا۔ شیاطین اپنی شرارت سے کب باز آنیوالے تھے کچھ عرصہ زمین پر رہنے کے بعد وہ طوفانِ بدتمیزی مچایا کہ زمین نے بھی پناہ مانگ لی۔

فاشرفت الجان علی الارض وقالت اهبطنا الی الارض فاذن الله لهم بذلک ان یعبدو ولا یعصون فاعطوه العهود علیٰ ذلک ونزلوا وهم الوف تعبدون الله دمرا طویلا ثم اخذ وافی المعاصی وسفک الدماء حتی استغاثت الارض منهم وقالت ان سلوی یا رب احب لی.(الانس الجلیل)

ترجمہ: اس کے بعد شیاطین نے حق تعالےٰ سے زمین پر رہنے کی اجازت مانگی۔ اللہ نے اجازت دے دی اور ان سے اپنی عبادت واطاعت کا عہد لے لیا۔ شیاطین ایک طویل زمانہ تک خدا کی اطاعت کرتے رہے اس کے بعد گناہوں میں مبتلا ہو گئے۔ ناحق خونریزی شروع کردی۔ زمین نے جنات کی شرانگیزی سے پناہ مانگتے ہوئے حق تعالیٰ سے فریاد کی الٰہ العالمین بہتر تو یہی تھا کہ تو شیاطین کو میری پشت پر آباد نہ فرماتا۔

اللہ کے پیغمبروں کی آمد:

زمین کی فریاد اور نالہ وزاری سن کر حق تعالیٰ نے زمین کو تسلی دی کہ میں ان شریروں کی ہدایت کے لئے اپنے رسول بھیجوں گا۔ چناں چہ حق تعالیٰ نے جنات کی ہدایت کے لئے ۸۰۰ رسول بھیجے۔ مگر جنات نے کسی ایک رسول کی بھی صحیح طور پر اطاعت نہ کی۔

قال کعب الاحبارز فادل فنبی بعثه من الجان بنیاینهم یقال له عامر بن عمیر بن الجان فقتلوه ثم بعث لهم من بعد عامر صاعق بن ماعق بن ماردبن الجان فقتلوه.

کعب احبار فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنات میں سے سب سے پہلے جس نبی کو ہدایت کے لئے بھیجا ان کا نام عامر بن عمیر بن الجان تھا۔ جنات نے ان کو قتل کر دیا ان کے بعد صاعق بن ماعق بن مارد بن الجان کو بھیجا تو وہ بھی جنات کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔

روایت متذکرہ بالا میں حضرت کعب احبار نے فرمایا ہے:

حتیٰ بعث الله الیهم ثما نمائتر نبی فی ثمانمائته سنة فی کل سنة نبیاوهم یقتلو نهم. (الانس الجلیل)

جنوں کی سرکشی اور بدکرداری کو دیکھتے ہوئے حق تعالیٰ نے ۸۰۰ رہبر ۸۰۰ سال میں بھیجے ہر سال ایک رہبر آتا رہا اور جنات اس کو قتل کرتے رہے۔

"عجائب القصص" میں جنات میں انبیاء کی بعثت اور جنات کی کفر و سرکشی کا حال اس طرح لکھا ہے:

چون اولاد ابرالجان برزمین از توالدو تناسل بسیا رشد ند حق تعالیٰ ایشان رابشیر یعنی تکلیف نموده وبطاعت و عبادت خود فرمودایشان قبول نمودند و خوش حال درجهان فانی زندگانی میکردند تاآنکه یک دوره ثوابت که نزد بعضے حکماء عبارت از سی وشش هزار سال است انتها رسید اماچون خلقت از ناربودونارمظهر تجلی قهراست بعد از مدتے ودرتمرودعیان افتادندوبرادناد وتکبروفساد پیش نهادندحق تعالیٰ بعد از اتمام حجت همه متکبران ایشان رابانواع عذاب وعقاب هلاک گرد ایندوبعضے ازایشان برجادهٔ شریعت مستقیم بودند سالم ماند ندبعد ازان خداتعالیٰ هم ازان نبی الجان شخصے رابرایشان والی گردایندوشریعت جدید ایشان راعطا فرمود چون دوره دیگر که عبارت ازان مقدار زمان است گزشت بعضے ازایشان شیٔ یرجع الیٰ اصله طریق نافرمانی پیش گرفتندلاجرم حکم الهٰی بافنا داعدام ایشان صدور گشت واز نسل بقیه آن طبقه کو بواسطه استقامت بر جادهٔ طاعت سلامت مانده بودند شخصے حاکم ایشان گشت وچون دوره سوم نیز منتهی شد باز آغاز فساداز نهاداین طائفه سرزدبغضب حضرت جبارتعالےٰ سبحانه گرفتارشدندواز صلحائے ایشان که نوح قلیل باز پسمانده بودندبمرور ایام خلقے کثیر پیدا آمدنه لیکن از ایشان که بزیور فضل ودانش آراسته وبسلاح صلاح پیراسته بودند والی گشته مدتے امر معروف ونهی منکر و بیان احکام شرع می نمودتاآنکه از انجهان رحلت نمود بعد ازان چون بدترین بن الجان کفران نعمت وعصیان درزیدندباری تعالیٰ شانه رسولان فرستادواز نصائح وواعظ ایشان اصلاآگاه نه شدند ودوره چهارم نیز تمام گشت باقتضائے الهیٰ جماعت ملائکه بحربه این طائفه نامزد گشت و از آسمان نزول کرده بانبی الجان جنک نمودند.

ترجمہ: جس وقت زمین پر جنات کی آبادی بڑھ گئی حق تعالےٰ نے ان کو اپنی عبادت کا حکم دیا۔ جنات حکم الٰہی میں کمربستہ رہے۔ جس وقت جنات کو دنیا میں آباد ہوئے ۳۶ ہزار سال گزر گئے تو کفر اختیار کر کے مورد عذاب الٰہی بنے۔ حق تعالیٰ نے تمام متکبروں کو ہلاک کر دیا اور باقی ماندہ نیک بخت افراد میں سے ایک شخص کو حاکم بنا کر نئی شریعت عطا فرمائی۔ دوسرا دور یعنی مزید ۳۶ ہزار سال پورے ہونے کے بعد پھر گمراہی اور نافرمانی اختیار کی۔ اس بار بھی عذاب الٰہی نے ان کو ٹھکانے لگا دیا جو

لوگ بچ گئے ان میں سے پھر ایک شخص کو حق تعالیٰ نے حاکم بنایا۔ تیسرا دور ختم ہوتے ہی پھر فتنہ وفساد کا دور شروع ہو گیا۔ حق تعالیٰ کا غضب نازل ہوا۔ نافرمان لوگ ہلاک کر دیئے گئے باقی ماندہ نیک لوگوں میں سے پھر حق تعالیٰ نے ان کی اصلاح کے لئے ایک شخص کو مقرر کیا۔ جب تک یہ شخص زندہ رہا جنات کو دعوت وتبلیغ کرتا رہا اس شخص کی وفات کے بعد جب جنات میں کوئی نیک شخص باقی نہ رہا اور زمین پر شریر جنات کے سوا کسی نیک جن کا وجود نہ رہا تو حق تعالیٰ نے فرشتوں کی فوج بھیج کر اشرار جنات کا قتل عام کر دیا۔ بے شمار ہلاک ہو گئے جو بچ گئے وہ پہاڑوں اور غاروں میں جا چھپے۔ یہ ہے جنات کی ایک لاکھ ۴۴ ہزار سال کی تاریخ اور ان کی سیاہ کاری کے کارنامے۔

جنات پر خدا تعالیٰ کا قہر وغضب:

جب ۸۰۰ سال کی طویل مدت کے بعد جنات بدکاری سے باز نہ آئے تو حق تعالیٰ نے آسمان اول پر رہنے والے جنات کو زمین پر رہنے والے جنات کے قتل عام کے لئے بھیجا اس فوج کا سپہ سالار ابلیس تھا۔ ابلیس نے زمین پر آتے ہی جنات کو ٹھکانے لگا دیا۔

حضرت کعب احبار فرماتے ہیں:

فلما كذبوا الرسل وحى الله الى اولاد الجن فى السماء ان انزلوا الى الارض وقاتلوا من فيها اولاد الجان وامر عليهم الابليس اللعلين ومن كان معه حتى ادخلهم الى بقعة من الارض فاجتمعوا فيها فارسل الله عليهم نارا احرقتهم وسكن ابليس الارض مع الجن وعبدالله حق عبادته فكانت عبادته اكثر من عبادتهم (الانس الجليل)

غرض جنات نے جب رہبروں کے احکام کی خلاف ورزی کی تو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر رہنے والے جنات کو حکم دیا کہ تم زمین پر جا کر جنات کو قتل کر دو اور ابلیس کو اس لشکر کا امیر مقرر کیا۔ ابلیس کی فوج نے زمین پر آتے ہی قتل عام شروع کر دیا۔ جنات بھاگ پڑے۔ ایک مقام پر پناہ گزین ہوئے تو وہاں آگ آ کر ان کو جلا گئی۔ زمین پر ابلیس اور اس کی فوج آباد ہو گئی۔ ابلیس نے اس مرتبہ اس قدر عبادت کی کہ باید وشاید کسی نے کی ہو۔

ابلیس فرشتوں کی صف میں:

ابلیس چونکہ عبادتِ الٰہی کا دلدادہ تھا اس کا تمام وقت عبادت میں گزرتا تھا خدا تعالیٰ نے اس کو آسمان پر بلا لیا۔ فرشتے اس کی عبادت دیکھ کر ششدر رہ گئے۔ فرشتوں نے حق تعالیٰ سے درخواست کی کہ ایسا عبادت گزار اور فرماں بردار بندہ فرشتوں میں شامل کئے جانے کے لائق ہے۔ حق تعالیٰ نے فرشتوں کی درخواست منظور فرما کر ابلیس کو فرشتوں کی جماعت میں شامل کر لیا۔ ابلیس ایک ہزار سال تک پہلے آسمان پر رہا۔ عبادت کا ذوق وشوق چوں کہ روز افزوں تھا حق تبارک وتعالیٰ

نے اس کو ترقی عطا فرما کر دوسرے آسمان پر اٹھالیا۔ غرض اسی طرح عبادت کرتے کرتے اور ترقی حاصل کرتے کرتے ساتویں آسمان پر پہنچ گیا۔ رضوانِ جنت (علیہ السلام) کی سفارش پر ابلیس کو جنت میں داخلہ کی اجازت مل گئی، اور شیطان بصد اعزاز واحترام جنت میں رہنے لگا۔ ابلیس جنت میں پہنچ کر بھی عبادت کرتا رہا فرشتوں کی تعلیم وارشادات کے فرائض انجام دیتا رہا۔ ابلیس کے درس وخطابت کی یہ شان تھی کہ عرش کے نیچے یاقوت کا منبر بچھایا جاتا تھا سر پر نور کا پھریرا فضا میں لہراتا تھا۔

جنات کی اصناف اور ان کا مختلف اشکال میں متشکل ہونا

حضور علیہ السلام کے فرمان کے مطابق جنات تین قسم کے ہیں:

(۱) ہوا پر اڑنے والے

(۲) سانپ اور کتوں کی شکل والے

(۳) سفر اور قیام کرنے والے (طبرانی وحاکم وغیرہ)

حضرت امام ابوبکر بن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے "مکائد الشیطان" میں ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی تاجدارِ مدینہ ﷺ کا فرمانِ معظّم ہے، اللہ عزوجل نے تین قسم کے جنات پیدا فرمائے: (۱) ایک قسم سانپ، بچھو اور کیڑے مکوڑوں کی ہے (۲) ہوا کی مانند (یا ہوا میں اڑنے والی) (۳) تیسری قسم وہ جو حساب کتاب کی مُکلّف ہے۔

فائدہ:

یہ روایات امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کتابوں سے لی ہیں (۱) مکائد الشیطان (۲) نوادر الاصول للحکیم الترمذی (۳) ابوالشیخ فی العظمہ (۴) ابن مردویہ

حاشیہ اویسی غفرلہ:

حضرتِ علّامہ عَینی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک اور احادیثِ مبارکہ اور آثار میں غور وفکر کر کے جِنّات کی مزید اقسام بیان فرمائی ہیں:

(۱) غول یا عِفریت:

یہ سب سے خطرناک اور خبیث جنّ ہے کسی سے مانوس نہیں ہوتا، جنگلات میں رہتا ہے عُموماً مسافروں کو دکھائی دیتا ہے اور انہیں راستے سے بھٹکاتا ہے۔

(۲) عذار:

یہ مصر اور یَمَن میں پایا جاتا ہے اسے دیکھتے ہی انسان بے ہوش ہوجاتا ہے۔

(۳) ولہان:

سمندر کے اوپر جزیروں میں رہتا ہے اس کی شکل ایسی ہے جیسے انسان شتر مُرغ پر سوار ہو۔ جو انسان جزیروں میں جا پڑتے ہیں اُنہیں کھالیتا ہے۔

(۴) شق:

یہ انسان کے آدھے قد کے برابر ہوتا ہے سفر میں ظاہر ہوتا ہے۔

(۵) بعض جنّات انسانوں سے مانوس ہوتے ہیں اور انہیں ایذا نہیں پہنچاتے۔

(۶) بعض کنواری لڑکیوں کو اٹھالے جاتے ہیں۔

(۷) بعض جنات کتے اور چھپکلی کی شکل میں ہوتے ہیں۔ (آکام المرجان فی احکام الجان)

جنّات کی تین قسموں کی احادیث مبارکہ:

(۱) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خلق اللہ الجن ثلاثة اصناف: صنف حیات وعقارب وخشاش الارض وصنف کالریح فی الھواء، وصنف علیھم الحساب والعقاب.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے جنات کو تین قسم پر پیدا فرمایا ہے، ایک قسم میں سانپ بچھو اور زمین کے کیڑے مکوڑے ہیں، اور ایک قسم فضا میں ہوا کی طرح ہیں اور ایک قسم وہ ہے جس پر حساب وعذاب ہے۔

فائدہ:

حافظ سہیلی فرماتے ہیں ''شاید کہ یہ دوسری قسم وہ ہے جو نہ تو کھاتی ہے نہ پیتی ہے اگر یہ درست ہو کہ جنات کھاتے پیتے نہیں تو وہ یہی قسم ہوگی۔

(۲) حضرت ابوثعلبہ خُشَنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الجن ثلاثة اصناف فصنف لھم اجنحة یطیرون بھافی الھواء وصنف حیات وکلاب وصنف یحلون ویظعنون۔ (لقط المرجان)

ترجمہ: جنات کی تین اقسام ہیں۔ ایک قسم (والوں) کے پر ہیں جن سے وہ ہوا میں اڑتے ہیں اور ایک قسم سانپ اور کتّے (کی شکل میں) ہیں اور ایک قسم (والے) اِدھر سے اُدھر منتقل ہوتے رہتے ہیں۔

فائدہ:

انکی آخری قسم وہ ہے جس میں اپنی شکلیں بدل سکتے ہیں۔

(۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ''کتے جنات کی ایک قسم ہیں اور یہ ضعیف قسم کے جنات ہیں چنانچہ جس کے پاس کھانے کے وقت کتا بیٹھ جائے تو اس کو کچھ ڈال دے یا اس کو ہٹا دے''۔

(۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''کتے جنات کی ایک قسم ہیں جب یہ تمہارے کھانے کے وقت آجائیں تو ان کو کچھ ڈال دو کیونکہ ان کا بھی ایک نفس ہے''۔

فائدہ:

سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دوسری وہ قسم جو کھاتی پیتی نہیں اگر واقعی ایسے ہے تو جنات کی ایک قسم وہ ہوئی جو کھاتی ہے نہ پیتی ہے۔

احادیثِ مبارکہ:

(۱) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن کی تین قسم ہیں: (۱) ان کے پر ہیں جس کے ذریعے وہ ہوا میں اُڑتے ہیں (۲) سانپ اور کتوں کی طرح (۳) قیام کرتے اور گھروں میں ٹھہرتے ہیں۔

فائدہ:

سہیلی نے فرمایا یہی تیسری قسم مکلف ہیں۔ یہ حدیث حکیم ترمذی وابن ابی حاتم والطبرانی وابوالشیخ والحاکم والبیہقی نے اسماء الصفات میں روایت کی ہے۔

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کتوں کی طرح کے جن نہایت کمزور قسم کے ہیں اس قسم کا کوئی تمہارے طعام میں آجائے تو اسے طعام کھلاؤ یا اسے پیچھے ہٹادو۔

(۳) انہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کتوں کی طرح کے جنات جب تمہارے طعام میں آجائیں تو انہیں طعام دو کیونکہ ان میں بھی جی (نفس) ہے۔

(۴) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کتے ایک امت نہ ہوتے میں انہیں قتل کرنے کا حکم دیتا لیکن میں خوف کرتا ہوں کہ ایک امت کو تباہ و برباد کروں، ہاں ان میں سخت کالے سیاہ کتوں کو قتل کرو اس لئے کہ وہ جن ہیں یا جنوں میں سے ہیں۔

(۵) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کالے کتے کا نمازی کے آگے سے گزرنا نماز کو توڑ دیتا ہے۔ عرض کی گئی وہ سرخ کتا جس میں سفید و سیاہ داغ ہوں۔ آپ نے اس کا کیا حکم فرمایا ہے، آپ نے فرمایا سیاہ کتا شیطان ہے۔

فائدہ:

جن متعدد صورتیں اختیار کر سکتے ہیں اور وہ اڑتے بھی ہیں اور وہ انسانوں جانوروں اور سانپوں اور بچھوؤں اور اونٹوں اور گائیوں اور بکریوں اور گھوڑوں اور خچروں اور گدھوں اور پرندوں کی شکلیں اختیار کر لیتے ہیں۔

(۶) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ مدینہ طیبہ میں جن مسلمان ہو چکے ہیں جب تم حشرات الارض کو دیکھو تو تین بار کہو کہ یہاں سے چلے جاؤ اگر تمہیں یقین ہو کہ یہ واقعی وہ نہیں تو انہیں قتل کر دو۔

فائدہ:

قاضی ابویعلیٰ نے فرمایا کہ شیطانوں کو اپنی صورتوں کی تبدیلی میں دقت نہیں اور نہ ہی وہ دوسری صورتوں میں منتقل ہو سکتے ہیں ہاں یہ جائز ہے کہ وہ افعال عمل میں لائیں یا وہ کلمات کہیں جو انہیں اللہ دوسری صورت میں منتقل ہونے کی قوت دیدے اس معنیٰ پر کہا جاتا ہے کہ وہ (شیطان) صورت بدلنے یا اسی صورت کو خیال میں لانے کی قدرت رکھتا ہے یعنی کہ وہ جب وہی کلمات کہے یا ان پر عمل کرے تو وہ ایک صورت سے دوسری صورت میں منتقل ہو سکتا ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اسطرح سے گویا ان کی عادت کے قائم مقام ہو جاتا ہے ورنہ ان کا اپنی صورت کو بدلنا انکے لئے محال ہے اس لئے کہ ایک صورت سے دوسری صورت میں منتقل ہونا اصلی صورت کے مٹانے اور اجزاء کے متفرق ہونے کو مستلزم ہے اور اس سے زندگی ختم ہوتی ہے تو پھر مذکورہ بالا کیفیت ان کے لئے محال ہوئی۔ اس معنیٰ پر ان کا ایک صورت سے دوسری صورت میں منتقل ہونا محال ہوا۔

(مسئلہ) شیطان کے لئے شکل کا بدلنا اسی کیفیت سے محال ہے۔

سوال: مروی ہے کہ ابلیس سراقہ بن مالک کی صورت میں (غزوہ) بدر میں نظر آیا تھا اور جبریل علیہ السلام دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں متشکل ہو کر بارگاہ حبیب ﷺ میں حاضر ہوتے تھے۔

قرآن مجید میں ہے: "فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشرا سویا"۔ (مریم، ۱۷)

ترجمہ: ہم نے اپنا روحانی بھیجا وہ اسکے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا۔ (کنزالایمان)

جواب: اسی پر محمول ہے جو اوپر مذکور ہوا وہی کہ انہیں اللہ ایسے قول پر قدرت دیتا ہے جسے وہ پڑھتے ہیں اس کی برکت سے انہیں ایک صورت سے دوسری صورت میں منتقل ہونا ہوتا ہے۔

فائدہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے چڑیل کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ کسی کو اپنی صورت بدلنے کی طاقت نہیں کیونکہ جس صورت پہ اللہ عزوجل نے جسے پیدا فرمایا ہے وہ اسی طرح ہی رہتا ہے ہاں تمہارے جادوگروں کی طرح جادوگر ہوتے ہیں جب تم ایسے دیکھو تو اسے پہلے آگاہ کرو کہ ہمیں نہ چھیڑو۔[1]

(۷) رسول اللہ ﷺ سے چڑیل کے بارے میں سوال ہوا آپ نے فرمایا وہ جنوں کے جادوگر ہیں۔

[1] اسی سے بعض علماء استدلال کرتے ہیں کہ شیطان صرف نبی کریم ﷺ کی شکل میں نہیں آسکتا باقی ہر ایک کی صورت اختیار کر سکتا ہے۔ تحقیق یہ ہے کاملین کی صورت میں بھی نہیں آسکتا۔ ۱۲۔ اویسی غفرلہ

(۸) حضرت جابر سے موصولاً روایت ہے (۹) اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں حکم ہے کہ جب چڑیل دیکھیں تو نماز کے لئے ندا دیں (یعنی اذان دیں۔ اذان متعدد مقامات پہ پڑھی جاتی ہے جیسے اذان بر قبر اور مرگی کے وقت ان میں ایک یہی ہے، شامی) تفصیل امام احمد رضا قدس سرہ کے رسالہ ''ایذان الاجر'' اور فقیر کا رسالہ ''اذان بر قبر'' میں ہے، اضافہ اویسی غفرلہ۔

شیطان ابن عباس کی صورت میں:

حضرت مجاہد (تلمیذ ابن عباس رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ جب میں نماز کیلئے اٹھتا ہوں تو شیطان ابن عباس کی صورت میں میرے سامنے آجاتا ہے اس پر مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول یاد آگیا (کہ شیطان نماز کے لئے بہکاتا ہے)۔ میرے پاس چھری تھی جب شیطان نظر آیا تو میں نے چھری اسکے پیٹ میں گھونپ دی وہ نیچے گرا جس کے گرنے کی آواز میں نے سنی۔ اس کے بعد پھر میں نے اُسے کبھی نہیں دیکھا۔

حکایت

امام شعبی نے فرمایا کہ ابن الشربیر نے ایک شخص کو دیکھا جس کا قد صرف دو بالشت تھا، پوچھا تو کیا ہے؟ کہا ازب۔ فرمایا تو جن ہے، یہ کہہ کر میں نے اس کے سر پر لکڑی ماری وہ اس سے بھاگ گیا۔

سوال: قاضی ابو یعلیٰ سوال اٹھاتے ہیں کہ اس حدیث شریف کا کیا مطلب ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ کتے کو شیطان کہا ہے حالانکہ وہ تو کتیا سے پیدا ہوا ہے۔ اسی طرح آپ نے اونٹ کے لئے فرمایا کہ وہ جن ہے حالانکہ وہ تو اونٹنی سے پیدا ہوا ہے۔

جواب: یہ بطریق تشبیہ فرمایا گیا ہے اس لئے کہ سیاہ کُتا بہ نسبت دوسرے کتوں کے زیادہ شرارتی ہوتا ہے اور اس سے خاص فائدہ بھی نہیں ہوتا اسی لئے وہ گویا شیطان ہے ایسے ہی اونٹ کو صعوبت اور حملہ آوری کی وجہ سے جن سے تشبیہ دی گئی۔

فائدہ:

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن تین قسم ہیں:

(۱) ثواب و عذاب کے مستحقین (۲) اقامت پذیر یعنی گھروں میں رہنے والے (۳) آسمان و زمین کے درمیان میں اڑنے والے۔ چوتھی قسم اور ہے وہ سانپوں اور کُتوں کی شکل والے۔

جنات کی خصوصیات:

حضرت امام شعرانی نے لکھا کہ جنات کی تین خصوصیات ہیں:

(۱) دنیا میں عام انسانوں کو نظر نہیں آتے۔ ہاں جنت میں سب کو نظر آئینگے۔

(۲) جنات جن صورتوں وشکلوں میں آتے ہیں انکی آواز بھی انہی کی طرح بدل جاتی ہے۔

(۳) جب کوئی انکے لئے عزیمت پڑھتا ہے یا انہیں قسم دیتا ہے تو وہ اسے پورا کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔

جن اترُج سے ڈرتا ہے:

حضرت علامہ دمیری نے ''حیوٰۃ الحیوان'' میں لکھا ہے کہ جس گھر میں اترج (ایک پھل کا نام) رکھا ہوتا ہے اُس گھر میں جن داخل نہیں ہوتا۔ حضرت علامہ کے زمانہ کے ایک مرد محمد خلعی کا بیان ہے کہ ان کے پاس جن پڑھنے آیا کرتے تھے ایک موقع پر وہ ایک ہفتہ تک غائب رہے پھر اُن سے غیر حاضری کی وجہ پوچھی گئی تو جواب دیا کہ آپکے گھر میں اترج تھی جہاں یہ ہے وہاں جن نہیں آتے۔

انتباہ:

قرآن حکیم کی آیات اور احادیث مبارکہ کے بعد مسائل کی افہام وتفہیم کیلئے کسی دوسرے دلائل کی ضرورت نہیں لیکن چونکہ عوام بلکہ دور حاضرہ کا مادیات کا گرفتار انسان عقلیات کے ذریعے مسائل سمجھنے کا عادی ہوگیا ہے اسی لئے فقیر اس مخلوق کی قوت وطاقت دکھا کر سمجھانا چاہتا ہے جو انسان عام کی شان سے کمتر ہے لیکن اللہ عزوجل نے اسے بہت بڑی طاقتوں اور قوتوں سے نوازا ہے۔ مخالفین بھی اس کی قوت وطاقت کو مانتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ اس کی قوت وطاقت ماننا عین اسلام سمجھتے ہیں اور جس ذات کا کلمہ پڑھکر مسلمان کہلواتے ہیں ان کیلئے یہ ایسی قوت وطاقت ماننے کو شرک سمجھتے ہیں۔ بریں عقل ودانش بباید گریست

فائدہ:

جنات کی قوت وطاقت کی تفصیل آئیگی۔

اسمائے جنات موکلین واسمائے حُسنیٰ بہ ترتیب ابجد

حروف	جن موکل	فرشتہ موکل	حروف	جن موکل	فرشتہ موکل
ا	فیوپوش	اسرافیل علیہ السلام	س	لینوش	ہمواکیل
ب	دیوس	جبرئیل علیہ السلام	ع	فشیوش	بعائیل
ج	نولوش	میکائیل علیہ السلام	ف	بعطیوش	مرعائیل
د	طیوش	دردائیل	ص	فلاپوش	ھجائیل

ھ	ہوش	وردیائیل	ق	شمیوش	عطرائیل
و	پویوش	افتمائیل	ر	رہوش	امواکیل
ز	کاپوش	شرذائیل	ش	تسویش	ہمرائیل
ح	عبوش	تنکفیل	ت	لطیوش	عزرائیل
ط	بدیوش	اسماعیل	ث	طجیوش	میکائل
ی	سمبوس	سرکیکائل	خ	والایوش	مہکائیل
ک	قدپوش	خروزائیل	ذ	فکاپوش	ہرشائیل
ل	عدیوس	طظائیل	ض	نمایوش	عطکائیل
م	مجبوش	رویائیل	ظ	عقویوش	نورائیل
ن	ذلیوش	حولائیل	غ	عرتوپوش	نوخائیل

نوٹ: یہی موکلات ان تمام اسمائے الٰہی کے ہیں جن کا پہلا حرف ان حرفوں میں سے ایک ہے۔

جن کے اثرات:

جنات چونکہ ہماری نظروں سے پوشیدہ ہیں اس لئے نہ اس مخلوق کی صحیح تعداد کا علم ہوسکتا ہے اور نہ اس قوم کے تفصیلی حالات ہی معلوم ہوسکتے ہیں۔ احادیث رسول ﷺ کے مطالعہ سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ عہد رسالت ﷺ میں جنات کی ایک کثیر تعداد اسلام قبول کر کے مسلمانوں کی جماعت میں داخل ہوگئی تھی پھر بھی انسانوں کی طرح بیاہ شادی اور توالد وتناسل سے اس قوم کی تعداد دنیا کے کل انسانوں سے زیادہ نہیں تو کم بھی نہ ہوگی۔

جس طرح انسانوں میں کوئی کسی مذہب کا پیروکار ہے اور کوئی کسی کا اسی طرح جنات کے مذاہب بھی انسانوں کی طرح مختلف ہیں۔ کوئی صحیح راستہ پر ہے کوئی غلط راستہ پر کوئی نیک بخت ہے کوئی بد بخت۔ کوئی نیک ہے تو کوئی بدمعاش۔

دنیا میں نیک انسان جس طرح اپنی یا دوسری جنس کے افراد کو ستانا سخت گناہ تصور کرتے ہیں اسی طرح نیک جنات بھی انسانوں کو آزار نہیں پہنچاتے۔ ایذا رسانی شریر نفوس کا خاصہ ہے خواہ وہ انسان ہوں یا جنات۔ انسان کی ایذا رسانی سے محفوظ رہنے کیلئے حکومت کی طرف سے بھی انتظامات ہوتے ہیں اور ہر شخص قانونِ حفاظت خود اختیاری کے تحت اپنی حفاظت کا کچھ نہ کچھ انتظام رکھتا ہے لیکن جنات چونکہ ہماری آنکھوں سے نظر نہیں آتے اور نہ اُن کو ایذا پہنچاتے ہوئے دیکھا جاسکتا ہے۔ اس لئے جنات کے شر سے حفاظت ایک مشکل مسئلہ ہے۔

شریر جنات کی تعداد

ساتوں اقلیم کے بادشاہ جنات اور مسلمان جنات سے ملاقات کے نتیجہ میں علامہ مغربی تلمسانی کو شریر جنات کی ایذارسانی کے متعلق جو معلومات حاصل ہوئی تھی اس سلسلہ میں انہوں نے اسماعیل وزیر شاہ جنات کا قول نقل کیا ہے۔

قال اسماعيل انواع من الجن يصرعون النساء والرجال وهم مختلفون اعرف منهم خلقا كثير ولكتى اعرفک بسبعين رهطا تقريبا لک ولغيرک كل رهط منها فيها سبعون الف قبيلة و كل قبيلة فيها سبعون الف لووقعت ابرة من السماء ماوقعت الا عليهم.

اسماعیل کہتے ہیں کہ جو جنات عورتوں اور مردوں کو ستایا کرتے ہیں۔ وہ بہت سی قسم کے ہیں۔ مجھے بھی ان میں سے بہت سوں کا حال معلوم ہے ایسے جنات کی قومیں ہیں اور ہر قوم میں ۷۰ ہزار قبیلے ہیں اور ہر قبیلے میں ۷۰ ہزار افراد ہیں اگر آسمان سے سوئی پھینکی جائے تو وہ زمین پر نہ گرے گی ان کے سروں پر رُک جائے گی۔

جنات کے ایک بہت بڑے ذمہ دار افسر کے یہ الفاظ یقیناً اس بات کو ظاہر کر رہے ہیں کہ جنات میں بھی انسانوں کی طرح نیک لوگوں سے زیادہ بدکار جنات کی تعداد زیادہ ہے جب ایذارساں جنوں کی کثرت تعداد کا یہ عالم ہے تو نیک جنات بھی یقیناً بڑی تعداد میں ہوں گے اس لئے صحیح تعداد معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ انسان کے پاس نہیں ہے جس کے ذریعہ وہ انسانوں کی طرح جنات کی نفس شماری کر سکے۔

جنات کے رہنے سہنے کی جگہ اور اُن کی قسمیں

اِسماعیل وزیر شاہ جنات کا بیان ہے:

فالعفاريت منهم سكنوالعيون و الكهوف والشياطين سكنو البار وعمرو القبور يعنى نزلو بقرب قبور الانس فاماالطواغيت سكنوا بقرب الدم وبعض الزوابعة سكنوا .بقرب النار وبعض التواقيم الرياح وبعض كبارالشياطين سكنوا .العفاريت ينعى المتشكلين بصورة الانثى سكنوابقرب الاشجار العاليه ودخلوافى البساهين وبعض من السياسب سكنوا الجبال والخرائب العالية .

وكثرة هؤلاء مضربالرجال والنساءِ من بنى آدم و فى شياطين العفاريت من يجامع نساء الانس وبعضهم يحب ان تكون الانسية زوجة لهم وبعضهم يفسدون خلقت الانس ويبطلون حضواًمن عضاء هم۔ (کنز الاسرار)

عفریت چشموں اور گڑھوں میں رہتے ہیں اور شیاطین شہروں اور مقبروں دونوں جگہ آباد ہیں اور طواغیت ایسی جگہ جہاں خون پڑا ہو بودوباش رکھتے ہیں اور بعض زوابعہ ہوا میں رہتے ہیں اور بعض بڑے بڑے شیطان آگ کے قریب بودوباش رکھتے ہیں اور بعض تواقیف عفاریت یعنی وہ جنات جو عورتوں کی شکل میں متشکل ہوتے ہیں بڑے بڑے درختوں کے پاس مقام رکھتے ہیں۔ اور باغات میں بھی اور بعض سیاسب پہاڑوں اور ویران مقام میں بودوباش رکھتے ہیں۔

جنات کی تمام قسموں میں اکثر افراد انسان مرد و عورت کو ستایا کرتے ہیں۔ بعض شیطان عفریت کی تو یہ حالت ہے کہ وہ انسان عورتوں پر شیدا اور فریفتہ ہیں اور وہ انسان عورت کو اپنی بیوی بنانا بہت ہی پسند کرتے ہیں۔ بعض شیاطین انسان کی پیدائش میں خلل انداز ہوا کرتے ہیں۔ اعضا کی ہیئت بگاڑ دیتے ہیں۔

اسماعیل کے اس قول سے جہاں جنات کے رہنے کے مقامات کا پتہ چلتا ہے وہاں ان کی مختلف اقسام اور ان کی مخصوص صفات و افعال پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

جنات انسانوں کو کیونکر ستاتے ہیں:

اسماعیل وزیر مذکور نے علامہ مغربی تلمسانی کو انسانوں کو مختلف طریقوں سے ستانے کی تفصیلات بھی بتائی ہیں ذیل میں اسی تفصیل کا لب لباب درج ہے۔

(ا) ایک صورت جن کے اثر یا ستانے کی یہ ہے کہ مرد یا عورت، لڑکا یا لڑکی جن کے زیر اثر ہوتے ہی بے ہوش ہو جاتا ہے اور اس کی حالت مرگی کے مریض کی سی ہو جاتی ہے۔

(۲) عفریت زوابع عام طور پر ان نئی دلہنوں کوستایا کرتے ہیں جو ایک دو دن کی بیاہی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور ان کی حالت مثل حالت مذکور ہوتی ہے۔

(۳) شیطان عفریت عام طور پر میاں بیوی میں کھٹ پٹ کرادیتے ہیں۔

(۴) شیاطین مذکور حسین وجمیل عورتوں کو زیادہ ستایا کرتے ہیں یا ایسی عورتوں کو جن کے بچہ پیدا نہ ہوا ہو۔

(۵) میمون اسود کی پارٹی کے جنات عورتوں پر اس حالت میں زیادہ اثر انداز ہوتے ہیں جب وہ غسل کر کے اچھے کپڑے پہنتی ہیں یا خوشبو لگا کر چلتی پھرتی ہیں۔

(۶) یا یہی شیطان عفریت حد سے زیادہ حسین عورت کو بدکاری کے لئے مجبور کرتے ہیں۔

(۷) یہی مذکورہ بالا شیاطین گندمی رنگ کی متوسط قامت عورت کے پیٹ پر پھونک ماردیتے ہین جس کی وجہ سے بعض اوقات ان کے پیٹ میں تکلیف دہ نفخ پیدا ہوجاتا ہے۔ یا ان عورتوں کا کھانا پینا چھوٹ جاتا ہے ایسی عورتوں کے جسم کے مختلف حصوں میں کبھی کبھی درد ہونے لگتا ہے کبھی ہاتھوں میں کبھی پیروں میں کبھی سر میں کبھی جسم کے کسی دوسرے حصہ میں۔

(۸) کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بادلوں میں اڑنے والا کوئی جن کسی عورت پر اثر انداز ہوکر عورت کی ایذارسانی کا باعث ہوتا ہے۔

(۹) پانی کے رہنے والے عفریت بعض اوقات عورت کے سر یا شرمگاہ پر کوئی چیز ماردیتے ہیں جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ عورت اول تو ہمبستری کے لئے آمادہ نہیں ہوتی اگر زور وجبر کیا گیا تو اسے سخت تکلیف محسوس ہوتی ہے۔

(۱۰) کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ ہاتھوں پیروں کو زمین پر مارنے لگتی ہے یا اپنا گلا گھوٹنے لگتی ہے یا اپنے جسم سے کپڑے اتار کر پھینک دیتی ہے۔ اور اس کو ننگے کھلے یا بے حیائی کا کوئی احساس نہیں ہوتا۔ کبھی مریض کو غذا سے سخت نفرت ہوجاتی ہے۔ کبھی مریض چارپائی پر تختے کی طرح پڑا رہتا ہے۔ اسکی تفصیل مزید آئیگی (انشاءاللہ)

رسول الثقلین ﷺ :

کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا ۔

داخل اندر دعوت او جن وانس

تا قیامت امتش ہر نوع وجنس

اوست سلطان وطفیل او ہمہ

اوست شہنشاہ وخیل او ہمہ

ترجمہ: آپ کی دعوت میں جن وانس ہیں تا قیامت آپ کی امت ہیں ہر نوع وجنس سے آپ ہی سلطانِ جہاں ہیں باقی سب آپ کے طفیل، آپ ہی شہنشاہ ہیں باقی تمام آپ کے نوکر ولشکر۔

فائدہ:

جنّوں میں پیغمبر نہیں ہوتے ہر زمانے میں جنّات کو دعوت دینے کیلئے انسانوں سے انبیاء و رسل علیہم السلام تشریف لائے پھر جنات کو ان کے نمائندے (جنہیں قرآن کی اصطلاح میں مُنذرین فرمایا گیا ہے) بھیجے جاتے اگرچہ ان کے لئے رسل کا لفظ قرآن مجید میں آیا ہے لیکن ان سے مراد بھی منذرین ہیں یعنی انسان رسولوں سے احکام سن کر جنات کو پہنچاتے تھے اس کی تفصیلی گفتگو آئیگی (انشاء اللہ)۔

بعثتِ نبوی سے قبل جنّات کس نبی علیہ السلام کے امتی تھے؟

اس مسئلہ میں علماء کرام کا اختلاف ہے مختصراً چند ائمہ و علماء کے مذاہب عرض کئے جاتے ہیں۔

(۱) حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے جنات کے متعلق سوال کیا گیا کہ حضور سرور عالم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے کے جنات میں سے کوئی نبی آیا ہے یا نہیں؟

تو آپ نے فرمایا کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں سنا:

"یا معشر الجن و الانس الم یا تکم رسل منکم" (پ ۸: سورۃ الانعام ۱۳۰)

ترجمہ: اے جن و انس کے گروہ کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے۔

اس ارشاد میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنات کے رسولوں کا بتلایا ہے۔ شاگردوں نے کہا کیوں نہیں (یعنی ہم نے یہ ارشاد سُنا ہے)۔ (ابن جریر)

فائدہ:

حضرت ابن جریج فرماتے ہیں وہ حضرات جو حضرت ضحاک کا مذہب رکھتے ہیں، وہ فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جنات میں سے بھی رسول ہوئے جن کو جنات کیطرف رسول بنا کر بھیجا گیا تھا۔

بعض حضرات فرماتے ہیں اگر یہ درست ہے کہ انسانوں کے رسولوں سے حقیقی انسانی رسول مراد ہیں تو انسانوں کے رسولوں کی خبر سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنات کے رسول بھی ہوئے ہیں۔

ابن حزم کا مذہب:

(۲) ابن حزم کا مذہب ہے کہ حضرت محمد ﷺ سے قبل انسانوں میں سے کوئی نبی جنات کی طرف نہیں بھیجا گیا کیونکہ جنات انسانوں کی قوم میں سے نہیں ہیں۔

اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے (کہ پہلی امتوں میں ہر) نبی کو کسی نہ کسی خاص قوم کے پاس بھیجا جاتا تھا۔ (بخاری وغیرہ)

فائدہ:

ابن حزم ہی نے کہا کہ یہ بات تو ہم یقینی طور پر جانتے ہیں کہ ان کو ڈرایا گیا ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کے ارشاد "الم یاتکم رسل منکم" سے واضح ہے کہ ان میں سے انبیاء کرام تشریف لائے ہیں۔ (یہ مذہب صحیح نہیں)

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما: صاحب "آکام المرجان" رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت ضحاک کے مذہب کی تائید حضرت ابن عباس کی طرف سے فرمانِ خداوندی "ومن الارض مثلھن" (سورۃ طلاق، آیت ۱۲) کی تفسیر میں مروی ہے کہ زمینیں بھی سات ہیں ہر زمین میں تمہارے نبی کی طرح ایک نبی ہے اور آدم کی طرح ایک آدم ہے اور نوح کی طرح ایک نوح ہے اور ابراہیم کی طرح ایک ابراہیم ہے اور عیسیٰ کی طرح ایک عیسیٰ ہے۔

فائدہ:

اکثر علماء نے اس کی تاویل یہ فرمائی ہے کہ یہ جنات میں سے کچھ لوگ تھے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول نہیں تھے۔ لیکن ان کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر پھیلایا اور انہوں نے اللہ عزوجل کے ان رسولوں کا کلام سُنا جو انسانوں سے مبعوث ہوئے تھے اور اپنی قوم جنات کی طرف لوٹ آئے۔

امام شبلی رحمۃ اللہ علیہ اور امام کلبی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب:

ان دونوں بزرگوں کا مذہب یہ ہے کہ نبی پاک شہہ لولاک ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے انبیاء کرام انسانوں میں سے بھیجے جاتے تھے اور حضور ﷺ جنات اور انسان دونوں کی طرف مبعوث فرمائے گئے ہیں۔

فائدہ:

زمخشری نے کہا کہ اس بات میں امام ضحاک کی موافقت نہیں ہے کہ جنات سے بھی رسول ہوئے ہیں بلکہ یہ مراد ہے کہ انسانوں کے رسول ان کو خصوصی طور پر خطاب کرتے تھے جنات کو خطاب نہیں کرتے تھے جس طرح سے حضور ﷺ نے جنات کو خطاب فرمایا جب وہ ان کے پاس حاضر ہوتے تھے، یہ جنات انبیاء کرام سے یا بعض مومنین سے (انبیاء کی دعوت کو) سُنا کرتے تھے۔ (لقط المرجان للسیوطی)

انتباہ:

ائمہ کے مذاہب مختلفہ کے باوجود یہ عقیدہ مُسلّم ہے کہ آپ ﷺ انسانوں کی طرح جنات کے بھی نبی ہیں بلکہ یہ عقیدہ دلائل سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ جملہ عالمین کے رسول ہیں جیسا کہ سورۂ فرقان کی پہلی آیت میں تصریح ہے۔

"تبرک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا"

ترجمہ: بڑی برکت ہے اُسکی جس نے اُتاری فیصلہ کی کتاب اپنے بندہ پر تا کہ رہے جہان والوں کیلئے ڈرانے والا۔

خود حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا: "ارسلت الی الخلق کافة" (رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: میں جملہ مخلوق کا رسول ہوں (ﷺ)۔

اس کی مزید تحقیق کیلئے فقیر کی تصنیف "رسول الکل" کا مطالعہ کیجئے۔

حضور سرورِ عالم ﷺ کی بعثت مبارکہ سے پہلے جنات کا حال:

حضور سرورِ عالم ﷺ کی بعثت مبارکہ کے بعد اکثر جن مسلمان ہو گئے۔ بعثت مبارکہ سے پہلے کا حال یہ تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شیاطین آسمان پر پہنچ کر وحی کے کلمات سن کر زمین پر آتے تھے اور جو کلمات سنتے تھے ان میں اپنی طرف سے اضافہ کر دیتے تھے۔ شیاطین کا یہ قدیمی دستور تھا۔ جس وقت حضور ﷺ مبعوث ہوئے تو شیاطین آسمان پر جانے سے روک دیئے گئے۔

شیاطین نے اس واقعہ کا ذکر ابلیس سے کیا تو اس نے یہ کہتے ہوئے کہ زمین میں کوئی عظیم حادثہ رونما ہوا ہے۔ کچھ شیاطین دریافت حالت کیلئے روانہ کئے یہ شیاطین گھومتے پھرتے مکہ معظمہ پہنچے تو حضور سرورِ عالم ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا آپس میں کہنے لگے خدا کی قسم انہی کی وجہ سے شیاطین آسمان پر جانے سے روک دیئے گئے اور انہی کی وجہ سے ہم پر آگ کے انگاروں کی مار پڑتی ہے۔ ان انگاروں سے چہرہ پسلی اور ہاتھ جل جاتے ہیں۔ (مسند احمد)

جنات کی آسمان پر بیٹھک:

حضرت ابن عباس کی دوسری روایت میں ہے کہ جنات کے ہر گروہ کے لئے آسمان میں بیٹھنے کی جگہ مقرر تھی۔ یہ جنات ان مقامات سے وحی الٰہی سن کر اپنی طرف سے کچھ باتیں ملا کر کاہنوں سے بیان کرتے تھے۔ حضور ﷺ کی بعثت کے وقت شیاطین کو ان مقامات سے روک دیا گیا۔ عرب کے لوگوں کو جب جنوں نے آسمانی خبریں بتانی بند کر دیں تو وہ کہنے لگے آسمان والے تو سب مر گئے پھر تو جس کے پاس اونٹ تھے وہ ایک اونٹ اور جس کے پاس گائے یا بکریاں تھیں وہ ایک گائے یا بکری روزانہ ذبح کرنے لگا۔ (مسند ابو نعیم)

حضور سرورِ عالم ﷺ کی بعثت سے پہلے جنات کو آسمان پر جانے کی اجازت تھی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اور حضور سرورِ عالم ﷺ کے درمیان موقوفی وحی کا جو زمانہ تھا اس زمانہ میں آسمان پر شیاطین کو آنے جانے کی ممانعت نہ تھی۔ شیاطین آسمان پر ایسی جگہ جا کر بیٹھ جاتے جہاں سے وہ فرشتوں کی باتیں سن سکیں۔ (رواہ البیہقی)

ستاروں کے ٹوٹنے سے قریش پر خوف وہراس طاری ہو گیا:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد آسمان سے ستاروں کا ٹوٹنا موقوف ہو گیا تھا۔ حضور ﷺ کی بعثت کے وقت ستارے ٹوٹنے لگے تو قریش نے اس خوف سے کہ خدا جانے کیا بلا نازل ہونے والی ہے چوپایوں اور غلاموں کو آزاد کرنا شروع کر دیا۔ عبدیا ئیل کاہن نے کہا کہ اس کام میں جلدی نہ کرو یہ دیکھو کہ بڑے تارے ٹوٹ رہے ہیں یا چھوٹے؟ اگر بڑے ستارے ٹوٹ رہے ہوں تو سمجھ لینا کہ دنیا کے خاتمہ کا وقت آ گیا ہے ورنہ یہ حال کسی نبی کی آمد کا پیش خیمہ ہے۔ (رواہ ابو نعیم عن ابی بن کعب)

حضور نبی پاک ﷺ کو شہید کرنے کے ارادہ سے جنّات کی روانگی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ کی بعثت کے وقت جنات وحی آسمانی سننے سے روک دیئے گئے تو شیاطین نے اس کی شکایت ابلیس سے کی۔ ابلیس نے جبل بوقبیس پر چڑھ کر حضور سرور عالم ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا تو ابلیس نے کہا کہ میں ابھی جا کر ان کی گردن توڑ ڈالوں گا، ابلیس پہاڑ سے اتر کر حضور سرور عالم ﷺ کے پاس آیا حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کی حفاظت کر رہے تھے۔ حضرت جبرئیل نے ابلیس کے ایک ٹھوکر زور سے رسید کی اور اس کو اٹھا کر دور پھینک دیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت سے پہلے جنات وشیاطین آسمانوں پر جایا کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت پر ان کو پہلے آسمان سے اوپر جانے کی ممانعت کر دی گئی۔ حضور سرور عالم ﷺ کی بعثت سے پہلے جنات وشیاطین آسمانِ اوّل پر فرشتوں کی بات چیت سنکر کاہنوں کو غیب کی باتیں بتلایا کرتے تھے اور ان باتوں میں کچھ اپنی طرف سے بھی اضافہ کر دیتے تھے۔ حضور سرور عالم ﷺ کی بعثت کے بعد ان کو آسمان پر جانے کی قطعی ممانعت کر دی گئی اور ان کے لئے یہ انتظام کر دیا گیا کہ اگر کوئی جن یا شیطان کسی وقت آسمان پر جانے کی کوشش کرے تو اس کو ستاروں کی آگ کے شعلوں سے بھگا دیا جائے گا۔

سیرت حلبیہ میں ہے:

ان اللہ تعالیٰ لما اراد بعثتہ محمد ﷺ رسولا کثر انقضاض الکواکب قبل مولدہ ففزع اکثر العرب منہا اقرعوا الی کاہ ن لہم ضریر و کان یخبرھم بالحوادث فسئلوہ عنہا فقال انظرو البروج الاثنی عشر فان انقض منہا شئ فھو ذھاب الدنیا و ان لم ینقض منہا شئ فیحدث فی الدنیا امر عظیم فلما بعث رسول اللہ ﷺ کان ھو الامر العظیم .

قال ابن اسحق لما تقارب امر رسول الله ﷺ وحضر مبعثه حجبت الشياطين عن السمع وحيل بينها وبين المقاعد التی کانت تقعد فیها فرموابالنجوم نعرف الجن ان ذلک لا مرحدث الله من العباد یقول الله تعالیٰ لنبیه ﷺ حین بعثه یقص علیهم خبره، اوحجبوا وانا لمسنا السماء فوجدنا فلها ملئت حرساشدیداً وانا کنا نقعد مقاعد السمع.

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث کرنے کا ارادہ کیا تو آپ کی پیدائش سے پہلے کثرت سے ستارے ٹوٹنے لگے۔ عرب اس حالت کو دیکھ کر گھبرائے ہوئے ایک بڑے کاہن کے پاس گئے، یہ کاہن آنے والے واقعات کی پیشگوئی کیا کرتا تھا، کاہن نے کہا اگر برج ٹوٹ رہے ہیں تو سمجھ لینا دنیا کے خاتمہ کا وقت آ گیا ہے ورنہ دنیا میں کوئی عظیم الشان واقعہ پیش آنے والا ہے۔ حضور سرورعالم ﷺ کی بعثت اس زمانہ کا عظیم ترین واقعہ تھا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ بعثت نبوی ﷺ کے وقت جنات آسمانی باتوں کو سننے سے روک دیئے گئے اور ان کے ٹھکانے چھین لئے گئے اور خلاف ورزی پر آتش باری ہونے لگی۔ اب جنوں کو معلوم ہوا کہ یہ دنیا میں عظیم الشان حادثہ کا پیش خیمہ ہے اسی واقعہ کا قرآن مجید میں بھی تذکرہ ہے۔

چونکہ عرب میں اس زمانہ میں کہانت کا زور تھا اس لئے وحی الٰہی کو شیاطین سے بچانے کے لئے جنات کی آسمان پر آمد بند کردی گئی اور احتیاط کے طور پر یہ انتظام کر دیا گیا اور فرشتوں کو اس کام پر تعینات کر دیا گیا کہ جو شیطان آسمان پر آنے یا آسمان کی بات سننے کی کوشش کرے اس کو آگ کے شعلے مار مار کر بھگا دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کے اس انتظام سے جہاں وحی الٰہی کی عصمت محفوظ ہوگئی وہاں عرب سے کہانت کا سلسلہ بھی ختم ہوگیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت میں ہے:

عن ابن عباس عن نفرمن الانصار قالو ابینما نحن جلوس مع رسول الله ﷺ رمی بنجم فاستنار فقال لهم رسول الله ﷺ ماکنتم تقو لون فی هذالنجم الذی یرمی بهٖ فی الجاهلیة قالوا یا رسول الله کنانقول حین رأینا یرمی به مات ملک. ولد مولود مات مولود فقال رسول الله ﷺ لیس ذلک کذلک ولکن اللهسبحانه، وتعالیٰ کان اذا قضیٰ فی خلقهٖ امراً لسمعته حملة العرش فسبحوا فسبح من تحتهم بتسبیحهم فسبح من تحت ذلک فلا یزال التسبیح یهبط حتی ینتهی الیٰ لسماء الدنیا فسبحوا ثم یقول بعض هم لبعض لم سبحتم فیقولون قضی الله فی خلقهٖ کذا وکذا الامرالذی کان الی قولهٖ فیهتط من السماء الدنیا فتسر قد الشیاطین بالسمع علی لونهم و اختلاس ثم یاتون الی الکهان فیحدثونهم فیخطؤن بعضاً و یصیبون بعضاً. (سیرة حلبیه)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بعض انصار سے راوی ہیں کہ وہ خدمت اقدس حضور سرور عالم ﷺ میں حاضر تھے کہ آسمان پر ایک ستارہ ٹوٹا جس کی روشنی بہت تیز پھیل گئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس ٹوٹنے والے ستارے کے متعلق جاہلیت میں لوگوں کا کیا خیال تھا۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ لوگ اس ستارے کو دیکھ کر یہی کہا کرتے تھے کہ آج یا تو کوئی بادشاہ مرا ہے یا کسی عظیم الشان بچہ کی پیدائش یا موت ہوئی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں یہ بات نہیں ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے کسی امر کے متعلق کوئی فیصلہ فرماتا ہے تو حاملین عرش اس کو سن کر تسبیح پڑھنے لگتے ہیں۔ ان کی تسبیح سنکر دوسرے آسمانوں کے فرشتے بھی تسبیح پڑھنے لگتے ہیں یہاں تک کہ دنیا کے آسمان تک یہ تسبیح جا پہنچتی ہے۔ تسبیح پڑھنے کے بعد فرشتے ایک دوسرے سے دریافت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں معاملہ میں یہ فیصلہ کیا ہے۔ فرشتوں کے اس باہمی تذکرہ کو شیاطین چوری چھپے سن کر کاہنوں سے ان باتوں کا تذکرہ کردیتے تھے جس میں کچھ صحیح ہوتی تھیں اور کچھ غلط۔

حضرت ابی بن کعب سے روایت ہے:

وقد سئل ﷺ عن الکھان فقال انھم لیسوا بشیء فقالوا یارسول اللہ انھم یحدثوننا احیاناً بالشیء یکون حقاً قال تلک الکلمة من الجن یخطفھا الجنی فیقذفھا فی اذن ولیه فیخلطون فیه اکثر من مائة کذبة ثم ان اللہ تعالیٰ حجب الشیاطین بھذہ النجوم التی یقذفون بھا فانقطعت الکھانة الیوم فلا کھانة. (رواہ البخاری)

حضور سرور عالم ﷺ سے کاہن کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا ان لوگوں کا کوئی اعتبار نہیں۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ لوگ بعض وقت ایسی باتیں کر جاتے ہیں جو سچی ہوتی ہیں۔ ارشاد ہوا جنات کوئی کوئی بات فرشتوں سے سنکر کاہنوں کے کانوں میں ڈال دیتے ہیں اور اپنی طرف سے بھی اس میں ایسی باتیں خلط ملط کردیتے ہیں جو بالکل جھوٹی ہیں مگر اللہ عزوجل نے غیب کی باتوں کا انسداد ٹوٹنے والے ستاروں سے کردیا ہے پھر یہ سلسلہ ہی منقطع ہوگیا تو کہانت بھی ختم۔

ظہورِ حضور ﷺ

جِنّوں کا عقیدہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کسی نبی کو نہیں آنا اسی لیئے وہ آسمان پر آتے جاتے لیکن اچانک ان کا آنا جانا بند ہو گیا۔ اب انہیں معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام تشریف لائے چنانچہ حدیث میں ہے:

قال ابن عمر لما کان الیوم الذی نبناء فیه رسول اللّٰه ﷺ مُنِعت الشیاطین من خبر اسماءِ ارمرا بالشهب فذکر وذٰلک لابلیس فقال لعله بعث نبی علیکم بالارض المقدسة فذهبوا ثم رجعوا فقالوا لیس بها احد فخرج ابلیس بطلبه بمکة فاذا رسول اللّٰه ﷺ لجراء منحدٌ معهٗ جبرئیل فرجه الی اصحابه فقال بعث احمد و معه جبرئیل. (سیرة حلبیه)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس روز حق تعالیٰ نے حضور سرورِ عالم ﷺ کو خلعت نبوت پہنایا تو شیطاطین کو آسمانی خبر حاصل کرنے سے روک دیا گیا اور ان پر ستاروں کی آگ پھینکی جانے لگی۔ شیاطین نے ابلیس سے شکایت کی تو اس نے کہا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ارضِ مقدّس میں کوئی نبی مبعوث ہوا ہے۔ شیاطین تحقیقات کے لئے ارض مقدس گئے۔ اور لوٹ کر آ گئے۔ وہاں ارض مقدّس میں کسی نبی کا ظہور نہیں ہوا تھا اس کے بعد ابلیس اس جستجو میں مکہ گیا۔ تو وہاں اس نے حضور آقائے دو عالم ﷺ کو غارِ حرا میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ دیکھا۔ ابلیس نے اپنے دوستوں سے واپس آکر کہا کہ ...یں احمد (ﷺ) مبعوث ہوئے ہیں مگر ان کے ساتھ جبرئیل ہیں۔

فائدہ:

حضور سرورِ عالم ﷺ کے ظہور سے ابلیس اور اس کی پارٹی کو گھبراہٹ ہوئی مگر اہلِ ایمان جن اور انسان خوش ہوئے۔

تبصرہ اُویسی غفرلہ:

اب بھی وہی کیفیت بدستور ہے۔ الحمدللہ ہر ملک میں جشنِ ولادت اہلِ اسلام بڑے جوش و خروش میں مناتے ہیں اور شیطان کے چیلے اب بھی اس تقریب سے گھبراتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کا سبب:

کسی امر کے متعدد اسباب بھی ہو سکتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کے اسباب میں سے ایک سبب۔

صحیح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک خوبصورت مرد گزرا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے حال دریافت کیا، اس شخص نے بتایا کہ میں زمانۂ جاہلیت میں عرب کا کاہن تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جنّیہ کی کوئی عجیب و غریب بات سناؤ۔ اس شخص نے کہا کہ جنّیہ ایک روز بازار میں ملی تو اس نے یہ اشعار پڑھ کر سنائے:

الم تر الجن و ابلاسها ☆ و باسها من بعد انکاسها

ولحوقها بالقلاص و احلاسها

حضرت عمرؓ نے فرمایا اس نے سچ کہا میرے ساتھ بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا۔ میں ایک روز ایک بُت کے پاس سو رہا تھا۔ ایک آدمی ایک گائے کا بچہ بُت پر چڑھانے آیا۔ اس شخص نے اس بچہ کو بُت کے سامنے ذبح کیا۔ اس بچہ کے پیٹ میں سے یکا یک شور پیدا ہوا: یاجلیح امر نجیح ،رجل فضیح یقول لَاالٰہَ اِلاَّ اللّٰہ۔

اے جلیح یہ امر نجات دینے والا ہے مرد نصیحت کرنے والا ہے وہ لاالہ الا اللہ کہتا ہے، یہ آواز سن کر لوگ بھاگ پڑے۔ میں ڈٹا رہا، یہی کلمات میں نے دوبارہ سہ بارہ سنے۔ اس واقعہ کو کچھ عرصہ ہی گزرا تھا کہ عرب میں حضور ﷺ کی بعثت کی خبر مشہور ہوگئی۔

فائدہ: حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر خلیفہ راشد کے اسلام کا سبب بھی جنات کی عقیدت بنی۔

سواد بن قارب ؓ:

مروی ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے سواد بن قارب سے کہا کہ اپنے اسلام لانے کا حال سناؤ۔ سواد نے کہا ایک جن میرا دوست تھا۔ میں رات کو سویا ہوا تھا اس نے مجھے جگا کر کہا۔ اٹھو سمجھ لو۔ جان لو، لوئ بن غالب میں سے ایک رسول (ﷺ) مبعوث کیا گیا ہے۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے:

عجبتُ للجن و انحاسها ☆ وشدها العسیس باحلاسها

جنات سے میں تعجب کرتا ہوں اور جنات کے نجس لوگوں سے تعجب کرتا ہوں اور اس امر سے تعجب کرتا ہوں کہ وہ اپنے اونٹوں پر کجاوے باندھتے ہیں۔

تھوی الی مکة تبغی الھُدیٰ ☆ مامو منوھا مثل ھرجاسھا

وہ جنات مکہ کی طرف میل کرتے ہیں اور ہدایت کی خواہش کرتے ہیں۔ ان جنات میں جو مومن ہیں وہ ان کے نجس جنات کی مثل نہیں۔

فانھض الی الصفوة من ھاشم ☆ واسمر بعینیک الی راسھا

تو اس خلاصہ کی طرف جا جو ہاشم میں سے ہے اور اپنی آنکھوں کو ذرا ہاشم کی طرف اٹھا کے دیکھ یعنی نبی ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کہ بنی ہاشم کے راس ہیں۔

یہ اشعار سُنا کر اسے سمجھ سے تہدید آمیز انداز میں کہا۔ اے سواد اللہ تعالیٰ نے ایک نبی کو مبعوث کیا ہے تو اس نبی کے پاس جا ہدایت پائے گا۔ دوسری شب اس نے مجھے بیدار کر کے یہ اشعار سنائے۔

عجبت للجن وتطلابها ☆ وستدها العيس باقتا بها

میں جنات سے اوران کی طلب سے تعجب کرتا ہوں اور جنات اونٹوں پر کجاوے باندھتے ہیں ان پر تعجب کرتا ہوں کہ وہ آمادہ سفر ہیں۔

نهوى الى مكة تبغى الهُدىٰ ☆ ما صادقوا لجن ككذابها

وہ جنات مکہ کی طرف میل کرتے ہیں اور ہدایت کی خواہش کرتے ہیں۔ جنات کے صادق لوگ ان کذابوں کے مثل نہیں۔

فالعل الى صفوة من هاشم ☆ ليس قالما كاذنا بها

ہاشم سے جو خلاصہ مرد ہے اس کی طرف تو کوچ کر دے۔ جنات کے اگلے لوگ ان کے بعد کے لوگوں اور اتباع کی مثل نہیں۔

تیسری بار بھی اس جن نے مجھے اسی مضمون کے اشعار سنائے۔ اشعار مسلسل سُن کر میرے دل میں اسلام کی محبت جاگزیں ہوگئی۔ اس کے بعد میں حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا مَرحبًا اَیْ سَوَادَ بْنُ قَارِب ہم جانتے ہیں جس سبب سے تم آئے ہو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! کچھ اشعار میں نے آپ کی مدح میں کہے ہیں اوّل اُن اشعار کو آپ سُن لیں۔ آپ نے فرمایا پڑھو۔ پھر سواد بن قارب نے قصیدہ بائیہ جو آنحضرت ﷺ کی شان میں کہا تھا پڑھا آخر اس قصیدہ کا یہ ہے:

وكن لى شفيعا يوم لادو شفاعة ☆ سواک سمعن عن سوا د بن قارب

ترجمہ: آپ یوم حشر میں میری شفاعت فرمانا آپ کے سوا کون سواد بن قارب کا سہارا ہوگا۔

فوائد: (۱) سواد بن قارب کے آتے ہی حضور سرور عالم ﷺ نے ان کے حالات بتا دیئے۔ یہی اصطلاحِ اہلسنت میں علم غیب رسول ہے۔ (۲) نعت سنانے کی پیشکش کرنا سنت صحابہ کرام ہے اور نعت سننا سنتِ حبیبِ خدا ہے (ﷺ) (۳) قیامت میں شفاعت پر یقین سنتِ صحابہ ہے (رضی اللہ عنہم)

الحمد للہ یہ جملہ امور اہلسنت (بریلوی) کو نصیب ہیں دوسری پارٹیاں ایسے عقائد و معمولات سے محروم ہیں بلکہ بعض بد بخت تو ایسے عقائد پر شرک کا فتویٰ داغتے ہیں۔

نبی علیہ السلام کی آمد کی بشارت:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ میں ایک عورت کے جن تابع تھا۔ وہ عورت کاہنہ بنام حطیمہ مشہور تھی۔ ایک روز وہ جن ایک پرندہ کی صورت میں مکان کی دیوار پر آکر بیٹھ گیا۔ اس عورت نے اس جن سے کہا اُتر آؤ جن نے انکار کر دیا اور کہا کہ مکہ میں ایک نبی مبعوث ہوا ہے جس نے زنا کو حرام قرار دے دیا ہے اور ہمیں یہاں ٹھہرنے سے منع کر دیا ہے۔ جن یہ بات کہہ کر چلا گیا۔ حطیمہ کاہنہ نے یہ بات مدینہ میں مشہور کر دی۔ اہلِ مدینہ نے سب سے پہلے اسی

حلیمہ کاہنہ سے حضور ﷺ کا تذکرہ سنا۔ (طبرانی فی الاوسط واحمد)

کاہنہ:

ابونعیم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم ایکبار مُلک شام میں تھے وہاں ایک عورت کاہنہ تھی کہ اس فن میں بہت مشہور تھی ہم اُس کی ملاقات کو گئے اس سے اپنے سفر کا حال پوچھا۔ اُس نے کہا اب مجھے کچھ نہیں ہوتا اسلئے کہ جن سے میرا رابطہ تھا اس سے پوچھ کر تمہیں سوال کا جواب دیتی تھی۔ ایک دن اُس نے میرے دروازے پر کھڑے ہوکر کہا کہ الوداع۔ میں نے کہا کیوں۔ کہا کہ احمد (ﷺ) ظاہر ہوئے ہیں اور ایسی بات پیش ہوئی ہے کہ جس کی طاقت نہیں۔

نوٹ: اس قسم کے بیشمار واقعات ہیں اس میں انسان کو اپنے رسول ﷺ سے زیادہ شرم وحیاء ضروری ہے کیونکہ انسان جنات وغیرہ سے افضل ہے اور اُسے اشرف المخلوقات کے لقب سے نوازا گیا ہے۔

نبی علیہ السلام کی آمد کی برکت:

ارطاۃ بن المنذر کہتے ہیں کہ میں نے ضمرہ سے سنا وہ کہتے ہیں کہ مدینہ میں ایک عورت تھی اس سے ایک جن جماع کیا کرتا تھا۔ کچھ دنوں وہ غائب رہا، ایک دن وہ جن مکان کے روشندان سے جھانکتا ہوا نظر آیا۔ عورت نے کہا کہ کیا بات ہے اب تو نے میرے پاس آنا جانا کیوں ترک کر دیا ہے۔ جن نے کہا کہ مکہ میں ایک نبی پیدا ہوا ہے۔ اس نے زنا کو حرام قرار دے دیا ہے اور سلام کر کے رخصت ہو گیا۔ (رواہ ابونعیم)

گستاخِ رسول ﷺ جن کا قتل:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کی بعثت کے وقت کسی جن نے جبلِ ابوقبیس پر چڑھ کر یہ آواز دی اور یہ اشعار پڑھے۔

قبح اللہ رای کعب بن فھر ☆ مارق العقول والاحلام

بُرا کرے اللہ تعالیٰ اے کعب بن فہر، یہ لوگ کتنے کم عقل ہیں۔

دینھا انھا بعنیف فیھا ☆ دین آبا ئھا الحماۃ الکرم

بنی کعب کا دین ان کے آباء کرام کی حمایت کرنے والوں کا دین ہے وہ اس دین میں ملامت کیئے جاتے ہیں۔

حالف الجن حین یقض علیکم ☆ و رجال النخیل و الا طام

تمہارا ساتھ جنات دیں گے جس وقت تم پر حکم کیا جائے گا۔ اور وہ مرد تمہارا ساتھ دیں گے جو نخیل واطام کے ہیں۔

یوشک الخیل ان ترابا تھادی ☆ تقتل القوم فی البلاد العظام

قریب ہے تو حواریوں کو دیکھے گا کہ وہ خرام کریں گے ایسی حالت میں کہ قوم کے بڑے بڑے شہروں میں قتل کریں گے۔

هل كريم منكم له نفس حُرٌّ ☆ ماجرا لوالدين والاعمام

کیا تم لوگوں میں کوئی ایسا کریم ہے کہ اس کا نفس آزاد ہے اور اس کے ماں باپ اور چچا شریف ہیں۔

ضارب ضربة تكون نكالا ☆ ورواحا من كربتة واغتمام

وہ کریم ایسی ضرب لگانے والا ہو کہ وہ عذاب اور خوشی ہو سختی اور غم سے۔

یہ اشعار مکہ میں اس قدر مقبول ہوئے کہ ایک ایک مشرک کی زبان پر تھے۔ کفار اس مضمون کو سن کر بہت خوش ہوئے اور مسلمانوں سے کہنے لگے۔ دیکھو تمہارے قتل اور شہر بدر کرنے کا حکم غیب سے ہوا ہے۔ مسلمانوں کو بہت رنج ہوا۔ حضور ﷺ سے عرض کیا گیا، حضور ﷺ نے فرمایا یہ شیطان مِسعَر تھا۔ اللہ تعالیٰ عنقریب اس کو سزا دے گا۔ تیسرے دن سمحج زور آور دیو مسلمان ہو گیا۔ حضور ﷺ نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔ عبداللہ نے مسعر کو قتل کرنے کی اجازت چاہی، حضور ﷺ نے اجازت عطا فرمادی۔ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا، مسعر آج قتل ہو جائے گا۔ مسلمان بہت خوش ہوئے، اسی روز شام کے وقت پہاڑ سے ایک سخت آواز بلند ہوئی۔

نحن قتلنا مسعرا	ترجمہ: ہم نے مسعر شیطان کو قتل
لما طغىٰ واستكبرا	کر ڈالا جبکہ اس نے سرکشی اور تکبر کیا
وسبغه الحق وسن المنكرا	مسعر شیطان نے حق کو سبک سمجھا
قنعة سيفا جرونا متبراً	اور امر منکر کو سنّت ٹھہرایا، میں نے
بشمة نبينا المطهرا	مسعر کا قناع اس تلوار سے بنایا
بشمة نبينا المطهرا	جو بنیا دہستی کو کھودنے والی اور

قاطع ہے۔ اس شیطان کو اس سبب سے میں نے قتل کیا کہ اس نے ہمارے نبی مطہر کو برا کہا ہے۔

(اسکے متعلق مزید آئیگا، انشاء اللہ)

جندل کو دولتِ اسلام:

کتاب ''شرف المصطفیٰ'' میں جندل بن فضلہ سے یوں روایت کی ہے کہ فضلہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا میرا ایک دوست جنّات میں سے تھا، وہ یکا یک میرے پاس آیا اس نے کہا:

هب قد لاح سراج الدين ☆ لصادق مهذب امين

اُٹھ تحقیق دین کا چراغ روشن ہوا، ایسے پیغمبر کے سبب سے جو صادق، مہذب اور امین ہے۔

فارحل الی ناجیة امون ☆ تمشی علی الصحصح والحزون

سوایسی اونٹنی پر کوچ کر جو نجات دینے والی ہے اور خلقت میں مضبوط ہے اور وہ نرم زمین اور سخت دونوں پر چلتی ہے۔ یہ اشعار سُن کر میں خوف وہراس کی حالت میں بیدار ہوا۔ میں نے پوچھا کیا واقعہ ہے تو اس نے جواب دیا۔

وساطح الارض وفارض	ترجمہ: قسم ہے زمین کے مسطح کرنے
الفرض لقد بعث محمدا	والے کی فرض کے فرض کرنے
فی الطول والارض نشان	والے کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
الحرمات العظام وھاجر	تمام روئے زمین پر مبعوث
الی طیبة امینة	کیئے گئے ہیں۔ محمد نے عظیم حرمات

یعنی مکہ میں نشو ونما پائی ہے اور طیبہ امینہ کی طرف ہجرت کی ہے۔

یہ سنتے ہی میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت کے لئے روانہ ہو گیا۔ راستہ میں یہ غیبی آواز میرے کان میں آئی

یاایھا الراکب المزجی مطیته ☆ نحو الرسول لقد وفقت الرشد

اے وہ شتر سوار جو اپنی اونٹنی کو رسول اللہ ﷺ کی طرف لے جانے والا ہے تحقیق تو نے ہدایت کی توفیق پائی ہے۔

ظہور حضور ﷺ کی خوشخبری:

جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کی بعثت سے ایک مہینہ قبل ہم لوگ بوانہ میں ایک بت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ہم نے اونٹ ذبح کیا اونٹ کے پیٹ میں سے کسی آواز دینے والے نے پکار کر یہ اشعار پڑھے۔

الا اسمعو الی العجب ذھب	ترجمہ: تم لوگ سنو تعجب کی بات ہے
استراق السمع للحی ویری باب	وحی کے واسطے جو استراق سمع تھا
لبنی یکتا سمه احمد مهاجر الی یثرب	یعنی شیاطین آسمان پر پہنچ کر وحی

سنتے تھے وہ امر جاتا رہا، جنات پر آگ کے شعلے مارے جاتے ہیں اس نبی کے سبب سے جو مکہ میں ہے اس کا نام احمد ہے اس کی ہجرت کی جگہ یثرب (مدینہ) ہے۔

جبیر کہتے ہیں کہ ہم یہ بات سنکر تعجب میں پڑ گئے۔ یہاں تک کہ حضور سرور عالم ﷺ کا ظہور ہو گیا۔ (طبقات ابن سعد)

تمیم کو اسلام کی ہدایت:

حضرت تمیم داری کہتے ہیں کہ جس وقت حضور سرور عالم ﷺ مبعوث ہوئے ہیں میں شام میں تھا، میں کسی کام سے جنگل گیا تھا رات ہو گئی وہیں لیٹ گیا۔ اچانک مجھے آواز آئی۔ کسی شخص نے مجھ سے کہا کہ جن کسی شخص کو اللہ تعالیٰ سے نجات

نہیں دلا سکتا۔ میں نے کہا کیا بات ہے۔ اس نے کہا اب جنات کا مکر و فریب دور ہو گیا اب جنات آگ کے شعلوں سے مارے جاتے ہیں تو محمد رسول اللہ (ﷺ) کے پاس جا کر مسلمان ہو جا۔

حضرت تمیم فرماتے ہیں کہ میں نے صبح اُٹھتے ہی ایک کاہن سے رات کے واقعہ کا ذکر کیا تو اس نے کہا کہ جن نے جو کچھ تجھ سے کہا سچ کہا، اس نبی نے حرم سے ظہور کیا ہے اور اس کی ہجرت کی جگہ مدینہ ہے وہ خیر الانبیاء ہے تو ان کی طرف کیوں نہیں جاتا۔ (ابو نعیم)

جندع کو پیامِ اسلام:

جندع بن الضمیل سے روایت ہے کہ ان کے پاس کسی آنے والے نے آ کر کہا:

"یا جندع بن الصمیل اسلم تسلم و تغنم من حر فارتضرم"

ترجمہ: جندع بن الضمیل تو مسلمان ہو جا سلامتی پائے گا اس آگ کی حرارت سے جو بھڑکائی جائے گی اور غنیمت پائے گا یعنی کامیاب ہو گا۔

جندع نے اس سے پوچھا اسلام کیا شے ہے؟ اس نے کہا اسلام یہ ہے کہ تو بتوں سے بری ہو جا اور الملک العلام کے ساتھ اخلاص رکھ۔ جندع نے اس سے پوچھا اسلام کی طرف راستہ کیوں کر ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ایک روشن ستارے کا ظہور عرب سے عنقریب ہونے والا ہے۔ وہ کریم النسب ہے وہ حرم سے ظہور کرے گا۔ عرب اور عجم اس کے مطیع ہوں گے۔ جندع نے اپنے چچازاد بھائی نافع بن خداش کو مطلع کیا۔ کچھ دنوں بعد جب انکو یہ خبر ملی کہ حضور سرور عالم ﷺ نے مدینہ منورہ میں ہجرت کی ہے تو یہ دونوں بھائی بارگاہ نبوت ﷺ میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے۔ (شرف المصطفیٰ)

عباس بن مرواس:

خود فرماتے ہیں کہ میرے باپ نے مرتے وقت مجھے ضمار بت کے متعلق وصیت کی تھی۔ باپ کے مرنے کے بعد میں نے وہ بت مکان میں رکھ لیا اور اس کی پوجا کرتا رہا۔ جس وقت حضور ﷺ مبعوث ہوئے اس بت کے پیٹ میں سے ایک رات آواز سنائی دی۔

قل للقبائل من سلیم کلھا ھَلک، الانیس وعاش اھل مسجد اودی ضمارو کان یعبد مرة قبل الکتاب الی النبی محمد.

ترجمہ: سلیم کے کل قبیلوں سے کہہ دو انیس ہلاک ہو گیا اور اہلِ مسجد زندہ ہو گئے۔ ضمار ہلاک ہو گیا۔ ضمار کی پوجا کی جاتی تھی اس کتاب کے نازل ہونے سے پہلے جو محمد ﷺ پر نازل کی گئی ہے۔

ان الذی ورث النبوة والھدیٰ بعد ابن مریم من قریش مهتدی۔

ترجمہ: تحقیق جو شخص قریش سے ہے اس نے ابن مریم علیہما السلام کے بعد نبوت اور ہدایت میراث پائی ہے وہ ہدایت یافتہ ہے۔

عباس کہتے ہیں کہ میں نے اس واقعہ کو چھپائے رکھا کسی سے ذکر نہ کیا جب لوگ غزوہ احزاب سے واپس آئے تو میں نے مقام عقیق میں ایک گرجدار آواز سنی سر اٹھا کر دیکھا تو ایک آدمی شتر مرغ پر سوار نظر آیا وہ کہہ رہا تھا کہ اے مرو اس تمہیں معلوم ہے کہ آسمان پر جانے سے جنات روکے گئے ہیں۔

اس کے بعد کہا: ''النور الذی وقع یوم الاثنین ولیلة الثلثاء مع صاحب الناقة الغضُباءِ فی دیار نبی اخی العنفاء''۔

ترجمہ: وہ نور پیر کے دن واقع ہوگیا اس ناقہ والے سے بنو اخو العنفاء دیار میں پہنچے گا۔

جنات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

حاضری جنات:

جنات عشق مصطفےٰ ﷺ اور ادب واحترام میں صحابہ رضی اللہ عنہم سے کم نہ تھے بلکہ بعض اوقات بعض امور میں صحابہ رضی اللہ عنہم سے بازی لے جاتے جنکے متعلق خود رسول اکرم ﷺ اور حاضرین صحابہ رضی اللہ عنہم رشک دلاتے۔
امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے ہمیں سورۂ رحمٰن سنائی تو ہم نے خاموشی کے ساتھ سنا جب آپ ﷺ نے تلاوت ختم کرلی تو فرمایا کہ میں نے جنات کے فرقے کو سماعِ قرآن کے سلسلے میں تم سے بہتر پایا۔ کیونکہ جب میں اس آیت پر آتا کہ "تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے" تو جن جواب دیتے ہیں کہ اے ربّ ہم تیری نعمتوں میں سے کسی کی تکذیب اور کفرانِ نعمت نہیں کرتے بے شک تو حمد وستائش کے لائق ہے۔

جوق در جوق حاضریاں:

جب جنات کو مکمل یقین ہوگیا تو جوق در جوق غلامی رسول ﷺ میں داخل ہونے لگے۔ "تفسیر خازن" میں ہے کہ:

"ان رسول اللہ ﷺ انصرف طائف الی مکة حتیٰ اذا کان نخلة قام من جوف اللیل یصلی فجرہٖ سبقه' نفرمن اهل نصیبین اسماء هم حسًا ومسًا شاهرہ و ناصرہ ابن الارب و ابین راخضم فاستمعو اله' فلما فرغ من صلاتهٖ ولوالی قومهم منذرین قد آمنوا واجابو الی ما سمعوا نقص اللہ علیه خبرهم فی القرآن واذا اصرفناالیک نفراً من الجن یستمعون القرآن".

حضور سرور عالم ﷺ طائف سے واپسی میں مقام نخلہ میں ٹھہرے۔ نصف شب کے قریب حضور ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ نصیبین کے ۷ جن حسا، مسا، شاہرہ، ناصرہ، ابن الارب، ابین، اخضم آئے اور انہوں نے نماز میں حضور ﷺ کی قرأت سنی۔ اسلام لے آئے اور وہاں واپس آکر اپنی قوم کو تبلیغ اسلام میں مشغول ہوگئے۔ اسی واقعہ کا ذکر حق تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے۔ "واذا صرفنا الیک نفراً من الجنّ یستمعون القرآن"۔

ترجمہ: اور جب کہ ہم نے تمہاری طرف کتنے جن پھیرے کان لگا کر قرآن سنتے۔ (پ ۲۶: سورۃ الاحقاف ۲۹)

فائدہ: جنات میں سات افراد تھے جو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے تھے۔

وقد اتاکم رسول اللہ فی نفسهٖ وکلهم محرم لا یسفکون دماً

تحقیق تمہارے پاس رسول اللہ ﷺ ایک گروہ میں تشریف لائے ہیں کہ اس گروہ کے آدمی ہاتھ باندھے ہوئے ہیں اور

خونریزی نہیں کرتے۔

سانپ کی شکل میں صحابی جن بارگاہ رسول ﷺ میں:

صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ایک بار ہم حضور سرور عالم ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے کہ راستہ میں ایک بہت بڑا سانپ بیٹھا ہوا دیکھا۔ آپ ﷺ ہمیں ایک جگہ کھڑا کر کے اس کے پاس تشریف لے گئے۔ سانپ نے اپنا منہ اٹھا کر آپ ﷺ کے کان مبارک سے لگا دیا، کچھ کہہ سن کر تھوڑی دیر کے بعد وہ سانپ غائب ہو گیا، آپ ﷺ واپس تشریف لا کر مسکرائے اور فرمایا جانتے ہو یہ سانپ کون تھا؟ ہم نے عرض کیا اللہ ورسولہ اعلم۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ایک نومسلم جن تھا جو مجھ سے قرآن پڑھ رہا تھا پھر اسے یاد کرتا تھا اسے چند آیات بھول گئی تھیں جو مجھ سے پوچھنے آیا تھا میں نے اُسے بتادیں۔ (خصائص کبریٰ)

فوائد: (۱) نبی پاک ﷺ نہ صرف ہر شے کا ظاہر جانتے ہیں بلکہ اس کی حقیقت سے بھی آگاہ ہیں (۲) حضور ﷺ ہر شے کی بولی جانتے ہیں (تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ "حضور ﷺ ہر شے کی بولی جانتے ہیں") (۳) صحابہ کا عقیدہ تھا کہ آپ ﷺ ہمارے جیسے نہیں۔

ابلیس کا پڑپوتا بارگاہ رسول ﷺ میں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تہامہ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر بیٹھے تھے کہ ایک بوڑھا اپنے ہاتھ میں عصا لے کر سامنے آیا اور سرکار حضور ﷺ کو سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دے کر اس کو اس کی زبان میں پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں ہامہ بن ہیم بن لاقیس بن ابلیس ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیرے اور شیطان کے درمیان صرف دو باپوں کا فاصلہ ہے تو نے کتنا زمانہ طے کیا ہے؟ کہا میں نے دنیا کی عمر پوری کی ہے بس تھوڑی سی اور باقی ہے۔ جن راتوں میں قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا اس وقت میں چند سال کا بچہ تھا بات سمجھ لیتا تھا، ٹیلوں کو پھلانگتا تھا، کھانا خراب کرنے کا، قطع رحمی کا حکم کرتا تھا۔ تو رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جدائی ڈالنے والے بوڑھے اور سُستی کرنے والے جوان کا کام بہت بُرا ہے"۔ اس نے کہا آپ مجھے اس بارے میں معاف فرمائیں میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کر چکا ہوں، میں حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ ان کی مسجد میں ان لوگوں کے ساتھ تھا جو ان کی قوم میں سے ان پر ایمان لائے تھے، میں ہمیشہ ان کو ان کے اپنی قوم کو دعوت پر سخت سُست کہا کرتا تھا حتی کہ وہ خود بھی رو پڑے اور مجھے بھی رُلا دیا، انہوں نے فرمایا تھا کہ (اگر میں تمہاری بات مان لوں تو) میں ضرور شرمندگی اُٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں اور میں پناہ مانگتا ہوں کہ میں جاہلین میں سے بن جاؤں۔ میں نے عرض کیا تھا اے نوح! میں ان لوگوں میں سے ہوں جو ہابیل بن آدم کے سعادت مند شہید کے خون کرنے میں شریک تھے۔ کیا آپ رب تعالیٰ کے ہاں میری توبہ کی قبولیت پاتے ہیں؟ انہوں نے

فرمایا اے ہامہ! خیر کی نیت کر اور حسرت اور ندامت سے پہلے بھلائی پر لگ جا اللہ تعالیٰ نے جو مجھ پر نازل فرمایا ہے میں نے اس میں پڑھا ہے کہ جو شخص اپنی پوری دینداری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ تائب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرماتا ہے، اٹھ وضو کر اور دو رکعات پڑھ، تو میں نے اسی وقت عمل شروع کر دیا جس کا انہوں نے مجھے حکم فرمایا تھا، پھر انہوں نے مجھے پکارا کہ اپنا سر اُٹھا لو تمہاری توبہ آسمان سے نازل ہو چکی ہے، تو میں اللہ کے لئے ایک سال تک سجدہ میں پڑا رہا۔ اور میں حضرت ہود علیہ السلام کے ساتھ سجدہ میں شریک تھا۔ جب انہوں نے اپنی قوم کے ساتھ سجدہ کیا تھا میں ان کو بھی ان کے (جاہل) قوم کو (بار بار) دعوت دینے پر عتاب کرتا تھا حتیٰ کہ وہ بھی اپنی قوم پر روئے اور مجھے بھی رُلایا، اور میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی زیارت بھی کیا کرتا تھا۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس امانت داری کے عہدہ پر فائز تھا اور میں حضرت الیاس کو وادیوں میں ملا کرتا تھا اور اب بھی ان کو ملا کرتا ہوں۔ میری حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ انہوں نے تورات سکھائی تھی اور فرمایا تھا اگر تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کرو تو ان کو میرا سلام کہنا۔ اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی ملا ہوں اور ان کو ان کا سلام پہنچایا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مجھے فرمایا تھا اگر تم حضرت محمد ﷺ سے ملو تو ان کو میری طرف سے سلام پیش کرنا تو آنحضرت ﷺ کے آنسو اُتر آئے اور رونے لگے پھر فرمایا "اور عیسیٰ علیہ السلام پر بھی رہتی دُنیا تک سلام ہو اور اے ہامہ! امانت پہنچانے کی وجہ سے تم پر بھی سلام ہو"۔ ہامہ نے کہا یا رسول اللہ! آپ بھی میرے ساتھ وہی کریں جو موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے کیا تھا۔ انہوں نے مجھے تورات سکھائی تھی، تو آپ ﷺ نے اس کو سورۃ واقعہ، سورۃ مرسلات، سورۃ عم یتساءلون، اذا الشمس کورت، اور مُعَوَّذَتَین اور قُل ھُوَاللہُ اَحَدٌ سکھلائیں اور فرمایا اے ہامہ! اپنی ضرورت ہمارے سامنے پیش کرو اور ہماری زیارت کرنا نہ چھوڑنا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ کی وفات حسرت آیات ہوگئی اور اس کی ہمیں خبر نہ ہوئی نہ معلوم وہ زندہ ہے یا فوت ہو گیا ہے۔ (دلائل النبوۃ ابو نعیم)

قاعدہ:

مذکورہ حدیث "زوائد زہد" میں حضرت عبداللہ بن امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے اور عقیلی نے (ضعفاء میں) اور شیرازی نے "کتاب الالقاب" میں اور ابو نعیم نے (دلائل میں) اور ابن مردویہ نے بھی ذکر کی ہے۔ نیز یہ روایت علامہ فاکہی نے "کتاب مکہ" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے، اس حدیث کے کئی طرق ہیں جن کی وجہ سے یہ حدیث درجہ حسن کو پہنچتی ہے۔ کذا قال السیوطی رحمۃ اللہ۔ اس سے اہلسنت کے قاعدہ کی توثیق ہے کہ حدیث ضعیف کثرت طرق سے حسن بن جاتی ہے۔

انتباہ:

یہ قاعدہ مخالفین کو بھی مسلّم ہے لیکن کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ پر مبنی اس قاعدہ سے روگردانی کرتے ہیں مثلاً انگوٹھے چومنے

والی احادیث و دیگر بہت سے مسائل اہلسنّت اسی قاعدہ پر مبنی ہیں اب مخالفین سے کوئی پوچھے کہ یہ ہیرا پھیری کیوں۔

جنّ صحابی حضرت سرق رضی اللہ عنہ کی موت:

ایک روز حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ ایک چٹیل میدان میں سے گزر رہے تھے کہ آپ نے راستے میں ایک بہت بڑا سانپ مرا ہوا دیکھا۔ آپ نے اپنی چادر پھاڑ دی اور اس میں اس سانپ کو لپیٹ کر زمین میں دفن کر دیا۔ دفن کر دینے کے بعد آپ نے ایک آواز سنی کہ:

اے سرق میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا کہ انہوں نے تم سے فرمایا تھا کہ اے سرق! تم ایک چٹیل میدان میں مرو گے اور تمہاری تجہیز و تکفین ایک مرد صالح کرے گا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے یہ آواز سنی تو آپ نے فرمایا اللہ تم پر رحم فرمائے تم کون ہو؟ اور میں یہ کس کی آواز سُن رہا ہوں؟ جواب ملا۔ میں اُن جنّوں میں سے ہوں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی زبان انور سے قرآن سُنا تھا۔ ان جنّوں میں سے میرے اور سرق کے سوا کوئی باقی نہ تھا۔ اور اب سرق بھی چل بسا اور صرف میں ہی رہ گیا ہوں۔ (حیٰوۃ الحیوان ص ۱۴، ج ۱)

فائدہ: معلوم ہوا کہ سرور عالم ﷺ پر ایمان لانے والے اور شرفِ صحابیت حاصل کرنے والے جنوں میں بھی ہیں۔ اور ہمارے حضور رسول الکل ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے حضور ﷺ کو یہ بھی علم حاصل تھا کہ فلاں شخص فلاں وقت اور فلاں زمین پر مرے گا۔

خوفناک وادی

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بنو تمیمی شخص نے اپنے اسلام لانے کا یہ قصہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ مجھے ایک سفر کے دوران ایک بہت بڑے خوفناک ریگستان میں رات گزارنا پڑی۔ اس خوفناک ریگستان میں میری اونٹنی میرے ساتھ تھی۔ اور میں بالکل تنہا تھا۔ رات کا وقت تھا میں نے اونٹنی کو ایک جگہ بٹھایا اور خود لیٹ گیا اور سو جانے سے پہلے میں نے یہ پڑھا "اعوذ بعظیم ھذا الوادی"۔ یعنی اس وادی کے بڑے جنّ کے ساتھ میں پناہ مانگتا ہوں۔ یہ پڑھ کر میں سو گیا۔ سونے کے بعد خواب میں میں نے دیکھا کہ ایک قوی ہیکل جوان جس کے ہاتھ میں ایک خنجر ہے آیا اور آتے ہی اس نے وہ خنجر میری اونٹنی کے حلق پر رکھ دیا۔ یہ دیکھتے ہی میں گھبرا کر جاگ اٹھا اور اِرد گرد دیکھنے لگا مگر کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ میں اسے یونہی وہم و خیال سمجھ کر پھر سو گیا دوبارہ پھر وہی جوان ہاتھ میں خنجر لیے نظر آیا۔ اس نے خنجر پھر میری اونٹنی کے حلق پر رکھ دیا۔ میں پھر چونک پڑا اور دیکھا کہ میری اونٹنی بھی کانپ رہی ہے میں پھر سو گیا۔ اور تیسری مرتبہ یہ ہی قصہ دیکھا اور اب تو میں ڈر کر اور گھبرا کر جاگ اٹھا۔ میں نے دیکھا کہ اونٹنی ڈر کے مارے بہت کانپ رہی ہے۔ میں نے پیچھے مُڑ کر دیکھا تو وہی

جوان ہاتھ میں خنجر لیے کھڑا نظر آیا۔ اور اس کیساتھ ایک بوڑھا شخص بھی دیکھا جس نے اس جوان کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا۔ اور اونٹنی کے قریب آنے سے اُسے روک رہا تھا۔ اور وہ دونوں آپس میں لڑ جھگڑ رہے تھے۔ تھوڑی دیر میں تین بڑے بڑے بیل وہاں آ گئے اور اس بوڑھے نے اس جوان سے کہا کہ ان بیلوں میں سے جو بیل چاہو میرے پڑوسی آدمی کی اونٹنی کے بدلے لے لو۔ مگر میرے پڑوسی آدمی کی اونٹنی کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ چنانچہ وہ جوان آگے بڑھا اور ان بیلوں میں سے ایک بیل کو اس نے پکڑ لیا اور اسے لے کر وہاں سے چلا گیا۔ پھر وہ بوڑھا شخص مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ دیکھو بھائی! اب تم لوگ اس قسم کی ڈراؤنی جگہوں پر کسی جنّ کے ساتھ پناہ نہ مانگا کرو اس لیے کہ اب ان کا زور اور ان کا طلسم ٹوٹ چکا ہے۔ اب تم یہاں کہا کرو: "اعوذ باللہ رب محمد من هول هذا الوادی" یعنی میں محمد (ﷺ) کے رب کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں اس وادی کے ہول سے۔

میں نے کہا یہ محمد (ﷺ) کون ہیں؟ اس نے بتایا کہ یہ نبی ہیں۔ میں نے پوچھا کہاں رہتے ہیں؟ اس نے بتایا کہ مدینہ منورہ میں۔ میں یہ سُن کر انتہائی شوق میں اپنی اونٹنی پر سوار ہوا۔ اور سیدھا مدینہ منورہ پہنچا اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ حضور ﷺ نے مجھے دیکھتے ہی میرا یہ سارا قصہ خود ہی لفظ بہ لفظ سنا دیا۔ پھر مجھے مسلمان ہو جانے کے لئے ارشاد فرمایا تو میں فوراً کلمہ پڑھ کر حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۱۸۴)

فائدہ: (۱) ہمارے حضور ﷺ کی تشریف آوری سے ہر باطل کا زورِ طلسم ٹوٹ گیا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے حضور ﷺ کی رسالت عالمگیر ہے۔ (۲) جنّ بھی حضور ﷺ کے خادم ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے حضور ﷺ سے کوئی بات پوشیدہ و پنہاں نہیں۔

مبلغ جنّ:

حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ اپنے اسلام لانے کا قصہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ میرے کچھ اونٹ گم ہو گئے اور میں ان کی تلاش میں باہر نکلا اور انہیں ایک وادی میں پالیا۔ چونکہ میں تھک گیا تھا اس لئے تھوڑی دیر کے لئے وہیں سونے کے لئے لیٹ گیا اور عادت کے مطابق یہ پڑھا: نعوذ بعزیز هذا الوادی. اتنے میں میں نے سنا کہ کوئی یوں کہہ رہا ہے کہ:

عُذْ یَافتیٰ باللہِ ذِی الجلال ☆ والمجد و النعماء و الافضال

و وحد اللہ ولا تبال ☆ قد صار کید الجن فی سفال

یعنی اے نوجوان! اللہ کے ساتھ پناہ مانگ جو عظمت و جلال اور فضل و کرم کا مالک ہے اور اللہ کی توحید کا اقرار کر اور جنّوں کا مکر و طلسم تو اب پستی میں جا پڑا ہے۔

میں نے یہ آواز سن کر کہا کہ اے ہاتف! صاف صاف بتاؤ کہ اس کا کیا مطلب ہے اور میری ہدایت کے لئے کیا

طریق ہے؟ تو پھر وہی آواز آئی کہ

جاء رسول الله ذو الخیرات ☆ بیثرب یدعو الی النجات

یعنی اللہ کے رسول تشریف لے آئے ہیں۔ جو یثرب (مدینہ منورہ) میں ہیں۔ اور نجات کی طرف بلا رہے ہیں۔

میں نے کہا اور تم کون ہو؟ تو آواز آئی کہ میں جن ہوں میرا نام ابن اثال ہے اور میں نجد کے مسلمان جنوں پر حضور ﷺ کی طرف سے عامل مقرر ہوں۔

میں نے کہا کہ اگر یہ میرے اونٹ کوئی شخص میرے گھر تک پہنچا دے تو میں ابھی مدینہ منورہ حاضر ہو کر ایمان لے آؤں۔ آواز آئی کہ جاؤ تم مدینہ منورہ اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لاؤ۔ تمہارے یہ اونٹ میں تمہارے گھر پہنچا دوں گا۔ چنانچہ میں اسی وقت ان اونٹوں میں سے ایک اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ منورہ پہنچ گیا۔ یہ دن جمعہ کا تھا اور جس وقت میں پہنچا ہوں اس وقت نماز ہو چکی تھی۔ اور صحابہ کرام مسجد سے نکل رہے تھے۔ میں اونٹنی بٹھا رہا تھا۔ اتنے میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ تشریف لائے مجھ سے فرمانے لگے اندر چلو، حضور ﷺ تمہیں بلا رہے ہیں۔ چنانچہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نے فرمایا جس نے تمہارے اونٹ گھر تک پہنچانے کا وعدہ کیا تھا اس نے پورا کیا۔ پھر فرمایا سنو! اس نے تمہارے اونٹ تمہارے گھر پہنچا دیئے ہیں۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۱۸۵)

فائدہ: ہمارے حضور ﷺ کی عظمت و رسالت کے ڈنکے ہر جگہ بج رہے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ سے کوئی شے مخفی نہیں۔ آپ نے جیسے فرمایا ویسے ہی ہوا۔

جن صحابی کی موت:

حضرت عیذار بن حریث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک صاحب آئے اور وہ اپنا ایک عجیب قصہ بیان کرنے لگے۔ انہوں نے بتایا کہ ہم چند احباب ایک سفر میں جا رہے تھے کہ راستے میں ہم نے ایک زخمی سانپ کو دیکھا جو تڑپ رہا تھا خون میں لت پت۔ ہم نے دیکھا کہ وہ تڑپتے ہوئے مر گیا ہے۔ ہمیں اس پر رحم آیا۔ اور ہم میں سے ایک صاحب نے اپنا عمامہ پھاڑ کر اس میں اُسے لپیٹا اور ایک گڑھا کھود کر اس میں دفن کر دیا۔ فرماتے ہیں دوسرے روز ہم اپنی منزل میں بیٹھے تھے کہ دو عورتیں آئیں جو بالکل اجنبی اور بہت خوبصورت تھیں۔ انہوں نے ہم سے پوچھا کہ تم میں سے عمرو بن خابر کو کس نے دفن کیا ہے۔ ہم اس سوال سے حیران رہ گئے اور پوچھا عمرو بن خابر کون؟ اور دفن کرنے کا کیا مطلب؟ وہ بولیں آپ میں سے کسی نے راستے میں کسی سانپ کو دفن کیا ہے یا نہیں؟ ہم نے کہا ہاں ہمارے اس ساتھی نے اپنا عمامہ پھاڑ کر اس میں ایک زخمی سانپ کو ضرور دفن کیا ہے وہ بولیں کہ وہ آخری جن تھا جس نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن سنا تھا۔ یہ کافر و مسلمان جنوں میں لڑائی کے درمیان جنگ میں شامل ہو کر شہید ہوا۔ پھر کہا کہ تم نے اگر یہ کام دنیا کے لئے کیا

ہے تو اس کا بدلہ ہم ادا کریں۔ ہم نے کہا ہم نے اللہ کی رضا پر انہیں دفنایا۔ کہا تم نے اچھا کیا یہ کہہ کر وہ چلی گئیں۔ (ابو نعیم)

فوائد: (۱) جس نے سانپ کو عمامہ پھاڑ کر لپیٹا وہ صفوان بن معطل مرادی صاحب افک رضی اللہ عنہ اور جن کا نام عمرو بن خابر تھا۔

(۲) علامہ دمیری ''حیٰوۃ الحیوان'' ص ۱۷۴، ج ۲ میں لکھتے ہیں کہ ان عورتوں نے یہ بھی کہا کہ یہ سانپ جو آپ نے دفن کیا ہے دراصل وہ جن تھا جو بڑا تہجد گزار اور روزے رکھنے والا تھا اور اس نے نبی آخر الزماں ﷺ کی تشریف آوری چار سو سال پہلے سُن لی تھی اور یہ اسی وقت ایمان بھی لے آئے تھے۔

(۳) ہمارے حضور ﷺ کی سینکڑوں سال پہلے ہی تشریف آوری کے ڈنکے بج رہے تھے اور خوش نصیب تھے وہ افراد جو حضور ﷺ کی تشریف آوری سے بھی پہلے ہی آپ پر ایمان لے آئے اور کس قدر بدنصیب اور بدبخت ہیں وہ لوگ جو حضور کی تشریف آوری اور آپ کی صداقت کے ظاہر و روشن نشان دیکھ کر بھی ایمان نہ لائیں! یہ قسمت کی بات ہے۔ ہم خدا تعالیٰ کا جتنا شکر بھی ادا کریں کم ہے کہ اس نے ہمیں خوش نصیب کیا اور اپنے محبوب ﷺ کا ہمیں غلام بنایا۔

جن صحابی کی شہادت

معاذ بن عبداللہ بن معمر سے روایت ہے کہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا۔ ایک شخص نے آ کر بیان کیا کہ میں نے جنگل میں دو بگولے آپس میں لڑتے دیکھے۔ لڑتے رہے اور کچھ دیر بعد جدا ہو گئے۔ میں دونوں کے لڑنے کی جگہ گیا اس مقام پر یہ دو سانپ مرے ہوئے نظر آئے۔ ایک سانپ میں سے مشک کی سی خوشبو آ رہی تھی۔ میں حیران ہو کر ان دونوں سانپوں کو الٹنے پلٹنے لگا ان میں ایک سانپ بہت پتلا زرد رنگ کا تھا مشک کی سی خوشبو اُسی سانپ میں سے آ رہی تھی۔ میں نے اس سانپ کو کپڑے میں لپیٹ کر زمین میں دفن کر دیا۔

اس کام سے فارغ ہو کر میں چل دیا۔ راستہ میں آواز آئی اللہ کے بندے تُو نے بہت اچھا کام کیا یہ دو سانپ ان جنات میں سے تھے جو بنی شعیب اور بنی قیس میں سے ہیں ان دونوں کی آپس میں لڑائی ہوئی تھی جس سانپ کو تم نے کفن دے کر دفن کیا تھا وہ شہید تھا اور ان جنات میں سے تھا جنہوں نے حضور سرور عالم ﷺ کی زبان مبارک سے وحی الٰہی سُنی تھی۔

فوائد:

(۱) جیسے ہمارا عقیدہ ہے کہ بعض لوگ بعض وجوہ سے مقدس اور مرنے کے بعد مکرم و معزز ہوتے ہیں ایسے مسلمان جنات اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا عقیدہ تھا۔ (۲) وہ جن ۴۰۰ برس پہلے حضور ﷺ پر ایمان لایا تھا، چنانچہ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کی ہے کہ عبداللہ کے اصحاب میں سے ایک گروہ حج کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ راستہ میں ایک سفید سانپ بل کھاتا ہوا نظر آیا۔ کچھ دیر بعد مر گیا۔ ایک شخص نے ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر راستہ سے ہٹا کر زمین میں دفن کر دیا۔ قافلہ چلتا رہا ایک منزل پر مقیم ہوا یکایک مغرب کی طرف سے چار عورتیں آئیں اور اُن میں سے ایک عورت نے

پوچھا تم لوگوں میں سے کسی نے عمرو کو دفن کیا ہے۔ میں نے کہا کون عمرو؟ اس عورت نے کہا میں یہ بات بتانے آئی ہوں کہ وہ پرہیز گار اور خدا کا بڑا عبادت گزار تھا۔ نمازی اور روزہ دار تھا۔ خدا کی کتاب اور خدا کے نبی پر ایمان رکھتا تھا اور تمہارے نبی کے مبعوث ہونے سے ۴۰۰ برس پہلے ہی ہفت آسمان پر سنکر ایمان لایا تھا۔

(۳) تصدیق فاروق اعظم رضی اللہ عنہ:

یہ واقعہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس عورت نے سچ کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا آپ نے فرمایا کہ میرے مبعوث ہونے سے ۴۰۰ برس قبل وہ جن مجھ پر ایمان لایا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تصدیق ہمارے اہلسنت کے عقیدہ کی تائید ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا علم غیب ماننا حق ہے۔

(۴) جنات طویل العمر ہوتے ہیں اس فوت شدہ صحابی جن رضی اللہ عنہ کے حضور سرور عالم ﷺ پر چار سو سال پہلے ایمان لانے سے معلوم ہوتا ہے کہ (آپ ﷺ) کے بعثت سے پہلے بھی خلق خدا میں چرچے تھے۔ اور اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ خود بھی کبھی کبھی بیان فرمایا کرتے تھے۔ جیسے جن مذکورہ کے بارے میں بیان فرمایا اور سابق انبیاء صرف انسانوں کے نبی ہوتے اور ہمارے نبی پاک ﷺ انسانوں کے بھی نبی ہیں اور جنوں کے بھی بلکہ نبیوں کے بھی نبی (ﷺ وبارک وکرم وسلم)

ذوالعیہ جن صحابی رضی اللہ عنہ:

ایک سانپ پیاس سے تڑپتا ہوا ایک تابعی کے خیمہ میں آیا انھوں نے اسے پانی پلایا پھر وہ سانپ مرگیا۔ انہوں نے اس کو دفن کر دیا۔ رات میں کسی نے ان کے پاس آ کر سلام کیا اور شکریہ ادا کرتے ہوئے بولا کہ جس سانپ کو آپ نے دفن کیا وہ ذوالعیہ نامی ایک نیک اور صالح جن تھا۔ (حیٰوۃ الحیوان)

انصاری جنوں کی قید میں:

امام شافعی اور بیہقی نے یہ روایت بیان کی کہ ایک انصاری عشاء کی نماز کے لئے گھر سے نکلے تو ان کو جن نے اغوا کر لیا اور کئی سال تک غائب رکھا۔ اسی دوران ان کی بیوی نے شادی کر لی۔ پھر وہ مدینہ تشریف لائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے اس سلسلے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ مجھے جن پکڑ کر لے گئے تھے۔ اور ان میں بہت سے حضرات کے ساتھ مجھے بھی قید کر لیا۔ وہ کہنے لگے کہ یہ مسلمان شخص ہے اس کو قید کرنا مناسب نہیں ہے۔ انہوں نے مجھے اختیار دیا چاہے میں ان کے پاس قیام کروں یا اپنے اہل وعیال کے پاس چلا جاؤں۔ میں نے گھر آنے کو اختیار کر لیا تو مجھے مدینہ لے آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے کھانے کے بارے میں دریافت کیا تو ان انصاری نے کہا وہ لوبیا کھاتے ہیں اور وہ چیزیں جن میں خدا کا نام نہیں لیا جاتا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے پینے کے بارے میں پوچھا تو بتایا تلچھٹ اور بعضوں نے کہا کہ یہ گھاس ہے جو کھائی جاتی ہے اور یہ بھی کہا کہ جدف۔ ہر اس برتن کو کہتے ہیں جس میں کوئی چیز کھانے پینے کی موجود ہو لیکن اسے

ڈھکا نہ گیا ہو۔ (حیوۃ الحیوان)

ایک صحابی جنّ نے بھولے ہوئے مسافر کر راستہ بتایا:

ابی بن کعب سے روایت ہے کہ حاجیوں کا ایک قافلہ اثنائے سفر میں راستہ بھول گیا جب راستہ نہ ملا اور پانی نہ ملنے کی وجہ سے قریب المرگ ہو گئے تو وہ کفن پہن کر ایک درخت کے نیچے لیٹ گئے۔ قریب ہی ایک درخت پر جن رہتا تھا اس نے آ کر بیان کیا کہ جنات کے گروہ نے حضور سرور عالم ﷺ کی زبان مبارک سے قرآن سنا تھا وہ تو سب فوت ہو گئے میں باقی رہ گیا ہوں۔ میں نے حضور سرور عالم ﷺ کی زبان مبارک سے سُنا تھا آپ فرماتے تھے: "**المومن اخو المومن علیه ودلیله لایخذ له**" مومن مومن کا بھائی ہے اس کا دیدبان اور رہبر ہے وہ اس کو خوار نہیں چھوڑتا۔

دیکھو یہ پانی ہے اور یہ راستہ ہے جنّ کی رہبری سے اس قافلہ کی جان موت سے بچی۔

حضور ﷺ کا صحابی جنّ سانپ کی شکل میں:

ابو نعیم نے ابو رجاء سے روایت کی ہے کہ میں قافلہ کے ساتھ سفر میں تھا۔ ایک جگہ ہم پانی پر اترے اور خیمے لگا دیئے۔ میں اپنے خیمہ میں قیلولہ کرنے کیلئے گیا۔ دفعتاً وہاں ایک سانپ تڑپتا ہوا آپہنچا۔ میں نے اس پر پانی کا چھڑکاؤ کیا تو اسے کچھ سکون ملا۔ آخر وہ تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ میں نے عصر کی نماز پڑھی۔ پھر ایک سفید کپڑے میں کفنا کر اسے دفن کر دیا پھر ہمارا قافلہ چلا۔ صبح ہم ایک جگہ پانی پر اتر کر خیمہ زن ہوئے۔ میں آرام کیلئے اپنے خیمہ میں گیا۔ وہاں میں نے یہ آوازیں سنیں "تم پر سلام نہ دوبار نہ ایک بار، دس بار نہ سو بار، نہ ہزار بار بلکہ اس سے زیادہ مرتبہ تم پر سلام ہو"۔ میں نے پوچھا تم کون ہو؟ وہ بولے، ہم جنّ ہیں۔ اللہ تم پر برکتیں نازل فرمائے۔ تم نے ہم پر جو احسان کیا ہم اس کا بدلہ نہیں چکا سکتے۔ احسان کی وضاحت یوں کی کہ تم نے جو تڑپتا ہوا سانپ مرتا دیکھا اور پھر اسے دفن کر دیا تھا وہ ان جنات میں سے آخری جنّ تھا جو حضور علیہ السلام کی بیعت سے مشرف ہوئے تھے۔ (خصائص کبریٰ جلد ۱، صفحہ ۲۷۲)

مسفع جنّ کافر کو صحابی جنّ نے قتل کر دیا:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سال حدیبیہ میں جب حضور ﷺ نے صحابہ کو روانگی دی تو اُسی رات کو جبل بو قبیس پر ایک شیطان نے آواز دی۔ "**هبر افساحرکم منا صحابتم سیروا لیه وکونوا معشر الکها**" بیدار ہو جاؤ جو ساحر تمہارا ہے اُن کے صحابی ہمارے ہمراہ ہیں تم اسکی طرف جاؤ بزرگ گروہ ہو جاؤ گے۔ "**بعد الطواف وبعد السعی فی مهل وان لجوادهم من مکه الحرما**"۔ پیچھے طواف کے اور پیچھے دوڑنے کے تمہارا ساحر مہلت میں ہے اور اس ارادہ میں ہے کہ اپنے صحابہ کو مکہ سے حرم میں گزار دے۔ "**شاهت وجوهکم من**

معشر نکل لاتنصرن اذاحاربوا الصنم"۔ بُرے ہو جائیں تمہارے چہرے تم نامرد گروہ سے ہو تم صنم کو نصرت نہیں دیتے اس وقت مسلمان لوگ جنگ کرتے ہیں۔

یہ اشعار سن کر مشرکین جمع ہو گئے اور انہوں نے باہم عہد کیا کہ حضور ﷺ مکہ میں داخل نہ ہوں۔ یہ خبر حضور ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ یہ آواز دینے والا مسفع بتوں کا شیطان ہے اللہ تعالیٰ عنقریب اس کو قتل کر دے گا۔ اسی دوران میں اسی پہاڑ سے لوگوں نے آواز سنی۔ شاهت وجوه رجال حالفوا اهما وخاب سعيهم مااقصر اهما۔ بُرے ہو جائیں ان مردوں کے چہرے جنہوں نے بتوں کی قسم کھائی اور ان کی کوشش بیکار ہو جائے کتنے قاصر الہمت لوگ ہیں۔

انی قتلت عد و الله سلفعة

شيطان اوثانكم سحقا لمن ظلما

تحقیق میں نے اللہ تعالیٰ کے دشمن سلفع کو مار ڈالا جو تمہارے بتوں کا دشمن تھا اس شخص کو ہلاکی ہو جس نے ظلم کیا۔

"وقد اتاكم رسول الله فی نفسه ☆ وكلهم من محرم اليسفكون دماً" "بیشک تمہارے پاس رسول اللہ ﷺ ایک جماعت کے ساتھ آئے ہیں یہ جماعت احرام باندھے ہوئے ہے اور خونریزی نہیں کرتے"۔

ایک جن صحابی رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

خرج ابن الجوزی فی کتاب صفوة الصفوةبسندعن سهيل بن عبدالله قال كنت فی ناحية ديار عاد اذرايت مدينة من حجر منفورفی وستها قصر من حجارة تاديه الجن فدخلت فاذا شيخ عظيم الخلق يصلی نحوالكعبة وعليه حبة صواب فيها طراوة فسلم التعحب من عظيم خلقته كتنجی من طراوة جنت فسلمت عليه فرد علی السلام وقال يا سهن ان لا بدان لا تخلق الثياب وانما تخلفها روائح الذنوب ومطاء من السحف وان هذهِ الحبت وعلی مند سبعمائة سنةٍ لقيت فيها عيسی و محمد اعليها الصلوة والسلام ما منتت بهما فقلت ومن انت قال من الذی و نزلت فيهم قل اوحی الی انه الستمع نفر فمن الجن. (لباب النقول، ص۱۱۷، ج۲)

ترجمہ: حافظ حدیث ابن جوزی نے کتاب "صفۃ الصفوۃ" میں اپنی سند سے امام الاولیاء حضرت سہیل بن عبداللہ سے روایت بیان کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں قوم عاد کے شہروں میں سے شہر عاد کی ایک سرحد پر تھا جہاں میں نے تراشیدہ پتھروں کا ایک شہر دیکھا یعنی اس شہر کی سب عمارتیں پتھروں کو اندر سے کھود کر بنائی گئی تھیں اور اس شہر کے بیچوں بیچ ایک سنگین محل تھا جس میں جنات رہا کرتے تھے۔ ایک دن میں اس محل میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک موٹا تازہ اور لحیم شحیم بڈھا کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا ہے۔ اور پر رونق اونی جبہ پہنے ہوئے ہے۔ میں اسکے بے انتہا موٹاپے اور اس کے بھڑکدار غبار

پر تعجب ہی کر رہا تھا کہ اس نے نماز سے فراغت کیلئے سلام پھیرا۔ میں نے ان کو سلام کیا اور انہوں نے مجھے سلام کا جواب دیا اور کہا اے سہیل بن عبداللہ! بدن سے کپڑے پرانے اور بوسیدہ نہیں ہو جاتے اس لئے کہ بدن میں کوئی ایسی خاصیت نہیں کہ اس سے کپڑے پھٹ جائیں بلکہ کپڑے گناہوں کی بدبو اور حرام غذا کے کھانے سے بوسیدہ ہو کر پھٹ جاتے ہیں میں اس اونی جبہ کو تقریباً سات سو سال سے پہنے ہوئے ہوں اور میں نے اسی لباس میں حضرت عیسیٰ اور سرور عالم ﷺ سے ملاقات کی ہے اور ان دونوں پر ایمان بھی لا چکا ہوں۔ میں نے ان سے پوچھا آپ ہیں کون؟ تو انہوں نے جواب دیا میں ان میں سے ہوں جن کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے "قُلْ اُوحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ۔

ترجمہ: تم فرماؤ مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا۔ (پ ۲۹: سورۃ الجن ۱)

دیکھا آپ نے ان جن صحابی نے اپنی تین کرامتوں کو ظاہر کیا، اوّل یہ کہ انہوں نے بلا میل جول کے نام معلوم کر لیا۔ دوسرے یہ بتایا کہ گناہوں کی نحوست بری چیز ہے جس سے کپڑے پرانے ہو کر پھٹ جاتے ہیں اور تیسری کرامت یہ بتائی کہ تعجب کی کوئی بات نہیں یہ تو سات سو سال سے بھی زیادہ پرانا جبہ ہے مگر برائیوں سے دور رہنے کی وجہ سے بالکل نیا معلوم ہو رہا ہے۔

علم غیب:

یہ واقعہ صحیح حدیث سے ثابت ہے اس میں جن صحابی نے سہیل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بلا تعارف نام وغیرہ بتا دیا۔

غیور جن:

تبلیغ اسلام کے ابتدائی ایام تھے اور تھوڑے سے افراد مسلمان ہوئے تھے۔ جب بحکمِ خداوندی سرکارِ دوعالم ﷺ نے علی الاعلان دعوتِ اسلام پیش کی تو کفار بھڑک گئے اور سرکارِ عالی وقار ﷺ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ ولید نامی کافر نے کہا، میں ابھی فی الحال کچھ نہیں کہہ سکتا مجھے تین دن کی مہلت چاہئے یہ کہہ کر وہ چل دیا۔ ولید کے گھر پر سونے اور چاندی کے دو بت تھے ان بتوں کو اس نے قیمتی لباس پہنا کر کرسیوں پر بٹھا رکھا تھا۔ اس نے تین دن متواتر بتوں کی عبادت کی اس دوران نہ اس نے کچھ کھایا نہ پیا نہ ہی گھر سے باہر نکلا۔ تیسرے دن ولید نے نہایت ہی گڑ گڑا کر اپنے بت سے کہا، میرے معبود! میری بے لوث عبادت کا واسطہ! مجھے بتا کہ محمد ﷺ سچے ہیں یا نہیں؟ بت میں حرکت پیدا ہوئی اور بت بول پڑا۔ محمد ﷺ نبی نہیں ہیں خبردار ان کی تصدیق نہ کرنا، ولید خوش ہو گیا اور اس نے دوسرے کافروں کو لا کر بت کی بکواس سنائی۔ ولید نے ایک بہت بڑی مجلس کا اہتمام کیا، سرکار ﷺ کو بھی دعوت دی اپنے بت کو مختلف رنگوں کا لباس پہنایا۔ ہمارے آقا ﷺ بھی اپنے ہمراہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر تشریف لے گئے۔ کفار نے بت کو سجدہ کیا۔ ولید نے بت سے کہا میرے معبود! تو محمد ﷺ کے بارے میں اظہارِ خیال کر! اس بت نے رحمتِ عالمیان ﷺ کی شان عظمت میں بہت

گستاخیاں کیں۔ سرورِ معصوم ﷺ اس مجلس سے اُٹھے راستے میں سبز لباس میں ملبوس ایک سوار ملا اُس کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی جس سے خون ٹپک رہا تھا۔ سوار گھوڑے سے نیچے اُترا اور سلطانِ عرب وعجم ﷺ کی خدمت میں بصد ادب سلام عرض کیا، سرکار ﷺ نے اِستفسار فرمایا، آپ کون ہیں آپ کے سلام نے مجھے تعجب میں ڈالا ہے۔ عرض کیا! یارسول اللہ ﷺ میں جن ہوں اور میرا نام مہین بن العبھر ہے کوہِ طور پر میرا گھر ہے۔ میں نے سیدنا نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں اسلام قبول کیا ہے سفر پر گیا تھا، واپس جب گھر آیا تو میری زوجہ نے رورو کر بتایا کہ مسفر نامی جن نے ولید کے بُت میں داخل ہوکر نبی آخر الزمان ﷺ کی شانِ شرافت نشان میں بکواس کی ہے میں اُسی وقت تلوار سونت کر دوڑا اور اُس منحوس جن مسفر کو میں نے صَفا و مروہ کے درمیان قتل کر دیا ہے۔ اور میری تلوار سے یہ اُسی کا خون ٹپک رہا ہے۔ سرکار ﷺ نے اُس کے حق میں دُعائے خیر فرمائی۔ اُس سعادت مند جن نے رحمتِ عالم ﷺ سے ولید کے بُت میں داخل ہوکر سرکار ﷺ کی مدح اور کُفار کی مذمّت کی اجازت لے لی۔

جنات کے عقائد

(ا) جنات بھی انسانوں کی طرح احکام شرعیہ کے مکلّف ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انسانوں کی طرح جنات کو بھی خطاب فرمایا ہے۔ متعدد آیات میں ہے:

(i) یا معشر الجن و الانس "اے جن وانس کی جماعت" (پ ۲۷: سورۃ الرحمٰن ۳۳) (ii) فبایّ آلاء ربکما تکذبان "پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے" (پ ۲۷: سورۃ الرحمٰن ۱۳) وغیرہ۔

علمائے اہلسنت میں امام رازی رحمۃ اللہ ودیگر ائمہ نے اسکی تصریح فرمائی ہے اور معتزلہ میں قاضی عبدالجبار نے کہا کہ جنات کے مکلّف ہونے میں کسی کا انکار ہمارے علم میں نہیں۔

فائدہ: مکلفین تین ہیں: (ا) پیدائشی مکلّف جیسے سیدنا آدم وحواء اور جملہ ملائکہ کرام علیٰ نبینا وعلیہم السلام

(۲) پیدائشی مکلّف نہیں بعد بلوغ مکلّف ہیں جیسے اولادِ آدم علیہ السلام

(۳) شروع سے ہی مکلّف ہیں اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ کیا واقعی شروع سے مکلّف ہیں یا بعد میں انسانوں کی طرح بعد بلوغ مکلّف ہوئے۔

عقیدہ (۲): جنّات میں کوئی پیغمبر اور نبی نہیں ہیں یہی مذہب حق ہے۔

(سوال): قرآن مجید میں انکے رسل ہونے کی تصریح ہے کما قال تعالیٰ یا معشر الجن و الانس الم یأتکم رسل منکم، اے جن وانس کے گروہ کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے۔ (پ ۸: سورۃ الانعام ۳۰) یہی ضحاک اور ابن حزم ظاہری کا مذہب ہے انہوں نے مذکورہ بالا آیت سے استدلال کیا ہے اور حضرت ابن عباس کے اثر سے استدلال کیا

ہے کہ زمینیں بھی آسمانوں کی طرح سات ہیں اور ہر زمین میں تمہارے نبی کی طرح ایک نبی اور آدم علیہ السلام کی طرح ایک آدم ہے اور نوح علیہ السلام کی طرح ایک نوح ہے اور ابراہیم علیہ السلام کی طرح ایک ابراہیم ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ایک عیسیٰ ہے ان دلائل سے ثابت ہوا کہ جنات میں بھی پیغمبر ہوئے ہیں۔

(جواب) جمہور کا مذہب وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا اسکے خلاف جو اقوال ہیں وہ مؤول ہیں۔ حضرت امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ جمہور کی طرف سے جواب دیتے ہیں کہ جنات میں سے کوئی رسول نہیں ہوا۔ رسل وانبیاء علیہم السلام صرف انسانوں میں مبعوث ہوئے ہیں۔ جنات پر جہاں رسل کا اطلاق ہوا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ انسان رسول اور نبی علیہ السلام سے سن کر اپنی قوم جنات کو پیغام پہنچاتے تھے اسی لئے قرآن مجید میں ان کو منذر کہا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "فلما قضی ولوا الی قومھم منذرین"۔ (پ۲۶: سورۃ احقاف ۲۹) ترجمہ: پھر جب پڑھنا ہو چکا اپنی قوم کی طرف ڈر سناتے پلٹے۔

اور دوسری آیت میں فرمایا "ولوا الی قومھم منذرین"۔ (پ۲۶: سورۃ الاحقاف ۲۹) ترجمہ: اپنی قوم کی طرف ڈر سناتے پلٹے۔ جب جنات نے حضور ﷺ کی باتیں سن لیں تو وہ اپنی قوم کی طرف منذر (ڈرانے والے) ہو کر دوڑ پڑے۔

فائدہ:

ہاں ان کے بادشاہ ہوتے ہیں چند ایک ان بادشاہوں کے اسماء صاحب "روح البیان" نے بیان فرمائے ہیں جنکی تفصیل یہ ہے۔

جنات کے بادشاہوں کے نام:

منقول ہے کہ موصل کے علاقہ نینویٰ میں جنوں کے بادشاہ رہتے تھے۔ "عین المعانی" میں ان کے یہ اسماء لکھے ہیں۔ (۱) شاصر (۲) ناصر (۳) وس (۴) از (۵) دادغان (۶) اثم۔ بعض علماء نے کہا کہ وہ نو تھے۔ سات وہی جو مذکور ہوئے آٹھواں عمرو نانواں سرق اور زوبعہ بفتح الزاء المعجمہ وہ لباء الموحدہ بھی انہی سے تھا۔ اور یہ ابلیس کا لڑکا تھا اور "قاموس" میں لکھا ہے کہ زوبعہ شیطان نام کا وہ جنوں کا رئیس تھا۔ اس تقریر پر دس افراد ہوئے۔

فائدہ:

اثم کے متعلق اختلاف ہے کہ یہ وہ میم کے ساتھ ہے یا اثب باء کے ساتھ لیکن وہ ان میں سے کسی کا نام نہیں بلکہ وہ کسی ایک کی صفت ہے۔

فائدہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ نو تھے ان کے اسماء یہ ہیں: (۱) سلیط (۲) ناصر (۳) شاصر (۴) حاصر (۵) حساد (۶) مسا (۷) علیم (۸) ارقم (۹) ادرس۔ یہ اپنے علاقہ سے چل کر تہامہ تک پہنچے۔

فائدہ:

تہامہ بالکسر مکہ مشرفہ کو کہا جاتا ہے لیکن علاقہ کے لحاظ سے تہامہ مکہ معظمہ کا نام نہیں۔ (القاموس)

یہ لوگ تہامہ سے عکاظ کے بازار کے قریب وادی نخلہ میں آکر ٹھہرے۔

فائدہ:

نخلہ ایک جگہ کا نام ہے جو مکہ معظمہ اور طائف کے درمیان واقع ہے اور نخلہ شامیہ اور یمانیہ دو وادیاں ہیں جو مکہ شریف سے ایک دن کے راستہ پر دور واقع ہیں اور عکاظ بروزن غراب ایک بازار کا نام ہے جو نخلہ و طائف کے درمیان جنگل میں ہے جو کیم ذیقعد سے بیس دن تک لگتا جس میں عرب کے قبائل جمع ہو کر اپنے کارناموں پر فخر ومباہات کے اشعار اور نثر میں ظاہر کرتے۔ ادیم عکاظی اسی مکان کی طرف منسوب ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ جنات کا ایک گروہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ آدھی رات کے وقت نماز پڑھ رہے تھے ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ اس وقت اکیلے تھے ایک روایت کے مطابق آپ کے ساتھ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تھے۔

فائدہ:

اس وقت آپ کو صرف صبح کی دو رکعت اور دو رکعت شام کو پڑھنے کا حکم تھا اور یہ صبح کا دوگانہ اس صبح والی نماز کے علاوہ تھا جو پانچوں نمازوں میں سے ایک ہے اور پانچوں نمازوں کا حکم شبِ معراج میں ہوا اور جنات کا آسمان پر چڑھنے کی رکاوٹ وحی کے ابتدا میں ہوئی تھی اور معراج بعثت کے دس سال بعد ہوئی۔ (روح البیان)

عجوبہ: یہ شاہان جنات حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے تابع فرمان تھے یعنی وہ جو آپکے دور میں موجود تھے اور آئندہ تا قیامت۔ (تفصیل آئیگی انشاء اللہ)

مسئلہ: علماء کرام کا اجماع ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ جنات کی طرف بھی مبعوث ہوئے ہیں اس طرح سے پہلے کوئی نبی علیہ السلام مبعوث نہیں ہوا جو جن وانس ہر دونوں کے لئے پیغمبر ہوں۔ ہاں سلیمان علیہ السلام جنات پر صرف حکومت کرتے تھے، ان کے لئے نبی نہیں تھے۔

تحقیقی مذہب:

صحیح اور حق یہی ہے کہ نبی پاک ﷺ تمام مخلوق کے نبی ہیں۔ خود حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا ''ارسلت الی الخلق کافۃ'' میں اللہ تعالیٰ کی جملہ مخلوق کا رسول ہوں۔ ''الخلق'' میں انس وجن کے علاوہ جملہ حیوانات، نباتات اور پتھر شامل ہیں اور جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ''خصائص کبریٰ'' میں اسی مذہب کو ترجیح دی ہے کہ ملائکہ بھی حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام کی رسالت میں داخل ہیں۔ اور فرمایا کہ میرے سے پہلے امام تقی الدین شیخ سبکی قدس سرہ نے بھی اسی مذہب کو اختیار کیا بلکہ انہوں نے تو تمام رسل وانبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک مکمل کائنات کو حضور سرور کائنات ﷺ کی امت ثابت کیا ہے اور اس مذہب کو بارزی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے راجح بتا کر فرمایا کہ نہ صرف جن وانس اور انبیاء ورسل علیہم السلام حضور سرور عالم ﷺ کی امت ہیں بلکہ جملہ حیوانات وجمادات بھی آپ کے امتی ہیں۔

مذاہبِ جنات:

(۱) فرمانِ خداوندی "کناطرائِقَ قِدَدًا" (سورۃ الجن، آیت ۱۱) کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنات دو قسموں میں بٹے ہوئے تھے۔ (i) مسلمان (ii) کافر۔ اسی طرح عیسائی، یہودی وغیرہ۔

(۲) مذکورہ آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جنات میں بھی مختلف فرقے ہیں۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جنات میں بھی قدریہ، مُرجیہ، رافضی اور شیعہ فرقے موجود ہیں۔ (لقط المرجان)

(۳) مذکورہ بالا بیان اسلاف سے منقول ہے ان کے دور کے بعد تا حال جونہی مذاہب بدلتے رہے جنّات انسانوں کی طرح مذاہب بدلتے گئے، ہمارے دور کے مشہور مذاہب میں بھی انسانوں کی طرح جنات سنّی، صوفی بھی، وہابی دیوبندی بھی شیعہ مرزائی بھی۔

(۴) محبوبان خدا کی نیازمندی: ایک وہ مرد خدا جو جنّوں سے ملاقات کرتا رہتا تھا، نے فرمایا کہ جنات کہتے ہیں کہ ہم پر متبع سنّت آدمی زیادہ بھاری ہے۔ (لقط المرجان)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

اتباع سنّت ہی ولایت ہے بشرطیکہ عقائد بھی بمطابق اہلسنت ہوں اور یہ ولایت کا پہلا پایہ ہے۔ ابدال، اوتاد، اقطاب، اغواث ان تمام کے جنات نیازمند ہیں ہاں بدمذاہب جنات میں بھی ہوتے ہیں۔ وہ شرارتی قسم کے بھی ہوتے ہیں ان کا علاج بھی ہوتا ہے۔

انتباہ:

جنّ نکالنے والے مدّعی اکثر دھوکہ وفریب سے کام لیتے ہیں ورنہ جنّ کا تو حال نہایت پتلا ہے وہ انسانوں سے ڈرتے ہیں اسکی تفصیل عرض کرونگا۔

گستاخِ رسول ﷺ واجب القتل:

انسانوں کی طرح جنات کا بھی عقیدہ ہے کہ گستاخِ رسول واجب القتل ہے۔ حضرت عباس بن عامر بن ربیعہ فرماتے ہیں کہ ہم ابتدائے اسلام میں حضور ﷺ کے ساتھ مکہ میں تھے۔ ایک ہاتف نے مکہ کے ایک پہاڑ پر آواز دی اور مسلمانوں کے خلاف (کفار کو) بھڑکایا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ شیطان ہے اور کسی شیطان نے بھی کسی نبی کے قتل پر لوگوں کو نہیں بھڑکایا مگر اس کو اللہ تعالیٰ نے قتل کر دیا۔ پھر آپ ﷺ نے کچھ دیر کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک عفریت جن کے ہاتھوں قتل کرایا ہے جس کا نام سمحج ہے۔ میں نے اس کا نام عبداللہ رکھا ہے۔ جب شام ہوئی تو ہم نے ایک ہاتف سے اس جگہ سُنا وہ یہ کہہ رہا تھا: "نحن قتلنا مسعرا لما طغیٰ واستکبرا ☆ وصفرا لحق وسن المنكرا بشتمة نبينا المظفرا"

ترجمہ: ہم نے مسعر کو اس وقت قتل کر دیا جب اس نے سرکشی دکھلائی اور تکبر کیا حق کو مٹانا چاہا اور گناہ کی داغ بیل ڈالنی چاہی ہمارے کامیاب نبی کو بُرا بھلا کہہ کر۔

حضرت عبداللہ بن حسین فرماتے ہیں کہ میں طرسوس میں گیا تو مجھے اطلاع ملی کہ یہاں ایک عورت ہے جس نے ان جنات کو دیکھا ہے جو حضور ﷺ کے پاس وفد بن کر گئے تھے، تو میں اس عورت کے پاس گیا تو وہ سیدھی لیٹی ہوئی تھی اور اس کے گرد ایک جماعت موجود تھی، میں نے اس سے کہا تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا منوسہ، میں نے کہا کیا تو نے ان جنات کو دیکھا ہے جو وفد کی شکل میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے؟ اس نے کہا ہاں مجھے سمحج (جس کا نام عبداللہ ہے) نے بتایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آسمانوں کی پیدائش سے قبل ہمارا رب کہاں تھا؟ فرمایا نور کی مچھلی پر تھا جو نور سے حرکت کرتی تھی۔ (یعنی اپنی شان کے لائق جس طرح وہ ہے)

(فائدہ) ابن حبان فرماتے ہیں کہ مذکورہ بات کا راوی عبداللہ بن حسین روایات کو اُلٹ دیتا تھا اور ان کے سرقہ (چوری) میں مبتلا تھا جب یہ متفرد ہو تو اس سے روایت درست نہیں۔ ابو موسیٰ نے اپنی کتاب "الصحابہ" میں اس روایت کو نقل کر کے کہا ہے کہ ہم نے اس حدیث کو اس لئے روایت کیا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ جنات اور انسان دونوں کی طرف مبعوث تھے اور سمحج کا ذکر ایک اور روایت میں بھی آیا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ یہی سمحج ہے یا اس کے علاوہ ہے۔ (لقط المرجان)

روایات از جنّ صحابی:

(۱) سورۃ یٰسین کا فائدہ:۔

عبداللہ (سمحج جن صحابی) فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا آپ نے ارشاد فرمایا:

مامن مریض یقرا عنده سورة یٰسٓ الا مات ریانا وادخل قبره ریانا وحشر یوم القیامة ریانا.

ترجمہ: جس مریض کے پاس سورۂ یٰس پڑھی جائے تو موت کے وقت وہ سیراب ہو کر مرے گا۔ اور اپنی قبر میں بھی سیراب رہے گا، اور روزِ قیامت بھی سیراب رہے گا (یعنی ان تینوں مقامات میں اس شخص کو پیاس نہیں لگے گی)

(۲) نمازِ چاشت کی فضیلت:

عبداللہ سنجی فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا ہے کہ:

مامن رجل کان یصلی صلوة الضحی ثم ترکها الاعرجت الی اللہِ تعالیٰ عزوجل فقالت یا رب ان فلانا حفظنی فاحفظه وان فلانا ضیعنی فضیعه.

ترجمہ: جو آدمی چاشت کی نماز ادا کرتا ہو پھر اس کو چھوڑ دے تو یہ نماز اللہ تعالیٰ کے سامنے جاتی اور کہتی ہے اے پروردگار! فلاں شخص نے میری حفاظت کی تو بھی اس کی حفاظت فرما، اور فلاں شخص نے مجھے ضائع کیا ہے تو بھی اسے ضائع فرما دے۔

احکام الجن

چونکہ جنات ایک مستقل مخلوق ہے اسی لئے ان کے لئے شرعی احکام بھی دوسری مخلوق بالخصوص انسان سے علیحدہ ہیں اسے ہم تفصیل کے ساتھ عرض کرتے ہیں۔

جنات کا کھانا پینا

اہلِ اسلام جنات کی غذا:

روایت میں ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جب انہیں قرآن مجید سنایا تو ان سے "السلام علیکم" کہا تو جواب دیا تو شور اٹھایا۔ اس کے بعد میرے سے پوچھا کہ ہمارا کھانا کیا شے ہے۔ میں نے کہا کہ تمہارا رزق ہڈیاں ہیں اور تمہارے جانوروں کے لئے گوبر ہے۔ اہل اسلام جنات جس حلال گوشت کی ہڈی کو کھانے کے لئے اٹھاتے ہیں تو وہ ہڈی گوشت بن جاتی ہے اور جس گوبر اور مینگنی کو اٹھاتے ہیں تو وہ سرسبز گھاس اور دانے بن جاتے ہیں تاکہ ان کے جانور کھائیں۔ اسی لئے حضور ﷺ نے ہڈی اور گوبر سے استنجاء کرنے سے روکا ہے۔

کفار جنات کی غذا:

کافر جنات کی غذا یہ ہے کہ مردار ہڈی پر گوشت پاتے ہیں تو اسی حرام گوشت کو کھاتے ہیں۔

(روح البیان، ص ۲۶، الاحقاف)

مذاہب:

(۱) قاضی ابویعلیٰ فرماتے ہیں ''انسانوں کی طرح جنات کھاتے بھی ہیں، پیتے بھی ہیں اور باہمی نکاح بھی کرتے ہیں، اور ظاہر عمومات کا یہی ہے کہ تمام جنات اس میں شریک ہیں اور ایک قوم کی رائے یہی ہے اس کے بعد علماء کا اختلاف ہے''۔

(۲) بعض کہتے ہیں ان کا کھانا اور پینا صرف سُونگھنا اور ہوا پانا ہے چبانا اور نگلنا نہیں لیکن اس کی دلیل نہیں ہے۔

(۳) اکثر علماء یہی کہتے ہیں کہ وہ (کھانے کو) چباتے اور نگلتے ہیں۔

(۴) اور علماء کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ تمام جنات نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں یہ بات قابل اعتبار نہیں ہے۔

(۵) ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ جنات کی ایک قسم کھاتی اور پیتی ہے اور ایک قسم کھاتی ہے نہ پیتی ہے۔

(۶) حضرت وہب بن منبہ سے جنات کے متعلق سوال کیا گیا کیا یہ کھاتے، پیتے، مرتے اور باہمی نکاح کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ''ان کی کئی اقسام ہیں پس جو خالصۂ جن ہیں وہ تو ہوا میں نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں، نہ مرتے ہیں، نہ بچے جنتے ہیں، اور ان میں سے کچھ قسمیں وہ ہیں جو کھاتے، پیتے اور مرتے اور باہمی نکاح کرتے ہیں یہ وہ جنات ہیں جن سے بھوت دیو اور ان جیسے جنات ہیں۔ (ابن جریر)

(۷) یزید بن جابر (تابعی) فرماتے ہیں ''تمام مسلمانوں کے گھروں کی چھتوں میں مسلمان جنات کے گھر والے رہتے ہیں جب اس گھر کے افراد کا کھانا رکھا جاتا ہے تو یہ بھی اُتر کر ان کے ساتھ کھاتے ہیں اور جب ان کا شام کا کھانا رکھا جاتا ہے تو بھی اُتر کر ان کے ساتھ شام کا کھانا کھاتے ہیں، انہیں کے ذریعہ سے شریر جنات سے مسلمانوں کی اللہ تعالیٰ حفاظت فرماتا ہے۔ (لقط المرجان، در منثور، ص ۴۷، ج ۴)

فائدہ:

''انسان العیون'' میں جنات کی غذا کے متعلق تین اقوال ہیں۔

(۱) جنات غذا کو چباتے اور نگلتے ہیں اور پانی کو غٹ غٹ کر کے پیتے ہیں۔

(۲) وہ کھاتے نہیں بلکہ وہ غذا کو سونگھتے ہیں۔ اس سونگھنے سے ان کی بھوک مٹ جاتی ہے۔

(۳) جنات کے دو گروہ ہیں۔ کچھ کھاتے پیتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں بلکہ غذا کو سونگھتے ہیں۔ اور ہوا پاتے ہیں نہ چباتے ہیں نہ نگلتے ہیں (کوئی قول کوئی دلیل نہیں) (لقط المرجان)

خلاصہ: ان تمام کا خلاصہ یہ ہے اور ''آکام المرجان'' میں ہے کہ عام نصوص سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ کھاتے پیتے ہیں اور رقیق ولطیف اشیاء کو کھانا پینا مانع نہیں اور ملائکہ لطیف اجسام ہیں وہ نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں۔ اسی پر جملہ اہل اسلام کا اجماع ہے اور اخبار واحادیث صحیحہ میں بھی اسی طرح وارد ہے اور علماء کرام نے فرمایا کہ حضور سرور عالم ﷺ جنات کے لئے

بھی مبعوث ہوئے اور جنات بھی آپ کی شریعت کے مکلّف ہیں ان میں گنہگار بھی ہیں اور نیک بھی اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ حضور سرور عالم ﷺ نے جنات کو دیکھا اور وہ آپ پر ایمان لائے اور آپ کا قرآن سنا اور وہ آپ کی صحابیت سے مشرف ہوئے اور آپ کی زیارت وصحبت سے شرفیاب ہوئے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ صحابی بھی تھے۔

(شرح النخبۃ لعلی القاری رحمہ اللہ تعالیٰ)

حکایت:

حضرت علقمہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے عرض کیا "کیا آپ میں سے کوئی 'لیلۃ الجن' میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ ملا تھا؟ فرمایا "ہم میں سے کوئی بھی آپ کے ساتھ نہیں رہا تھا لیکن ہم نے آپ کو ایک رات مکہ میں گم پایا تو ہم نے کہا (شاید) آپ اچانک (کفار کے قابو) میں آگئے ہیں اور آپ کو جلدی سے غائب کرلیا گیا ہے۔ آپ کے ساتھ کیا بیتی؟ مسلمانوں کی قوم نے یہ رات بہت بُری حالت میں کاٹی۔ جب صبح ہوئی تو آپ (غار) حراء کی جانب سے تشریف لا رہے تھے، تو آپ کو صحابہ کرام نے اپنی گزشتہ حالت کی اطلاع فرمائی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اتانی داعی الجن فذهبت معه فقرأت عليهم القران۔

ترجمہ: میرے پاس ایک جن نے آکر دعوت دی تھی میں اس کے ساتھ چل پڑا اور ان کے سامنے قرآن پاک پڑھکر سُنایا۔ پھر آپ ہمیں لے کر گئے ان کے آثار دکھلائے اور ان کی آگ کے آثار دکھلائے، جنات نے آپ سے توشۂ سفر مانگا کیونکہ یہ کسی جزیرہ میں رہنے والے جنات تھے تو آپ نے فرمایا: **لكم كل عظمٍ ذكر اسم الله تعالیٰ عليه۔**

(ترجمہ) ہر وہ ہڈی تمہاری غذا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو۔

(یعنی جب حلال جانور کو ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھی جائے تو اس کی ہڈیاں جنات اپنی خوراک میں استعمال کریں) تمہارے ہاتھ لگیں یا جس ہڈی کو گوشت لگا ہو اور ہر قسم کی لید تمہارے چوپایوں کا چارہ ہے۔"

(مسلم، ترمذی، مسند احمد)

تطبیق:

ترمذی شریف میں ہے جنات کا کھانا وہ ہڈیاں ہیں جن پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے۔ مسلم اور ترمذی کی حدیثوں میں تطبیق اس طرح سے ہے کہ مسلم شریف کی حدیث مسلمان جنات کے لئے ہے اور ترمذی شریف کی حدیث کافر جنات کے لئے ہے۔ (لقط المرجان)

احادیث مبارکہ:

حضور سرورِ عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"فلا تستنجوا بهما فإنهما طعام اخوانكم الجن"۔

ترجمہ: "تم (ہڈی اور لید) سے استنجاء مت کیا کرو یہ تمہارے جن بھائیوں کا طعام ہے"۔ (بخاری شریف، مسلم شریف)

حدیث (۲): حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انکو فرمایا "میرے لئے پتھر ڈھونڈھ لاؤ میں استنجاء کروں گا، میرے پاس (اس کے لئے) ہڈی یا لید لے کر نہ آنا" میں نے عرض کیا لید اور ہڈی کی کیا تخصیص ہے؟ ارشاد فرمایا، یہ دونوں جنات کا طعام ہے۔ میرے پاس نصیبین کے جنات کا ایک وفد آیا، اور یہ نیک جنات تھے۔ انہوں نے مجھ سے توشہ سفر طلب کیا تو میں نے ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ تم کسی ہڈی کے اور لید کے پاس سے نہ گزرو گے مگر اس پر اپنا طعام موجود پاؤ گے۔ (بخاری شریف)

حکایت:

حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھا کہ آپ کے پاس ایک سانپ آیا اور آپ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا تو میں نے اس کو آپ کے قریب کر دیا تو وہ آپ کے کان مبارک میں گویا کہ سرگوشی کرنے لگا، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا "ٹھیک ہے" پھر وہ چلا گیا، تو میں نے آپ سے استفسار کیا تو آپ نے مجھے فرمایا: یہ جنات کا ایک شخص تھا یہ کہہ گیا ہے کہ آپ اپنی امت (انسانوں) کو فرما دیں کہ وہ لید اور ہڈی سے استنجا مت کیا کریں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں ہمارا رزق بنا رکھا ہے۔ (لقط المرجان)

حدیث (۳): حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں آنجناب ﷺ کی خدمت میں جنات کا ایک وفد حاضر ہوا اور عرض کیا اے محمد ﷺ! آپ کی اُمت ہڈی، لید اور کوئلہ سے استنجاء نہ کیا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان میں ہمارا رزق مقرر فرمایا ہے۔ (ابوداود، بخاری شریف)

نوٹ: اس قسم کی غذاؤں سے انسان کو سخت نفرت ہے لیکن افسوس کہ اعلیٰ اور نفیس غذائیں کھا کر بجائے اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری میں اس کی عبادت۔ واطاعت میں اوقات بسر کرتا، لیکن اکثر کا حال اس کے برعکس ہے کہ جتنا کھانے میں، اتنا بغاوت اور نافرمانی میں بے مثال ہیں۔

حکایت:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرما۔تے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (ایک مرتبہ) مکہ مکرمہ کے اطراف میں ہجرت سے پہلے تشریف لے گئے۔ تو آپ نے میرے لیے ایک لائن کھینچ دی اور فرمایا جب تک میں نہ آؤں کسی سے بالکل بات نہ کرنا، پھر

فرمایا تم جس چیز کو دیکھو اس سے مت گھبرانا۔ پھر آپ تھوڑا سا آگے چلے اور بیٹھ گئے تو آپ کے سامنے کالے آدمی جمع ہو گئے۔ گویا کہ وہ قبیلہ زط کے آدمی ہیں اور ان کی شکلیں ایسی تھیں جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

"کادوا یکونون علیه لبدا"۔ (سورۃ الجن، آیت ۱۹)

ترجمہ: تو یہ (جنات) لوگ اس بندہ (نبی) پر بھیڑ لگانے کو ہوتے ہیں۔

اس کے بعد وہ لوگ آپ کے پاس سے چلے گئے، میں نے ان سے سُنا وہ کہہ رہے تھے یا رسول اللہ! ہمارا وطن بہت دُور ہے اب ہم چلتے ہیں آپ ہمیں توشۂ سفر عنایت فرمادیں۔ تو آپ نے فرمایا گوبر تمہارا طعام ہے اور تم جس ہڈی کے پاس جاؤ گے اس پر تمہارے لئے گوشت چڑھا ہوا ہوگا، اور جب تم لید کے پاس جاؤ گے تو وہ تمہارے لئے کھجور بن چکی ہوگی، پس جب وہ چلے گئے تو میں نے عرض کیا یہ کون تھے؟ فرمایا یہ نصیبین (شہر) کے جنات تھے۔ (دلائل النبوۃ، ابونعیم)

سوال: ہڈیوں کو گندگی کے ڈھیر پر پھینکا جاتا ہے اور ان کی حالت نہیں بدلتی پھر کیسے کہا جاسکتا ہے کہ وہ غذا ہے۔

جواب: جنات ہڈیوں کی ہوا سے غذا پاتے ہیں۔ (احیاء العلوم للغزالی)

فائدہ: جنات کی غذا کیلئے جس طرح کی تاویلیں کی جائیں تب وہ غذا گھٹیا ہی ثابت ہوگی یہ انسان کی عزت وعظمت ہے کہ اسے اعلیٰ ونفیس غذاؤں سے نوازا گیا ہے اور گھٹیا غذاؤں سے منع کیا گیا ہے تا کہ وہ اس پر متنبہ ہو کہ جس کریم رب تعالیٰ نے ہمیں عزت بخشی ہے ہم اس کی عبادت وفرمانبرداری میں سر کی بازی لگائیں۔

آداب وہدایات

انسان کو حکم ہے کہ بائیں ہاتھ سے کھانا نہ کھائیں یہ سنّت کے خلاف ہے۔

لیکن شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے: چنانچہ حدیث شریف میں ہے: حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **اذا کل احدکم فلیاکل بیمینه واذا شرب فلیشرب بیمینه فان الشیطان یا کل بشماله ویشرب بشماله.** (مسلم وابوداؤد شریف)

"تم میں سے جب کوئی کھانا کھائے تو داہنے ہاتھ سے کھایا کرے اور جب پانی پئے تو داہنے ہاتھ سے پیا کرے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔

فائدہ:

حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں اس حدیث میں دلیل ہے کہ شیطان کھاتے بھی ہیں اور پیتے بھی ہیں۔

مجازی معنیٰ: ایک جماعت علماء نے اس حدیث کو مجاز پر محمول کیا ہے یعنی شیطان بائیں ہاتھ سے کھانے کو پسند کرتا اور اس کی

طرف بُلاتا ہے۔ جیسا کہ سُرخ لباس کے متعلق وارد ہے کہ یہ شیطان کی زینت ہے، اور سر پر عمامہ باندھنا شیطان کی پگڑی ہے یعنی خالص سُرخ کپڑا پہننا اور ایسا عمامہ باندھنا جس کا شملہ نیچے نہ چھوڑا گیا ہو شیطان کی زینت ہے اور شیطان اس کی دعوت دیتا ہے۔

مسئلہ:

عمامہ افضل سفید ہے پھر سیاہ اور سبز عمامہ بھی جائز ہے۔ مزید تفصیل فقیر کے رسالہ ''فضائل عمامہ'' میں دیکھئے۔

فائدہ:

بعض علماء نے مجازی معنٰی اور اس کے استدلال کو ناپسند فرمایا ہے چنانچہ:

ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے نزدیک اس کی کوئی حیثیت نہیں جب حقیقی معنی ممکن ہو تو کلام میں مجاز مراد لینا کسی چیز میں کوئی معنی نہیں رکھتا۔

مسلمان کو چاہئے کہ وہ کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے کیونکہ کھانے سے پہلے بسم اللہ شیطان کو کھانا کھانے سے روک دیتی ہے۔

احادیث مبارکہ

(۱) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم حضور ﷺ کے ساتھ کسی (جگہ) کھانے میں حاضر ہوتے تو ہم میں سے کوئی بھی (کھانے پر) ہاتھ نہ رکھتا یہاں تک کہ خود حضور ﷺ شروع فرماتے۔ چنانچہ ہم ایک کھانے میں حاضر ہوئے تو ایک دیہاتی آ گیا۔ گویا کہ وہ کھانے سے دور کیا جا رہا تھا پس وہ چلا کہ کھانے کے لئے ہاتھ بڑھائے آپ ﷺ نے اس کے ہاتھ کو پکڑ لیا، پھر ایک لڑکی آئی گویا کہ اس کو بھی دور کیا جا رہا تھا، پس وہ آئی کہ اپنا ہاتھ کھانے کے لئے بڑھائے حضور اکرم ﷺ نے اس کے ہاتھ کو پکڑ لیا اور فرمایا:

''ان الشیطان لیستحل الطعام الذی لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ' جاء بھذا الاعرابی یستحل بہ فاخذت بیدہ وجاء بھذہ المرأۃ یستحل بھا فاخذت بیدھا فوالذی نفسی بیدہٖ ان یدہ' فی یدی مع ایدیھما''. (ابوداؤد)

''جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے شیطان اس کو اپنے لئے حلال کر لیتا ہے۔ یہ شیطان اس دیہاتی کے ساتھ اس کھانے کو آیا تھا تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، پھر وہ اس لڑکی کے ساتھ آیا اور اس کے ذریعہ سے اس کو کھانا چاہا تو میں نے اس کے ہاتھ کو بھی پکڑ لیا۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے شیطان کا ہاتھ ان دونوں کے ہاتھوں کے ساتھ میرے ہاتھوں میں ہے''۔

(۲) حضرت امیہ بن مخشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور ایک شخص کھانا کھا رہا تھا، اس نے بسم اللہ نہ پڑھی حتیٰ کہ اس کے طعام میں سوائے ایک لقمہ کے باقی نہ رہا، جب اس نے اس کو اپنے منہ کی طرف اُٹھایا تو کہا بسم اللہ اولہ' و اٰخرہ، تو آپ ﷺ ہنس دیئے اور فرمایا: "مازال الشیطان یا کل معہ' فلما ذکراسم اللہِ تعالیٰ استقاء ما فی بطنہٖ". (ابوداؤد)

ترجمہ: شیطان اس کے ساتھ کھانے میں شریک رہا پس جب اس نے اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا تو جو کچھ اس کے پیٹ میں تھا اس کی قے کردی۔

(۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ان الشیطان یحضر احد کم عند کل شیءٍ من شانہٖ حتی یحضر طعامہ' فاذا سقطت من احدکم لقمةٌ فلیمط ما بھا من اذًی ثم لیاکلھا و لا یدعھا للشیطان"۔ (ترمذی)

ترجمہ: شیطان تم میں سے ہر ایک کے پاس ہر وقت ہر حالت میں موجود رہتا ہے، حتیٰ کہ کھانے کے وقت بھی، پس جب تم میں سے کسی سے کوئی لقمہ گر پڑے تو وہ اس سے گندگی کو صاف کرلے پھر اس کو کھالے شیطان کیلئے مت چھوڑے۔

(۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سُنا:

ان دخل الرجل بیتہ' فذکر اسم اللہ تعالیٰ عند دُخولہٖ وعند طعامہٖ قال الشیطان لامبیت لکم ولا عشاء ،واذا دخل فلم یذکر اللہ عند دخولہٖ قال الشیطان ادر کتم المبیت والعشاء۔ (مسلم شریف)

جب کوئی آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور داخل ہوتے وقت اور اپنے کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھتا ہے تو شیطان (دیگر شیطانوں کو) کہتا ہے کہ تمہارے لیے (یہاں) رہنے کی اور کھانے کی کوئی گنجائش نہیں، اور جب وہ داخل ہوتا ہے اور اللہ کا نام داخل ہوتے وقت نہیں لیتا تو شیطان کہتا ہے کہ تمہیں رات رہنا اور شام کا کھانا مل گیا۔

فائدہ: یہی وجہ ہے بسم اللہ پڑھ کر کھانا برکت کا موجب ہے کہ تھوڑا کھانا بھی کافی ہوجاتا ہے اور بسم اللہ نہ پڑھنے سے کھانے میں بے برکتی ہوتی ہے۔ اسی لئے مسلمان کو چاہئے کہ کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا خود بھی اہتمام کرے اور دوسروں کو بھی اسکی رغبت دلائے دوسروں کے پڑھنے سے یہ بھی ثواب مزید پائیگا۔

جنات کا نکاح وبیاہ

علماء کرام نے ان کے نکاح وبیاہ کے لئے قرآنی آیات سے استدلال کیا ہے۔

(۱)افتتخذونه' و ذریته' اولیاء من دونی وهم لکم عدو (پ۱۵،الکہف،۵۰)

ترجمہ: بھلا کیا اسے اور اس کی اولاد کو میرے سوا دوست بناتے ہو اور وہ ہمارے دشمن ہیں (کنزالایمان)

فائدہ:

علماء کرام نے فرمایا کہ آیت سے ان کا نکاح کرنا ثابت ہوتا ہے۔

(۲)لم یطمثهن انسٌ قبلهم ولا جانٌّ۔(پ۲۷،رحمٰن،۵۶)

ترجمہ: ان سے پہلے ہاتھ نہ لگایا کسی آدمی اور نہ جن نے۔(کنزالایمان)

فائدہ:

حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قتادہ نے "افتتخذونه و ذریته" میں اولاد مراد لی ہے کہ بنو آدم کی طرح ان کی بھی اولاد ہے بلکہ وہ گنتی کے لحاظ سے بنو آدم سے زیادہ ہیں (دس گنا زیادہ)۔(روح البیان)

کثرت جنات:

عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انس وجن کے دس اجزاء بنائے نو اجزاء جنوں کے دسواں جزو انسانوں کا ہے انسان ایک پیدا ہوتا ہے تو جن نو پیدا ہوتے ہیں۔

ابلیس کی دعاء:

حضرت ثابت فرماتے ہیں کہ ابلیس نے عرض کی یا اللہ تو نے آدم (علیہ السلام) کو پیدا فرمایا اس کی اور میری دشمنی ہے مجھے اس پر مسلط فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بنو آدم کے سینے تیرا گھر ہیں عرض کی مجھے اور دے۔ اللہ نے فرمایا آدمی ایک پیدا ہوگا اس کے مقابلے میں تیرے دس (شیطان) پیدا ہونگے۔ عرض کی اور بڑھا "واجلب علیهم بخیلك ورجلك وشارکهم فی الاموال والاولاد"۔(پ۱۵،بنی اسرائیل،۶۴)

اور ان پر لام باندھ لا اپنے سواروں اور اپنے پیادوں کا اور ان کا ساجھی ہو مالوں اور بچوں میں۔(کنزالایمان)

فائدہ:

شعبی سے ابلیس کی زوجہ کا سوال ہوا فرمایا وہ خود اپنی ہی زوجہ ہے۔ مزید ہم نے کچھ نہیں سنا۔

فائدہ:

حضرت سفیان نے فرمایا کہ ابلیس نے پانچ انڈے اپنے سے نکالے اور یہ ابلیس کی اولاد انہی انڈوں میں سے ہے اور یہ بھی ہے کہ شیاطین ایک انسان مومن کو گمراہ کرنے کے لئے قبیلہ ہوتا ہے اور وہ قبیلہ بہت زیادہ تعداد میں جمع ہو جاتے ہیں۔

فائدہ: حضرت سعید بن المسیب (تابعی) نے فرمایا کہ ملائکہ نہ مرد ہیں نہ عورت نہ بچے جنتے ہیں اور نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں اور شیاطین نر بھی ہیں مادہ بھی اسی لئے وہ بچے جنتے ہیں وہ مرتے نہیں بلکہ وہ ابلیس کی طرح تا قیامت زندہ رہتے ہیں اور جنات میں نر بھی ہیں اور مادہ بھی۔ (روح البیان، پ ۱۵)

یہ مرتے بھی ہیں، انہیں دفن بھی کیا جاتا ہے اس کے متعلق بیشار واقعات شاہد ہیں۔ چند حکایات باب الحکایت میں مذکور ہونگی۔ (انشاء اللہ)

مناکحہ الجن والانس

بعض نے کہا کہ یہ ناممکن ہے لیکن حق یہ ہے کہ ممکن ہے، ثعالبی نے فرمایا کہ تناکح وجماع انس کا جنیہ سے اور جن کا انسیہ سے ہوا اور ہوتا رہا ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا، وشارکھم فی الاموال والاولاد۔ (پ ۱۵) ان کا ساتھی ہو مالوں اور بچوں میں۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی شخص نے سوال کیا جن عورت سے مسلمان مرد کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا جائز ہے بشرطیکہ دو گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول عمل میں آئے۔ ''فتاویٰ سراجیہ'' میں جن اور انسانوں کے باہمی نکاح کو جائز لکھا ہے۔ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بعثت نبوی سے پیشتر دیگر انبیاء علیہم السلام کے زمانے میں جنات اور انسان کی شادی بیاہ ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں مذکور ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ بلقیس زوجہ سلیمان علیہ السلام کے ماں باپ میں ایک جن تھا۔ اسکی تفصیل آئیگی۔

حکایت: کتاب ''حیٰوۃ الحیوان'' کے مصنف نے لکھا ہے کہ مجھ سے ایک ایماندار اور عامل قرآن نے بیان کیا کہ میں نے ۴ جن عورتوں سے پے در پے نکاح کئے۔ اسی طرح ایک اور شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے ایک جن عورت سے نکاح کیا ہے تو مجھے اس کی بات کا یقین نہ آیا۔ اور میں نے کہا یہ کیوں کر ممکن ہے کہ جسم لطیف اور جسم کثیف یکجا جمع ہو سکیں۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد وہ شخص مجھے نظر آیا تو اُس کے سر پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ لوگوں کے دریافت کرنے پر اس شخص نے بتایا کہ میرا اپنی جن بیوی سے کسی بات پر جھگڑا ہو گیا تھا تو اس نے میرا سر پھاڑ دیا۔

فائدہ: اس کتاب میں دوسری جگہ مذکور ہے کہ جنات انسان عورتوں سے مجامعت کو بہت پسند کرتے ہیں اس قسم کے اکثر واقعات سننے میں بھی آئے ہیں ایسی صورت میں جن عورتوں سے انسان کا اجتماع مستبعد نہیں۔

حکایت: حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں مذکور ہے کہ ان کے ایک شاگرد طالب علم کے پاس ایک جن عورت شب باش ہوا کرتی تھی۔ کچھ دنوں بعد جب اُس جنّیہ نے اس طالب علم کو بہت ہی پریشان کرنا شروع کیا تو اس نے حضرت شاہ صاحب سے اس واقعہ کا تذکرہ کیا۔ حضرت شاہ صاحب نے اس طالب علم کو تعویذ عطا فرمایا تب اُس جنّیہ کی آمدورفت اس طالب علم کے پاس سے بند ہوئی۔ (شاہ صاحب کے متعلق مزید تفصیل فقیر کی کتاب ''الابریز فی حالات شاہ عبدالعزیز'') میں ہیں، اس موضوع پر واقعہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ بھی مؤید ہے واقعہ کی تفصیل فقیر کی کتاب ''جن اور وہابی'' میں ہے اور اس کتاب کے آخر میں بھی آئیگا (انشاءاللہ)

جنّ وانس کی مناکحت سے اولاد:

امام ثعلبی نے فرمایا کہ جو بچہ انسان اور جن سے پیدا ہوا اسے خنّس کہتے ہیں اور جو انسان اور بھوت یا بھتنی سے ہوا سے عملوق کہتے ہیں۔ (لقط المرجان)

دلائل المسئلہ:

تمام مفسرین نے جن وانس کا آپس میں نکاح کرنے کے جواز میں مندرجہ ذیل آیت سے استدلال کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو فرمایا کہ "واستفزز من استطعت منهم بصوتك واجلب عليهم بخيلك ورجلك وشاركهم في الاموال والاولاد"۔ (پ۱۵، سورہ اسراء، آیت ۶۴)

ترجمہ: اور ڈگادے (بہکادے) ان میں سے جس پر قدرت پائے اپنی آواز سے اور ان پر لام باندھ (فوج چڑھا) لا اپنے سواروں اور اپنے پیادوں کا اور ان کا ساجھی ہو مالوں اور بچوں میں۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

مفسرین نے لکھا ہے کہ جب شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تو اس نے یہ کہا کہ آدم کو تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے میں آگ سے پیدا ہوں۔ آگ کو مٹی پر شرافت اور فضیلت حاصل ہے اگر تو نے مجھے قیامت تک زندہ رکھا تو میں مخصوص لوگوں کے سوا بقیہ سب کو گمراہ کرنے میں کوئی کمی اُٹھا نہ رکھونگا۔ اس پر حق تعالیٰ کا حکم ہوا جا ہم نے تجھے قیامت تک مہلت دی مگر تجھے اور تیرے متبعین کو دوزخ میں ڈال دوں گا۔ تجھے اختیار ہے لوگوں کو گمراہ کرنے میں اپنی پوری طاقت خرچ کر ڈال۔ لوگوں کو گانا سنا کر یا اپنی طرف مائل کر یا اپنی پیادہ اور سوار فوج سے لوگوں کے دل کی دنیا پر حملہ کر اور لوگوں کے مال اور اولاد میں شرکت کر۔

تفاسیر: وشارکھم فی الاموال والاولاد کی تفسیر میں علامہ علاؤالدین صاحب "تفسیر خازن" نے فرمایا کہ:

(۱) "رُوی عن ابن عباس انها المؤدة وقیل اولاد الزنا وعن ابن عباس ایضاً تسمیتهُم اولاد هم بعبدالعزیٰ وعبد الحرث و عبدالشمس ونحوه"۔

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ مشارکۃ فی الاولاد سے مراد وہ لڑکی ہے جو زندہ درگور کی گئی ہو یا زنا سے پیدا شدہ اولاد مراد ہے یا اولاد کا نام عبدالعزیٰ، عبدالحرث وغیرہ رکھنا مراد ہے۔

نیز تفسیر خازن میں آیۃ متذکرہ بالا کی تفسیر میں یہ قول بھی مذکور ہے:

(۲) وقیل ان الشیطان یقعد علیٰ ذکر الرجل وقت الجماع فاذالم یقل بسم الله اصاب معه' امراته' و انزل فی فرجها کما ینزل الرجل.

شیطان، ہمبستری کے وقت مرد کی شرمگاہ پر بیٹھا رہتا ہے اگر مرد نے بسم اللہ نہ پڑھی ہوگی تو مجامعت میں شریک ہو کر مرد کے ساتھ مُنزِل ہوتا ہے۔

"تفسیر خازن" میں حضرت عبداللہ بن عباس کا یہ قول مذکور ہے:

(۳) انه سُئلة رجل فقال ان امراتی استیقظت وفی فرجها شعلة۔

حضرت عبداللہ بن عباس سے کسی شخص نے کہا کہ میری عورت سو کر اُٹھی تو اس کی فرج میں شعلہ تھا۔

(۴) حکیم ترمذی رحمۃ اللہ وابن جریر نے حضرت مجاہد سے روایت کی ہے فرمایا کہ جب مرد عورت سے جماع کرتا ہے اور ابتداء میں بسم اللہ نہیں پڑھتا تو شیطان مرد کے ذکر کو لپٹ جاتا ہے تو وہ بھی اس کے ساتھ جماع میں شریک ہوتا ہے اسکی دلیل، "لم یطمثهن انس قبلهم ولا جانّ" نہ انسان نے چھوا نہ جن نے۔

(۵) بچے ہیجڑے کیوں پیدا ہوتے ہیں:

طرطوشی رحمۃ اللہ علیہ کتاب "تحریم الفواحش" میں حدیث لاتے ہیں کہ ہیجڑے کیونکر پیدا ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرمایا کہ ہیجڑے جن کی اولاد ہیں۔ آپ سے پوچھا گیا وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ و رسول جل جلالہ و ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ بحالت حیض جماع نہ ہو جب کوئی اپنی عورت سے بحالتِ حیض جمع کرتا ہے تو اس سے شیطان سبقت کر لیتا ہے اسی کے نطفہ سے عورت حاملہ ہوتی ہے وہ ہی بچہ ہیجڑا پیدا ہوتا ہے۔

(۶) حفاظتِ شیطان کا نسخہ:

بخاری و مسلم میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی تمہارا اپنی اہلیہ کے پاس (جماع کیلئے) جائے بسم اللہ پڑھکر

یہ دعا پڑھے ”اللهم جنبنا الشيطان و جنب الشيطان مارزقتنا“۔ اے اللہ! ہمارے سے شیطان کو دور رکھ اور وہ جو تو (اولاد) ہمیں عطا فرمائے اسے بھی شیطان سے دور رکھ۔

فائدہ: اس جماع میں اگر بچہ مقدر ہوا تو اسے ہمیشہ ہمیشہ تک شیطان نقصان نہ پہنچائے گا۔

فائدہ: پیدائش کے بعد بعض بچے ام الصبیان پھر مرگی میں مبتلا ہو جاتے ہیں اس کی اصل وجہ یہ ہے۔ اسی لئے ہر شادی شدہ مسلمان کو یہ دعاء یاد کر کے جماع کے وقت پڑھنی چاہئے ورنہ اولاد میں مذکورہ بالا بیماری کا خطرہ ہوگا۔ تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ ”مرگی اور اس کا علاج“۔

(۷) فقہاء کرام کے ارشادات

فقہاء کرام رحمہم اللہ نے فرمایا کہ:

جن کی صحبت سے عورت پر غسل ہے:

ابو المعالی بن المنجا حنبلی فرماتے ہیں کہ اگر ایک عورت کہتی ہے کہ میرے پاس جن آتا ہے جس طرح کہ میاں بیوی کے پاس آتا ہے تو اس پر غسل نہیں ہے۔ بعض احناف بھی اسی طرح فرماتے ہیں کیونکہ یہاں غسل کا سبب موجود نہیں اور وہ ہے دخول اور انزال۔ (لقط المرجان)

فائدہ: امام سیوطی شافعی نے فرمایا کہ اس میں اعتراض ہے کہ اس عورت پر غسل ہونا چاہئے کیونکہ اگر دخول نہ ہوتا تو عورت کو علم نہ ہوتا کہ جن اس کے ساتھ مرد کی طرح صحبت کر رہا ہے۔

جواب از اویسی غفرلہ:

احناف نے انزال و دخول کی شرط تو لگائی ہے اور مذکورہ صورت میں صرف جن کا آنا اور عورت کے پاس بلا جھجک رہنا سہنا مراد ہوگا ورنہ انزال و دخول ہونا ہو تو غسل کے وجوب کے احناف قائل ہیں۔ (فافہم)

(۸) بلقیس کی کہانی

واقعہ بلقیس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ ایسا نکاح جائز ہے۔ کہا گیا ہے کہ بلقیس کے والدین میں سے ایک جن تھا، ابن الکلبی کہتے ہیں اس کے باپ نے جنات کی عورت سے شادی کی تھی جس کا نام ”ریحانہ بنت سکن“ تھا، بلقیس اسی سے پیدا ہوئی تھی، اس کا نام ”بلقمہ“ رکھا گیا، بیان کیا گیا ہے کہ بلقیس کے پیروں کے اگلے حصے چوپائے کے کھروں کی طرح تھے اور اس کی پنڈلیوں پر بال بھی تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے شادی کی تھی اور شیاطین کو حکم فرمایا تھا کہ تم حمام اور بال صفا پاؤڈر بناؤ۔ (لقط المرجان)

ملکہ سباء سے مراد بلقیس ہے اس کا تعارف ملاحظہ ہو

فائدہ: امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا قول لکھ کر ذیل کے حوالہ جات نقل فرمائے:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"احد ابوی بلقیس کان جنیا" (کنز العمال)۔ ترجمہ: بلقیس کے والدین میں سے ایک جن تھا۔

(۲) حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ملکہ سبا (بلقیس) کی والدہ جن تھی۔

(۳) حضرت زہیر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بلقیس کی والدہ "فارعہ" جن تھی۔

(۴) حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بلقیس کی والدہ "بلفنہ" تھی۔

(۵) حضرت عثمان بن حاضر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں بلقیس کی ماں جنات میں سے تھی اور اس کا نام بلقمہ بنت سیصان تھا۔

(لقط المرجان)

بلقیس کا تعارف:

بلقیس سباء کے لوگوں پر شاہی کرنے والی عورت تھی۔ یہاں پر ان کے مالک ہونے ان کی گردن کی ملکیت مراد نہیں بلکہ شاہی مراد ہے۔ اور وہ یعرب بن قحطان کی اولاد سے تھی اس کا باپ یمن کا بادشاہ تھا۔ دراصل اس سے بلقیس بنت شرجیل بن مالک بن ریان مراد ہے۔ اور یہی یعرب بن قحطان کی اولاد تھی۔ ان کی شاہی چالیس پشتوں سے بطور وراثت چلی آرہی تھی۔ اسی بلقیس کے اور کوئی اولاد نہ تھی اور وہ باپ کی وراثت پر یمن کی ملکہ بنی اور تمام لوگ اس کے زیر فرمان رہتے تھے۔ وہ خود اور اس کی قوم آتش پرست تھی۔

بلقیس کی ماں جنّیہ تھی:

بلقیس کے باپ کو شاہانِ وقت نے نکاح کی پیش کش کی تو وہ کہتا میری کفو کا کوئی نہیں اسی لیئے میں نے شادی نہیں کی۔ اسی لئے جنّیہ عورت سے اس کا نکاح کیا گیا جس کا نام قارعہ تھا یا ریحانہ بنت السکن تھا اس سے یہی بلقیس پیدا ہوئی جس کا نام بلقمہ یا بلقیس (بالکسر) رکھا گیا۔ (کذا فی القاموس)

فائدہ: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جن وانس میں ایک دوسرے کا نطفہ ٹھہرنا ممکن ہے۔ اس لیئے کہ اگرچہ جنّات آگ سے پیدا کیئے گئے ہیں لیکن وہ اپنے عنصر ناری پر باقی نہیں رہتے۔ جیسے انسان اپنے عنصر ترابی پر باقی نہیں تو اس معنی پر ان کا آپس میں نکاح ممکن ہے۔ (مزید تحقیق "آکام المرجان" میں ہے۔)

بعد وفات بلقیس کی کہانی عجیب:

مروان الحمار نے حکم فرمایا کہ تدمرؔ (بروزن تنصّر) شہر کو تباہ و برباد کر دو۔ جب شہر پر ہلّا بولا گیا اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجائی گئی تو اس میں ایک مکان پایا گیا جس میں ایک مُردہ عورت ملی جس کا جسم ادویہ مصر وغیرہ سے صحیح رکھا گیا تھا۔ اس کی شکل وصورت سورج کو شرمارہی تھی۔ اس کے پاس ایک تختی پڑی تھی جس پر لکھا تھا: ''انا بلقیس صاحبة سلیمان بن دائود علیهما السلام خرب الله ملك من مخرب بیتی''۔

ترجمہ: میں بلقیس زوجۂ سلیمان بن داوٗد علیہما السلام ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ملک کو تباہ و برباد کرے جو میرے اس گھر کو خراب کرے گا۔ (روح البیان، ص ۳۳۹، ج ۶، مطبوع استنبول جدید) اللہ تعالیٰ بلقیس کیلئے فرماتا ہے ''واوتیت من کل شیء''۔ اور وہ دی گئی ہے ہر وہ اشیاء جن کی بادشاہوں کو ضرورت پڑتی ہے۔ (اس سے وہابیہ کا رد ہو گیا کہ اگر حضور علیہ السلام کے لئے کُل شے سے کلی علم ثابت ہے تو پھر بلقیس کیلئے بھی کل شے ہے) جیسے گھوڑے، لشکر اور پھر بکثرت سیاست اور ہیبت وحشمت اور مال ونعمت۔ (روح البیان)

یعنی حضور علیہ السلام کے لئے کلی شے سے حقیقی معنی مراد ہے اور بلقیس کے مجازی یعنی ہر وہ جملہ اشیاء جو بادشاہوں کے لائق ہے۔ جیسے ''روح البیان'' نے تفسیر میں فرمایا اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اتقان'' میں لفظ کُل کی یہی تعریف کی ہے کہ لفظ کُل میں اپنے منسوب کے شان کے لئے عموم ہوتا ہے مثلاً اللہ عزوجل کے لئے کُل غیر منتہی کیلئے ہے اور نبی پاک ﷺ کیلئے ما کان ومایکون مراد ہوگا اور بادشاہوں کیلئے شاہی امور وغیرہ وغیرہ (فافهم ولا تكن من الوهابين)

جنات نے بلقیس کی پنڈلیوں کو خوبصورت بنانے کیلئے حضرت سلیمان علیہ السلام کو نسخہ بتایا:

بلقیس کی والدہ چونکہ جنی عورت تھی جنات کو خطرہ محسوس ہوا کہ اگر حضرت سلیمان نے بلقیس سے نکاح کر لیا تو جنات کے تمام راز فاش ہو جائیں گے اس لئے جنات نے حضرت سلیمان کے دل سے بلقیس کی عظمت کو کم کرنے کیلئے اس کی برائیاں شروع کر دیں اور کہا کہ بلقیس تو بے وقوف اور کم عقل عورت ہے اور اس کی پنڈلیوں پر اس قدر بال ہیں کہ اُن کو دیکھ کر طبیعت میں نفرت پیدا ہونے لگتی ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کی عقل کی آزمائش اور اس کی پنڈلیوں کے امتحان کے لئے محل میں پانی بھروا کر شیشے کا فرش لگوایا۔ بلقیس یہ سمجھی کہ صحن میں پانی بھرا ہوا ہے۔ پنڈلیاں کھول کر چلنے لگی۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ پانی نہیں کانچ ہے اس پر قدم رکھ کر چلی آوٗ۔ تو بلقیس نہایت شرمندگی کی حالت میں حضور میں حاضر ہو کر مسلمان

ہوگئی۔ حضرت سلیمان نے اس کی خواہش پر اس کیساتھ نکاح کرلیا۔ جنات نے پنڈلیوں کے بال صاف کرنے کیلئے چونے اور ہڑتال کا نسخہ تجویز کیا۔

خاتم سلیمان اور شیطان:

حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ایک انگوٹھی تھی جس پر اسم اعظم کندہ تھا۔ حاجت بشریہ سے فراغت حاصل کرنے کے وقت آپ اس کو انگلی سے نکال کر رکھدیتے تھے۔ حضرت کی خادمہ امینہ اس کو حفاظت سے رکھ لیتی تھی۔

مہرِ سلیمان پر نامِ نبی آخر الزماں ﷺ:

"اخرج الطبرانی عن عبادة بن الصامت قال قال رسول اللہ ﷺ کان فصُّ خاتم سلیمان بن دائود (علیھما السلام) القیٰ الیہ فوضعہ فی خاتمہ و کان نقشہ انا اللہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ"

حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ سلیمان علیہ السلام کی انگشتری کے نگینہ پر منقوش تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

اور فرمایا: "ان فص خاتم سلیمان بن دائود کان سماویا القی الیہ فوضعہ فی خاتمہ (و کان نقشہ) انا اللہ لا الہ الا انا محمد عبدی و رسولی"۔ بے شک سلیمان علیہ السلام کی مہر آسمان سے اُتری جسے انہوں نے اپنی انگشتری میں ڈال رکھا تھا اس پر لا الہ انا محمد عبدی و رسولی منقوش تھا۔

سلیمانی سلطنت اور اسم محمد ﷺ:

اس کی شرح میں علامہ نور الدین حلبی لکھتے ہیں: "آپ کی سلطنت اور ملکی انتظام کا دارومدار اسی مہر پر تھا جس کا نتیجہ نکلا کہ وہ سلطنت درحقیقت ہمارے نبی پاک شہ لولاک ﷺ کے اسم گرامی کی تھی"۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ادب:

موصوف الصدر تحریر فرماتے ہیں: "حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی اس مہر کو قضائے حاجت اور جماع کے وقت اُتار لیتے تھے"۔

غور کیجئے کہ سلیمان علیہ السلام کو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کا کتنا ادب تھا۔ لیکن افسوس ایک معمولی انسان بدبختی سے ادب کی بجائے خود بھی بے ادب اور اوروں کو بھی بے ادبی کا سبق دیتا ہے۔

برکات کا کیا کہنا:

حضرت موصوف لکھتے ہیں کہ جب سلیمان علیہ السلام کی انگشتری انگلی میں رہتی تو اس وقت وہی کیفیت ہوتی جو سب کو

معلوم ہے یعنی جملہ روئے زمین زیرِ قبضہ ہے لیکن جب انگشتری اُتار لیتے تو پھر شاہی امور میں تغیر وتبدل اور معاملات دگر گوں ہو جاتے۔

''انس الجلیل'' میں ہے:

''سلیمان علیہ السلام کی مہر پر مکتوب تھا لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ محمد ﷺ عبدہ ورسولہ''۔

(سیرت حلبیہ، ص ۳۵۴، ج ۱)

(۶) مشارکت: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''ان فیکم مغربین قیل یا رسول اللہ وما المغربین قال الذین یشترکون فیھم الجن''۔ (کنز العمال)

ترجمہ: تم میں مغربون ہیں۔ عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول، مغربون کون ہیں؟ ارشاد فرمایا یہ لوگ وہ ہیں جن میں جنات مشترک ہوتے ہیں۔

فائدہ:

ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ان کو مغربون اس لئے کہا گیا کیونکہ ان میں دوسرا عرق بھی شامل ہو گیا ہے یا اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ دُور کے نسب سے پیدا ہوئے۔ (نہایہ ابن اثیر)

نیز یہ بھی (اس کے مطلب میں) کہا گیا ہے کہ انسانوں میں جنات کی مشارکت جنات کا انسانوں کو زِنا کی ترغیب دینا ہے، اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: ''وشارکھم فی الاموال والاولاد'' (سورۃ بنی اسرائیل، ۶۴)

(۷) ذیل کے واقعات بھی اس مسئلہ کے دلائل میں سے ہیں:

(۱) حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہروان میں حروریہ کے قتل کرنے میں شامل تھا۔ انہوں نے میرے ساتھ حرقوص کو تلاش کیا تو اس کو نہ پایا۔ حضرت علی نے فرمایا اس کو تلاش کرو۔ اس کے بعد انہوں نے اس کو ڈھونڈ لیا، تو حضرت علی نے فرمایا اس کو کون جانتا ہے؟ موجود حضرات میں سے ایک آدمی نے کہا اس کو ہم جانتے ہیں یہ ''حرقوص'' ہے اور اس کی ماں بھی یہاں ہے۔ تو حضرت علی نے اس کی ماں کی طرف ایک قاصد روانہ کیا اور اس سے پوچھا اس کا باپ کون ہے؟ اس نے جواب دیا میں نہیں جانتی بس اتنا علم ہے کہ میں عہد جاہلیت میں اپنی قوم کی بکریاں چَرا رہی تھی کہ مجھ سے کسی سایہ دار شکل کی چیز نے صحبت کی جس سے مجھے اُمید ہوئی اسی سے میں نے اس کو جنا ہے۔ (لقط المرجان)

مذاہب ائمۃ الاسلام:

چونکہ انس وجن کے نکاح کا مسئلہ ایک عجوبہ محسوس ہوتا ہے، فقیر اس میں ائمہ اسلام کے مذاہب کو عرض کرتا ہے تا کہ کسی کو اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہ ہو۔

نوٹ: یہ مذاہب امام سیوطی رحمۃ اللہ کی تصنیف ''لقط المرجان'' کے منقول ہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ:

آپ جواز کے قائل تو ہیں لیکن ناپسندیدگی کا اظہار بھی فرماتے ہیں چنانچہ منقول ہے کہ یمن کے لوگوں نے امام مالک سے جن کیساتھ نکاح کے متعلق سوال لکھ کر بھیجا اور کہا کہ ہمارے یہاں ایک جن شخص ہے وہ ہماری ایک لڑکی کو نکاح کا پیغام دے رہا ہے وہ کہتا ہے کہ میں حلال کا خواہش مند ہوں، تو امام مالک نے فرمایا اس کے بارے میں میں دین میں کوئی حرج نہیں سمجھتا لیکن اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ جب کوئی عورت حاملہ پائی جائے اور اس سے پوچھا جائے تیرا خاوند کون ہے؟ تو وہ کہے کہ (میرا خاوند) جن ہے اور اس طرح اسلام میں فساد پیدا ہوگا۔

حکم بن عینیہ اور امام زہری رحمۃ اللہ علیہما:

آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنیہ کے نکاح سے منع فرمایا ہے۔

حضرت قتادہ وحضرت حسن بصری رحمہم اللہ کے نزدیک یہ نکاح مکروہ ہے۔

حکایت:

حضرت عقبہ بن عبداللہ فرماتے ہیں ایک آدمی حضرت حسن بن ابوالحسن کے پاس آیا اور عرض کیا اے ابوسعید! جنات میں سے ایک شخص ہماری لڑکی کو نکاح کا پیغام دے رہا ہے۔ تو حضرت نے فرمایا اس سے نکاح نہ کرنا اور اس کی عزت نہ کرنا، پھر وہ شخص حضرت قتادہ کے پاس آیا اور عرض کیا اے ابوالخطاب جنات میں سے ایک آدمی ہماری لڑکی کو نکاح کا پیغام دے رہا ہے۔ تو انہوں نے بھی فرمایا تم اس سے (اس کا) نکاح نہ کرنا لیکن جب وہ تمہارے پاس آئے تو تم اس کو کہنا ہم تم پر چڑھائی کر دیں گے اگر تو مسلمان ہے تو ہم سے دور ہو جا، ہمیں ایذا مت دے۔ پس جب رات ہوئی تو وہ جن آیا اور دروازہ پر کھڑا ہو گیا اور کہا تم حسن کے پاس گئے تھے اور ان سے پوچھا تھا تو انہوں نے تمہیں فرمایا تم اس سے (اپنی لڑکی کا) نکاح نہ کرنا اور اس کی عزت بھی نہ کرنا، پھر تم حضرت قتادہ کے پاس گئے اور ان سے سوال کیا تو انہوں نے تم سے فرمایا تم اس سے (اپنی لڑکی کی) شادی نہ کرنا بلکہ یہ کہنا ہم تم پر چڑھائی کر دیں گے اگر تو مسلمان شخص ہے تو ہم سے دُور ہو جا ہمیں ایذا مت دے۔ تو انہوں نے اس سے بھی یہی کہا جس سے وہ ان کے پاس سے چلا گیا اور کوئی تکلیف نہ پہنچائی۔

حجاج بن ارطاۃ اور عقبۃ الاصم وقتادہ رحمہم اللہ کے نزدیک یہ نکاح مکروہ ہے۔

حکایتِ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت حسن نے (ان لوگوں سے) فرمایا (جو جن کے اپنی لڑکی سے پیغامِ نکاح پر نکاح کرنے کے متعلق آپ سے

مسئلہ پوچھنے آئے تھے) تم ان کو جتلا دو کہ اگر تم (جنات) ہماری آواز سن رہے ہو اور تمہاری قوم ہمیں دیکھ رہی ہے (تو سن لو) ہم تم پر چڑھائی کر دیں گے (اگر تم اپنی اس مذموم حرکت سے باز نہ آئے تو) انہوں نے ویسا ہی کیا جس سے وہ جن چلا گیا۔

اسحٰق بن راہو یہ رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ:

حضرت حرب کہتے ہیں میں نے حضرت اسحٰق سے پوچھا ایک شخص سمندر کا سفر کرتا ہے اور کشتی ٹوٹ جاتی ہے اور وہ جنّ عورت سے نکاح کر لیتا ہے، تو انہوں نے فرمایا جنّ سے نکاح کرنا مکروہ ہے۔

حنفی مذہب:

ائمہ احناف میں سے حضرت شیخ جمال الدین سجستانی فرماتے ہیں اختلافِ جنس کی وجہ سے، انسان، جن اور سمندری انسان سے شادی کرنا جائز نہیں۔ (فتاویٰ سراجیہ، منیۃ المغنی)

دلائل احناف:

قاضی القضاۃ حضرت شرف الدین بارزی سے جو مسائل پوچھے گئے تھے ان میں شیخ جمال الدین اسنوی ذکر فرماتے ہیں ''بطور امکان جب کوئی انسان جنّ عورت سے شادی کرنے کا ارادہ کرے تو کیا یہ اس کے لئے جائز ہے یا ممنوع ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ومن ایاته ان خلق لکم من انفسکم ازواجا۔ (سورۃ الروم، آیت ۲۱)

ترجمہ: اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے۔ (کنز الایمان)

پھر امام بارزی نے احسان کے طور پر جتلایا کہ اللہ تعالیٰ نے بیویوں کو (انسان) کی جنس سے پیدا فرمایا جس سے ان کو اُنس ہوتا ہے۔

پس اگر ہم اس کو جائز قرار دے دیں جیسا کہ ''شرح الوجیز'' میں ابن یونس کے حوالہ سے مذکور ہے تو اس پر کئی اشکالات وارد ہوتے ہیں۔

(۱) کیا جن کو (وہ مونث ہو یا مذکر) گھر میں رہنے کا پابند کیا جائے گا یا نہیں؟

(۲) کیا مرد کے لیے درست ہے، کہ وہ جنّ عورت کو انسانوں کی شکل کے علاوہ دوسری شکل اختیار کرنے سے روک دے جب کہ اس کو شکل بدلنے کی قدرت ہو، کیوں کہ اس سے نفرت حاصل ہوتی ہے۔

(۳) شرائط صحتِ نکاح میں اس کے ولی کی اجازت کے متعلق اور موانعِ نکاح سے اس کے بری ہونے کے متعلق جنّ عورت پر اعتماد کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

(۴) کیا یہ جنات کے قاضی سے اس کی قبولیت کا جواز ہے یا نہیں؟

(۵) کیا جب انسان عورت کو اس کی غیر مانوس صورت میں دیکھے اور وہ عورت دعویٰ کرے کہ میں وہی (تمہاری) عورت ہوں کیا اس پر اس کا اعتماد کیا جائے گا؟ اور اس سے صحبت جائز ہوگی یا نہیں؟

(۶) اور کیا انسانی خاوند کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے گا کہ وہ اپنی جن بیوی کی روزی ان کی خوراک مثلاً ہڈی وغیرہ جمع کرے جب کہ دوسری چیز سے اس کی روزی مہیا کرنا ممکن ہو یا نہیں؟

تو علامہ بارزی نے فرمایا "انسان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ جنات کی عورت سے ان دو آیات کے مفہوم کی وجہ سے نکاح کرے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: واللہ جعل لکم من انفسکم ازواجا۔ (سورۃ النحل، آیت ۷۲)

ترجمہ: اور اللہ نے تمہارے لئے تمہاری جنس سے عورتیں بنائیں۔ (کنز الایمان)

"جعل لکم من انفسکم" کے متعلق مفسرین بیان فرماتے ہیں یعنی تمہاری جنس تمہاری نوع اور تمہاری شکل پر (تمہاری بیویوں کو) پیدا فرمایا جیسا کہ لقد جاء کم رسول من انفسکم (سورۃ التوبہ، آیت ۱۲۸) میں ارشاد ہے کہ "بے شک تمہارے پاس ایک عظیم الشان رسول آیا جو تمہاری جنس سے ہے (یعنی وہ بھی انسان ہی ہے)

اور اس لیئے بھی کہ جن عورتوں سے نکاح ممکن ہے وہ چچازاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد اور خالہ زاد عورتیں ہیں پس اس اعتبار سے وہ عورتیں انسان کے نکاح میں آسکتی ہیں جو انسان کی نہایت (غیر محرم) میں ہوں جیسا کہ سورۃ احزاب میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ارشاد "وبنات عمک وبنات عما تک وبنات خالک وبنات خالاتک" (سورۃ احزاب، آیت ۵۰) کا مفہوم ہے کہ تیرے لیے تیرے چچا کی بیٹیاں، تیری پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تیرے ماموں کی بیٹیاں اور تیری خالاؤں کی بیٹیاں (تیرے نکاح کے لئے حلال کی ہیں)۔

اور ان کے علاوہ کی عورتیں محرم ہیں اور وہ اصول وفروع ہیں اور اول اصول کی فروع ہیں اور باقی اصول سے فرع، جیسا کہ سورۂ نساء میں آیت تحریم (پارہ چہارم کے اخیر) میں موجود ہے اور یہ نسب میں شمار ہیں جب کہ انسان اور جن میں کوئی نسب نہیں ہے۔

"آکام المرجان" کے مؤلف فرماتے ہیں حضرت امام مالک سے جو حوالہ پہلے گزرا ہے وہ انسان کے جن عورت سے نکاح کرنے کے جواز پر دلالت کر رہا ہے اور اس کے برعکس یعنی جن کا انسان عورت سے نکاح) کی نفی کر رہا ہے اس لیے مردوں اور عورتوں کے لئے جنات سے مطلقاً نکاح کرنے کی اجازت نہیں ہے اور اس کی وجہ سے اسلام میں فساد کی کثرت بھی نہیں ہوگی۔

ایک بزرگ کی دُعاء:

مروزی حضرات کے شیخ محرق فرماتے ہیں میں نے حضرت زید العمی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ دُعا کرتے ہوئے سُنا:

اللهم ارزقني جنية اتزوجها۔

ترجمہ: اے اللہ! مجھے ایک جن عورت عطا فرمائیں اس سے نکاح کروں گا۔

ان سے پوچھا گیا اے ابوالحواری تم اس کا کیا کرو گے۔ فرمایا وہ میرے سفروں میں ساتھ رہے گی جہاں میں ہوں گا وہ میرے ساتھ ہوگی۔ (کیونکہ میں نابینا ہوں ہر مشکل کام میں وہ میری مدد کرے گی")

حق مذہب احناف کا ہے باقی اقوال مردود ہیں یا مؤول۔

متاخرین کا فیصلہ

متاخرین اس کی بحث میں تشریح کرتے ہیں بعض اس سے منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں باہمی نکاح کی شرط جنس کا اتحاد ہے، لیکن جو بات ظاہر ہے وہ جوازِ نکاح ہے کیونکہ وہ ہمارے بھائی ہیں۔

انتباہ:

یہ امام سیوطی کی اپنی رائے ہے چنانچہ مذکور قول لکھ کر فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں جو جانب ظاہر ہے وہ جوازِ نکاح ہے کیونکہ انکو بھی ناس (لوگ) اور رجال (مرد) کہا جاتا ہے، اور ان کو آنحضرت ﷺ نے ہمارا بھائی فرمایا ہے۔ اس نکاح کے جواز پر جو چیز دلالت کرتی ہے وہ یہ کہ بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے نکاح کیا تھا حالانکہ اس کی ماں جنّیہ تھی، پس اگر جنات سے نکاح جائز نہ ہوتا تو اس سے نکاح کیسے جائز ہوتا کیونکہ جس کے والدین میں سے کوئی ایک ایسا ہو جس سے نکاح درست نہیں تو اس سے بھی نکاح حرام ہے۔

جوابِ حنفی: یہ شرع سلیمانی میں تھا شرع محمدی ﷺ میں ممنوع ہے۔

فائدہ: امام سیوطی نے فرمایا کہ جن آئے اور گفتگو بھی کرے اور اس کا جثّہ ہمیں نظر نہ آئے ویسے ہی ہم نے اس کا مشاہدہ کیا ہو اور اس کے مومن ہونے کا بھی ہمیں علم ہو تو اس سے نکاح درست ہے مع التردد۔ یہ امام سیوطی کی اپنی رائے ہے جو نا قابلِ قبول ہے۔

تائید احناف:

عمار بن یونس سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا جن سے نکاح جائز نہیں۔ کیوں کہ زوجین کا اتفاق اور اتحاد جنس صحت نکاح میں شرط ہے اور اس شرط میں شبہ ہے اور اس پر کوئی دلیل بھی نہیں ہے۔

ازالۂ وہم:

رسول اکرم ﷺ کا جنات سے نکاح کو منع فرمانا اولادِ زنا پر محمول ہے اس کی وضاحت دوسری حدیث میں ہے کہ:

"لاتقوم الساعة حتی یکثر فیکم اولاد الجن"۔

قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم میں جنات کی اولاد کی کثرت نہیں ہوجائیگی۔

فائدہ:

بعض علماء کرام فرماتے ہیں اس سے مراد اولادِ زنا ہے کیونکہ جن سے بھی وحشت ہوتی ہے اور طبیعت کتراتی ہے اسی لئے زنا سے پیدا شدہ عورتوں سے نکاح نہ کرنے پر اس حدیث کو محمول کیا جائے گا۔

حنابلہ کا مذہب:

انکے نزدیک جواز ہے چنانچہ:

ابن العماد فرماتے ہیں: وهل یجوز نکاحنا من جنیة ☆ مومنة قد ایقنت بالسنة

عند الامام البارزی یمتنع ☆ وقوله الا بالدلیل یندفع

ا۔جس جن مسلمان عورت نے سنت پر ایمان ویقین قائم کرلیا ہو کیا اس سے ہمارا (انسانوں) کا نکاح درست ہے۔

۲۔امام بارزی کے نزدیک یہ ممنوع ہے اور ان کا مسئلہ بغیر دلیل کے نہیں چھوڑا جاسکتا۔

شافعی مذہب:

انکے نزدیک جنات سے انسانوں کا نکاح درست ہے اور یہی دونوں آیاتِ مذکورہ کے موافق ہے۔

انتباہ:

چونکہ امام سیوطی شافعی مذہب ہیں اس لئے انہوں نے اسکے جواز کیلئے دو آیتوں کے موافق فرمادیا جو ان کا اپنا مذہب ہے۔

جنات کی رہائش گاہ

گندے مقامات جنّات کے گھر ہیں:

عام طور پر جنات کی جگہیں نجاستوں والے مقامات ہوتے ہیں جیسے کھجوروں کے جُھنڈ، گندگی کے ڈھیر اور حمامات۔ اسی وجہ سے حمام میں اور اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ پر پیشاب کرنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ یہ مقامات شیاطین کی جگہیں ہیں۔

بیت الخلاء جنّات کے گھر ہیں:

حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان هذه الحشوش محتضرة، فاذا اتى احدكم الخلاء فليقل: اللهم انى اعوذبک من الخبث و الخبائث۔ (نسائی وابن ماجہ)

ترجمہ: یہ گندگی کی جگہیں شیاطین و جنات کے رہنے کی جگہیں ہیں پس تم میں سے کوئی قضائے حاجت کو جائے تو (یہ) کہہ لیا کرے۔ ''اللهم انى اعوذبک من الخبث و الخبائث'' اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں شریر جنّوں اور شریر جنّیوں سے۔

فائدہ: جب قضائے حاجت کرنے والا یہ دعا پڑھ لیتا ہے تو جنات کے آگے پردہ ہو جاتا ہے اور یہ اس کے ننگ کو نہیں دیکھ سکتے۔

''بسم اللہ'' جنات کے سامنے پردہ ہے۔

حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ستر مابين اعين الجن و عورات بنى آدم اذا دخل احدكم الخلاء ان يقول بسم الله۔

ترجمہ: جنات کی آنکھوں اور انسانوں کی شرمگاہوں کی درمیان پردہ یہ ہے کہ جب تم میں سے کوئی قضائے حاجت کے لئے جائے تو بسم اللہ کہہ لیا کرے۔

بیت الخلاء میں جانے کا معمول:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کو جاتے تو یہ پڑھا کرتے تھے:

''اللهم انى اعوذبک من الخبث و الخبائث'' (متفق علیہ)

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری پناہ پکڑتا ہوں خبیث جنّوں سے اور خبیث جنّیوں سے۔

فائدہ: امام سعید بن منصور نے اس دُعا کے شروع میں بسم اللہ کے الفاظ بھی بیان کیئے ہیں۔

گندی نالی میں پیشاب کی ممانعت:

حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں گندی نالی پر پیشاب مت کریں اس سے کوئی مرض لگ گیا تو اس کا علاج بہت مشکل سے ہوتا ہے۔ (کنز العمال)

مسلمان اور کافر جنّات کی آبادی

حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حضور ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں کسی جگہ اُترے، آپ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے اور میں آپ کے پاس پانی کا برتن لے گیا پس میں نے کچھ لوگوں کا جھگڑا اور شور سُنا، اس طرح کا شور میں نے پہلے نہیں سنا تھا۔ جب آپ تشریف لے آئے تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کے پاس لوگوں کا جھگڑا اور شور سنا ہے۔ اس طرح کا میں نے لوگوں سے کبھی نہیں سُنا۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اختصم عندی :الجن المسلمون والجن المشركون فسألونی أن اسكنهم ،فاسكنت الجن المسلمين الجلس واسكنت الجن المشركين الغور۔ (طبرانی وکنز العمال)

یعنی میرے پاس مسلمان جنات اور مشرک جنات جھگڑا کر رہے تھے انہوں نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ میں ان کو سکونت دوں، تو میں نے مسلمان جنات کو ''جلس'' دے دیا اور مشرک جنات کو ''غور'' دے دیا۔

میں (عبداللہ بن کثیر راوی) نے عرض کیا یہ ''جلس'' اور ''غور'' کیا ہیں؟ (حضرت بلال بن کثیر نے) فرمایا: ''جلس'' (سے مراد) بستیاں اور پہاڑ ہیں اور ''غور'' (سے مراد) کھائیاں، غاریں اور سمندری جزیرے ہیں۔

شریر جنات کا ٹھکانہ:

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جب عراق کی طرف جانے کا ارادہ فرمایا تو ان سے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین! آپ اس کا سفر نہ کریں کیونکہ وہاں نوے فیصد جادو ہے، فاسق (بدکار) جنات رہتے ہیں اور عاجز کر دینے والی بیماری بھی ہے۔ (موطا)

گوشت کی چکناہٹ والے کپڑوں میں:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اخرجوا منديل الغمر من بيوتكم فانه بيت الخبيث ومجلسه''۔ (کنز العمال)

ترجمہ: اپنے گھروں سے گوشت کی چکناہٹ والا کپڑا نکال دو (یعنی چکناہٹ والا کپڑا صاف کر لیا کرو کیونکہ) یہ خبیث جنات کی رہائش اور مجلس کی جگہ ہے۔

جنّات کے سامنے شرمگاہوں کے پردہ کی دُعا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ستر مابین اعین الجن و عورات بنی آدم ان یقول الرجل المسلم اذا اراد ان یطرح ثیابہ: بسم اللہ الذی لاالہ الاھو۔ (الجامع الکبیر)

ترجمہ: جنات کی آنکھوں اور انسانوں کی شرمگاہوں کے درمیان کا پردہ یہ ہے کہ مسلمان آدمی جب کپڑے اتارنے کا ارادہ کرے "بسم اللہ الذی لاالہ الا ھو"۔ پڑھے

بِل جنّات کے گھر:

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بِل میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا، لوگوں نے حضرت قتادہ (راوی حدیث) سے پوچھا بِل میں پیشاب کرنے کی وجہ کراہت کیا ہے؟ فرمایا "کہا جاتا ہے کہ جنات کے رہنے کی جگہیں ہیں"۔

جنّات کی پانی میں رہائش:

حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں میں نے حضرت حسن و حضرت حسین کو لیٹے ہوئے دیکھا اور ان پر دو چادریں بھی تھیں۔ ان چادروں کے (اس طرح سے) لپٹنے کو میں نے اہمیت دی (اور ان سے سمٹ کر چادروں کو اوپر لپیٹنے کی وجہ دریافت کی) تو انہوں نے فرمایا: اے ابوسعید! تمہیں پتہ نہیں پانی میں بھی کچھ مخلوق رہتی ہے۔

حضرت امام باقر محمد بن علی سے روایت ہے کہ حضرت حسن و حضرت حسین صبح کے وقت آئے انہوں نے چادریں اوڑھی ہوئی تھیں، انہوں نے فرمایا کہ پانی میں بھی (جنات وشیاطین) رہتے ہیں۔ (ابوداؤد)

رات کا پانی جنّات کے لئے ہے:

کہا گیا ہے کہ رات کے وقت پانی جنات کا ہوتا ہے اس لیے مناسب نہیں کہ اس میں پیشاب کیا جائے اور نہ (اس میں) غسل کیا جائے۔ ایک مخلوق (جنات) کے خوف سے کہ ان کی طرف سے کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے۔ (شرح الوجیز للغزالی)

پانی کے جوہڑ جنّات کا ٹھکانہ:

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ "ان النبی ﷺ نھی ان یغوط الرجل فی القرع قیل وما القرع قال ان یاتی احدکم الارض فیھا النبات کلما قمت قماسہ فتلک مساکن اخوانکم من الجن. (لقط المرجان)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ انسان قرع میں غوطہ لگائے، پوچھا گیا کہ قرع کیا چیز ہے؟ فرمایا یہ کہ تم میں سے کوئی آدمی ایسی جگہ جائے جہاں پر پودے اور گھاس وغیرہ بہت ہوں اور وہاں کے پانی کو پھلانگتا رہے کیونکہ یہ تمہارے بھائی جنات کے رہنے کی جگہیں ہیں۔

فائدہ: شیخ ولی الدین عراقی فرماتے ہیں قرع کھیت میں خالی جگہ کو کہتے ہیں جیسے سر کی چوٹی (خالی ہوتی ہے)۔ایضاً

قضائے حاجت کے لئے ننگے سر کی ممانعت:

ابن رفعہ کہتے ہیں کہ حضرات (فقہائے شافعیہ) فرماتے ہیں کہ یہ مستحب ہے کہ آدمی ننگے سر قضائے حاجت کیلئے نہ جائے اگر اور کوئی چیز نہ ملے تو جنات کے خوف کی وجہ سے اپنی آستین ہی سر پر رکھ لے۔ایضاً

حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ: **ادخرو البیوتکم نصیبا من القرآن فان البیت اذا قری فیه انس علیٰ اهله وکثر خیره وکان سکانه مومنی الجن واذا لم یقرا فیه اوحش علیٰ اهله وقلّ خیره وکان سکانه کفرة الجن۔** (کنز العمال)

ترجمہ: اپنے گھروں کیلئے قرآن پاک کا ذخیرہ کرلیا کرو کیونکہ جس گھر میں قرآن کی تلاوت ہوتی ہے وہ گھر والوں کے لئے مانوس بن جاتا ہے، اس کی خیر بڑھ جاتی ہے اور اس میں مومن جنات رہائش کرتے ہیں اور جب اس میں تلاوت نہیں کی جاتی تو گھر والوں پر وحشت بن جاتا ہے، خیر کم رہ جاتی ہے اور کافر جنات بسیرا کرتے ہیں۔

فرماتے ہیں یہ تمام باتیں میں نے مخفی رکھیں جب کفار غزوۂ احد سے ناکام ہو کر واپس ہوئے تو میں اس وقت وادی عقیق میں تھا۔ جیسے ہم نے اوپر لکھا فرماتے ہیں کہ اسی وقت جانبِ شمال سے ہاتف کی آواز آئی:

بشر الجن و ابلا سها ان وضعت المطی احلاسها وبینت السماء احراسها

بشارت دے جنات کو اور ان کے ناامید لوگوں کو کہ سواری کے ان کے کجادوں کو رکھ دیا۔ ظاہر کر دیا آسمان نے اپنے نگہبانوں کو۔

عباس کہتے ہیں کہ میں یہ سنتے ہی خوف کے مارے اچھل پڑا اور مجھے یقین ہو گیا کہ واقعی محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ (رواہ ابونعیم)

حضرت مازن مسلمان ہو گئے:

مازن الطائی سرزمین عمان میں بتوں کا خدمتگار تھا اس کا ایک خاص بت تھا اس کا نام فاجز تھا۔ مازن کا بیان ہے کہ ایک روز ایک بت کے پیٹ میں سے آواز آئی وہ کہتا تھا:

"اے مازن تو میرے پاس آ تجھے وہ میں سناؤں گا جو پوشیدہ رہنے کے قابل نہیں۔ تو سُن لے وہ نبی مرسل ہے۔ وہ ایسے حق کو لایا ہے جو خدا کی طرف سے نازل کیا گیا ہے تو اس نبی پر ایمان لے آ"۔ یہ بات سن کر مجھے بہت تعجب ہوا۔

اس کے بعد پھر ایک دن اسی قسم کی آواز مجھے سنائی دی میں حیران تھا یہ کیا معاملہ ہے۔ اسی دوران میں حجاز کی طرف سے ایک شخص ہمارے پاس آیا اور اس نے بیان کیا کہ تہامہ میں ایک شخص ظاہر ہوا ہے وہ لوگوں کو خدا کی دعوت دے رہا ہے اس کا نام احمد ﷺ ہے۔

حضور سرور عالم ﷺ کی بعثت کی خبر سن کر میں روانہ ہو گیا۔ خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ حضور نے میرے سامنے اسلام کی شرح فرمائی میں مسلمان ہو گیا۔ میں نے حضور سرور عالم ﷺ سے عرض کیا کہ میں عیش و شراب کا متوالا ہوں۔ قحط سالیوں کی وجہ سے بیوی بچے دُبلے ہو گئے ہیں اور میرا کوئی بیٹا نہیں دعا فرمائیے کہ حق تعالیٰ اس مصیبت کو دفع کر دے۔ حضور نے دعا فرمائی۔ حضور کی دعا کی برکت سے میری سب پریشانیاں دور ہو گئیں۔

بارگاہ رسول ﷺ میں جنات کی حاضری

نصیبین میں تشریف لے جانا:

حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں نصیبین میں گیا میں نے اس کے لئے دعا مانگی یا اللہ اس شہر کی نہر کو میٹھا کر اور اس کے درختوں کو ثمر دار بنا اور اسے بکثرت بارش عطا فرما (روح البیان)

ایک گروہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ آدھی رات کے وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ اس وقت اکیلے تھے۔ ایک روایت کے مطابق آپ کے ساتھ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تھے۔

فائدہ: اس وقت آپ کو صرف صبح کی دو رکعت اور دو رکعت شام کو پڑھنے کا حکم تھا اور یہ صبح کا دوگانہ اس صبح والی نماز کے علاوہ تھا جو پانچوں نمازوں میں سے ایک ہے اور پانچوں نمازوں کا حکم شب معراج میں ہوا اور جنات کا آسمان پر چڑھنے کی رکاوٹ وحی کے ابتداء میں ہوئی تھی اور معراج بعثت کے دس سال بعد ہوئی، بہر حال ان جنوں کے نمائندوں نے حضور سرور عالم ﷺ سے تلاوت قرآن مجید سنی اس وقت آپ سورہ طٰہٰ شریف تلاوت فرما رہے تھے اور یہ وہ دن تھے جب آپ طائف سے تبلیغ فرما کر واپس لوٹے تھے اور اسلام کے لئے اپنی قوم سے مدد چاہی لیکن سب نے آپ کی مدد سے انکار کر دیا تھا بلکہ الٹا ایذاء کے لئے لوگوں کو اکسایا اور آپ کو بہت سی ایذائیں پہنچائیں اور آپ پر پتھر برسائے یہاں تک کہ آپ کا چہرہ مبارک لہولہان ہو گیا۔ آپ نے طائف میں ایک ماہ دس دن رہ کر وعظ فرمایا اور آپ کا قیام وادی نخلہ میں چند روز رہا۔ اس کے بعد

پھر مکہ معظمہ واپس تشریف لے جانے کا ارادہ فرمایا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے عرض کی آپ ان سے پھر کس طرح اسلام کے لئے مدد چاہیں گے جب کہ انہوں نے آپ کو وہاں سے نکالا اور تکلیفیں پہنچائیں۔ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا، زید ہمارا تَوکّل کا معاملہ ہے، اللہ تعالیٰ کوئی سبب ضرور بنائے گا اور وہی اپنے دین کی خود مدد کرے گا اور مجھے قوی امید ہے کہ وہ اس دفعہ میری ضرور مدد کرے گا یہ کہہ کر آپ مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے اور جبل حراء میں آکر ٹھہرے اور مطعم بن عدی کے ہاں پیغام بھیجا کہ میں مکہ میں تیرے ہاں آکر ٹھہروں گا۔ اگر تم چاہو تو میں آجاؤں۔ اُس نے ہامی بھرلی۔ یہ غزوہ بدر سے سات ماہ پہلے کافر ہو کر مرا تھا۔ جب حضور نبی اکرم ﷺ مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو مطعم اپنے چھ سات بچوں سمیت مسلح ہو کر آپ کو مسجد میں لے آیا اور خود کھڑے ہو کر اعلان کیا اے قریشیو! میں نے (حضرت) محمد (ﷺ) کو پناہ دی ہے آج کے بعد کوئی بھی انہیں ایذا نہ دے۔ اس کے بعد حضور سرور عالم ﷺ سے عرض کی کہ آپ بیت اللہ شریف تشریف لے جا کر طواف کیجئے۔ آپ بیت اللہ تشریف لے گئے اور طواف کے بعد نماز پڑھی اس کے بعد اپنی قیام گاہ میں تشریف لے گئے اس کے بعد مطعم اور اس کے بیٹوں نے نگرانی کا حق ادا کیا اور عرب کی عادت تھی کہ جس کی امان کا ذمہ اٹھالیں تو اسے نبھانے کی کوشش کرتے تھے۔ اس لئے ابوسفیان نے کہا اے مطعم جسے تو نے امان دی ہم نے بھی اسے امان دی۔

جنات کی اطلاع:

اسی پناہِ مطعم کے دوران جنات مکہ معظمہ میں پہنچ چکے تھے لیکن حضور سرور عالم ﷺ کو مطلع نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی فرمایا کہ جنات آپ کی تلاوتِ قرآن مجید بار بار سن رہے ہیں (گویا کہ اس سے حضور علیہ السلام کو تسلی دلائی گئی)۔

جنات کی گھر کو واپسی اور دوبارہ حاضری:

جنات کے سات نمائندے تھے۔ وہ بطن میں چند روزہ قیام کے بعد اپنی قوم کی طرف روانہ ہو گئے اور انہیں حضور سرور عالم ﷺ کے پیغامات سنائے جس پر تمام جنات نے حضور سرور عالم ﷺ کے ہاں حاضری کا پروگرام بنایا۔ جب کہ ابھی آپ مکہ معظمہ میں تھے اس بار تین سو یا بارہ ہزار جن آئے اور ''حجون'' میں آکر ٹھہرے۔ ''حجون'' وہ جگہ ہے جہاں مکہ کے لوگوں کی قبریں ہیں۔ ان میں سے ایک جن حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی حضور! ہماری تمام برادری ''حجون'' میں پہنچ چکی ہے اور آپ کی زیارت کی خواہش مند ہے۔ حضور سرور عالم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ مجھے میرے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں جنات کو قرآن مجید سناؤں اور انہیں احکام الٰہی بتاؤں انہیں رات کا فلاں وقت دیا۔ چنانچہ اس رات کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم ''حجون'' کے قریب پہنچے تو حضور انور ﷺ نے ایک دائرہ کھینچا اور مجھے فرمایا کہ تم اس دائرہ کے باہر نہ جانا جب تک میں واپس نہ آؤں اس دائرہ کے اندر رہنا۔ اگر تم اس دائرہ سے نکلو گے تو پھر تا قیامت مجھے نہیں دیکھو گے۔ یہ فرما کر حضور علیہ الصلوۃ والسلام بیٹھ گئے اور قرآن

مجید پڑھنا شروع کر دیا۔ اس وقت آپ نے سورۂ اقرا باسم ربک یا سورۂ رحمٰن پڑھی تھی۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جنات کا بڑا شور سنتا تھا تو مجھے حضور سرورِ عالم ﷺ کی فکر ہوئی۔ اس لیے کہ جنات نے حضور ﷺ کو چھپا لیا تھا پھر علیحدہ ہو گئے اور جماعت بنا کر حاضر ہوتے تھے۔ جس وقت ایک جماعت حضور کی زیارت کر کے واپس لوٹتی تو ایسے معلوم ہوتا جیسے بادل سیاہ آسمان پر نظر آتا ہے۔ اس وقفہ سے میں حضور نبی پاک ﷺ کو دیکھ لیتا تھا۔ جب حضور نبی پاک ﷺ فارغ ہو کر واپس تشریف لائے تو فرمایا اے ابن مسعود کچھ دیکھا، عرض کی جی ہاں! مجھے بہت کالے سیاہ نظر آتے ایسے محسوس ہوتے تھے جیسے جاٹ قوم ہو۔

فائدہ:

الزط ایک جن کا نام ہے اس کا واحد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے ابن مسعود ایک جنات کی جماعت ہے جو نصیبین سے آئے۔ میں نے عرض کی حضور وہ شور مچاتے تھے۔ اور میں آپ کو دیکھتا تھا کہ آپ انہیں ڈنڈے سے دور ہٹاتے تھے اور فرماتے تھے جاؤ۔ اس کا سبب کیا تھا۔ آپ نے فرمایا، وہ اپنے قاتل ومقتول کا فیصلہ میرے سامنے پیش کر رہے تھے میں نے ان کا فیصلہ کیا اس سے خوش ہو رہے تھے۔

دو جن لڑکیاں:

حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بغرض تجارت نجران کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں ایک درخت کے نیچے اپنے قافلہ سے جدا ہو کر میں جا لیٹا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ دو عجیب سی لڑکیاں اسی درخت کی طرف آ رہی ہیں۔ چنانچہ وہ دونوں آ کر میرے قریب بیٹھ گئیں۔ میں نے آنکھیں بند کر لیں تا کہ وہ سمجھیں کہ میں سو رہا ہوں۔ ان میں سے ایک نے دوسری سے پوچھا کہ یہ شخص قوم کا سردار ہے اور بڑا سخی ہے۔ دوسری نے کہا بیشک۔ مگر یہ آیا کہاں سے ہے اور ارادہ کہاں جانے کا رکھتا ہے۔ اس نے کہا کہ طائف کے قبیلہ ثقیف سے آیا ہے اور نجران جا رہا ہے جہاں کے لوگ سب اس کے مخالف ہیں۔ کہا سچ ہے پھر اس کے جانے میں اس کی بہتری ہے یا نہیں۔ دوسری نے کہا، اس پر راستہ آسان ہو جائے گا۔ اور یہ سب پر غالب آ جائے گا۔ اس نے کہا یہ سچ ہے مگر انجام اس کا کیا ہو گا۔ کہا سردار بن کر رہے گا۔ اور نبی کریم کا پیروکار ہو کر رہے گا۔ اور اُن کے صحابہ کا مرتبہ پائے گا۔ پہلی نے کہا وہ نبی کون ہے؟ اس نے کہا:

"داع مجاب له امر عجاب یاتیه من السماء کتاب یبهر الالباب ویقهر الارباب"۔

"وہ اللہ کی طرف ایک بلانے والا ہے۔ جس کی بات قبول کی جائے گی اور امور عجیب اس سے ظاہر ہوں گے۔ آسمان سے اس پر ایک کتاب اترے گی۔ جو عقل والوں کی عقلوں کو روشن کرے گی اور سرداروں کی گردنیں نیچی کر دے گی"۔

حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ ان کی یہ باتیں سن کر میں اٹھا تو ان لڑکیوں کو نہ پایا۔ پھر میں نجران پہنچا تو وہاں کے بڑے

پادری کے پاس ٹھہرا۔ جو میرا دوست تھا۔ وہ پادری مجھ سے کہنے لگا۔ عروہ! یہ زمانہ نبی آخر الزمان کا ہے۔ جو تمہارے شہر مکہ سے ظاہر ہوں گے اور حق کی رہنمائی کریں گے۔ میں نے کہا مگر تم یہ کیا کہہ رہے ہو، وہ بولا ہاں! ہاں قسم ہے مسیح کی کہ وہ سب پیغمبروں سے بہتر ہوں گے۔ اور سب سے آخر کہ ان کے بعد پھر کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ وہ تمہارے سامنے ظاہر ہوں تو سب سے اول تم ان کی پیروی کرنا اور ان پر ایمان لانا۔ میں نے کہا پادری صاحب میں تو پہلے ہی سے دو جنوں کی باتیں سن کر اس نبی کا طالب ہو چکا ہوں۔ اب تمہارے کہنے سے اور بھی اس کی صداقت کا یقین ہو گیا ہے۔ اور اب میں ضرور ان کی پیروی کروں گا۔ حضرت عروہ کہتے ہیں۔ میں پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف با اسلام ہو گیا۔

عُزّیٰ کا قتل:

بیہقی اور نسائی نے روایت کی ہے کہ حضرت خالد بن الولید نے بحکم آنحضرت ﷺ عمارت عزّیٰ کو ڈھا دیا۔ وہاں ایک کالی عورت سر ننگے بال پریشان کئے ہوئے اور اپنے سر پر ہاتھ رکھ کے چیخنے لگی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اُسکو تلوار سے دو ٹکڑے کیا اور آنحضرت ﷺ کے حضور میں یہ قصہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ عزّیٰ وہی تھی اب کبھی اُسکی عبادت نہ ہوگی۔ یہ ایک درخت تھا یا تین درخت تھے اُسپر عمارت بنائی تھی مشرکین اُسی کو پوجتے تھے اُس درخت میں سے آوازیں سُنائی دیتی تھیں اور باعث اُسکی عبادت کا ایک روح خبیثہ شیاطین تھی کہ اُسی کے سبب سے آوازیں وہاں سے آتی تھیں۔ بہ برکت رسول اللہ ﷺ وہ روح خبیث صورتِ عورت میں نمودار ہوئی اسے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا۔ اس پر نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اصل عزّیٰ وہی تھی۔ اس کی گمراہی سے ان درختوں کی پرستش ہوتی تھی۔ جب وہ ماری گئی تو اس کے بت خانے کی خبر بالکل منقطع ہو گئی۔ اب تا قیامت عزّیٰ کی کبھی پرستش نہ ہوگی۔

فائدہ:

یہ حضور سرور عالم ﷺ کا علم غیب ہے کہ تا قیامت عزّیٰ کی پرستش نہ ہوگی ہمارا یقین ہے کہ آسمان و زمین بدل جائیں لیکن عزّیٰ کی پرستش ہرگز نہ ہوگی کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے خلاف کبھی نہیں ہو سکتا۔

ہبل بت نے مشرکین کو گالی دی:

تاریخ میں ہے کہ سب سے پہلے اسلام لانے والی خاتون حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا پھر حضرت ابو بکر صدیق، پھر حضرت علی پھر زید بن حارث، پھر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لونڈی جن کا نام درہ تھا۔ پھر حضرت عثمان انکے بعد حضرت زبیر، پھر حضرت ابو عبیدہ بن الجراح، انکے بعد حضرت طلحہ پھر حضرت زبیر بن عوام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)۔ اسلام لانے والے تھے اور کفار سے اپنے ایمانوں کو پوشیدہ رکھا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام

نازل ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ رب تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور آپ کو حکم فرماتا ہے کہ لوگوں کو علی الاعلان اسلام کی طرف بلائیں، حضور علیہ السلام یہ سُن کر جبلِ ابی قبیس پر تشریف لے گئے اور بلند آواز سے تمام لوگوں کو ندا دے کر فرمایا کہ اے لوگو! تم کلمہ شریف "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھو اور اسلام لے آؤ۔ بُت باطل ہیں، ان کی عبادت نہ کرو۔ کفار نے جب یہ سُنا تو دارالندوہ میں مشورہ کیلئے اکھٹے ہوئے اور آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ محمد (ﷺ) ہمیں ہمارے معبودوں سے روکتا ہے اور اپنے اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے ہم نہیں جانتے کہ کس طرح کہہ دیں کہ ہم اپنے تین سو ساٹھ معبودوں کو چھوڑ کر ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ شیبہ، ربیعہ، ابوالولید، صفوان بن حارث، کعب الاشرف، اسود بن یغوث، صخر بن حارث، کنانہ بن ربیع وغیرھم جو رؤسائے کفار تھے کہنے لگے کہ محمد (ﷺ) کا اس سے کیا مقصد ہے کہ ہمیں ایک ایسے خُدا کی طرف بلاتا ہے جسے نہ ہم نے کبھی دیکھا اور نہ ہی اس کو پہچانتے ہیں اور وہ کیوں ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے۔ ان کفار میں سے ایک نے کھڑے ہو کر کہا کہ شاید محمد (ﷺ) مال لینے کا ارادہ کرتے ہوں گے۔ کیونکہ وہ بے مال ہیں۔ لیکن یہ وجہ دوسروں نے نہ مانی اور کہنے لگے کہ وہ جادوگر ہیں اور (نعوذ باللہ) وہ کذاب ہیں۔ پھر ولید سے تمام کفار نے کہا۔ تم ہی کچھ کرو۔ اس نے کہا کہ میں تین دن کے بعد ہی اپنی رائے دے سکوں گا۔ چنانچہ مجلس برخاست ہو گئی۔ ولید کے دو بُت جو سونے و جواہرات سے بنے ہوئے تھے اور ان دونوں کو بہت بلند جگہ پر رکھا ہوا تھا اور فاخرہ لباس سے انہیں مزین کیا ہوا تھا۔ ولید نے تین دن تک اس کی پوجا کی اور کہا اے میرے معبود! میں نے تمہاری ایسی پوجا کی ہے کہ کسی نے بھی نہ کی ہو گی اس کے وسیلہ سے تو مجھے (حضرت) محمد (ﷺ) کے بارے میں خبر دے۔ بت کے اندر شیطان نے داخل ہو کر جواب دیا کہ محمد (ﷺ) اللہ کے نبی نہیں ہیں تم اس کی تصدیق نہ کرنا۔ یہ سُن کر ولید نے خوش ہو کر کفار کے پاس جا کر واقعہ سنایا۔ انہوں نے کہا کہ کسی طرح یہ بات محمد (ﷺ) تک جا پہنچے تو اچھا ہے۔ حضور علیہ السلام تک یہ بات پہنچی تو آپ غمگین ہوئے۔ جبرائیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر کہا کہ آپ غمگین نہ ہوں ولید خبیث کے لئے جس نے یہ بات پھیلائی ہے اس کے لئے جہنم ہے۔ ولید نے جب یہ بات سُنی تو ہنس پڑا اور کہا کہ چلو کوئی حرج نہیں جہنم ہی سہی۔ پھر تمام کفار نے جمع ہو کر اپنے آگے ہُبل بُت رکھ لیا اور اسے طرح طرح کے کپڑے پہنا کر اسے سجدے کرنے لگے پھر حضور علیہ السلام کو بلایا۔ حضور علیہ السلام عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہاں تشریف لے گئے پھر ولید نے بُت کو کہا تو محمد (ﷺ) کے بارے میں کیا کہتا ہے۔ اس میں مسعر نامی ایک جن داخل ہو گیا اور حضور علیہ السلام کو گالیاں دینے لگا۔ اور رکیک قسم کے جملے بولے۔ ابن مسعود نے حیران ہو کر کہا کہ حضور یہ بُت کیا بکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابنِ مسعود ڈرو نہیں اس میں ایک راز ہے۔ پھر حضور ﷺ واپس لوٹے راستے میں آپ کو ایک سوار ملا۔ جس نے سبز رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ حضور علیہ السلام کو جب اس نے دیکھا تو گھوڑے سے اُتر پڑا۔ اور حضور علیہ السلام کو سلام کیا۔ آپ نے سلام کا

جواب دے کر فرمایا اے سوار تو کون ہے؟ تیرے سلام کرنے نے مجھے تعجب میں ڈال دیا ہے۔اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں قوم جنات سے تعلق رکھتا ہوں میری عمر کافی لمبی ہے۔ میں نوح علیہ السلام پر ایمان لا چکا ہوں۔کافی عرصہ سے میں وطن سے دور کسی کام کیلئے گیا ہوا تھا۔آج ہی واپس لوٹا، تو دیکھا کہ میری بیوی رو رہی ہے۔ میں نے رونے کا سبب پوچھا تو اس نے کہا، کیا تجھے مسعر شیطان کی خبر نہیں ہے۔ حضور علیہ السلام کے خلاف کیا کچھ نہیں کہا۔ میں نے اس کو صفا و مروہ کے درمیان پایا اور اسے قتل کر دیا یہ اس کا سر ہے۔اور یہ اس کا خون میری تلوار پر ہے اس کا بدن بغیر سر کے صفا و مروہ کے مابین پڑا ہوا ہے اور اس کی شکل کتے کی صورت ہوگئی ہے۔ حضور علیہ السلام خوش ہوئے اور اس کے لئے دعا فرمائی۔ پھر پوچھا تیرا نام کیا ہے۔اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرا نام مہین بن عبہر ہے اور میں طور سیناء کے پہاڑوں میں رہتا ہوں۔ پھر عرض کی یارسول اللہ ﷺ اگر آپ اجازت دیں تو میں بت کے پیٹ میں داخل ہو کر کفار کو گالیاں دوں۔ جیسا کہ مسعر خبیث نے آپ کے بارے میں بکواس کی تھی۔ حضور علیہ السلام نے اجازت دے دی چنانچہ دوسرے دن پھر کفار جمع ہوئے اور بت کو عمدہ کپڑے وغیرہ پہنا کر سامنے رکھ کر سجدہ کیا۔ پھر حضور علیہ السلام کو بھی بلایا۔ کفار بت کے سامنے سجدہ میں گر گئے۔اور تضرع وزاری سے کہنے لگے۔اے ہبل آج بھی کل کی طرح محمد (ﷺ) کے بارے میں کہہ۔ بت کے اندر سے آواز آئی اے مکہ کے باشندو تحقیق محمد ﷺ نبی برحق ہیں اور ایک اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔تمہارے بُت اور تم باطل ہو، گمراہ ہو اور گمراہ کرنے والے ہو پس اگر تم ان پر ایمان نہ لائے اور نہ ہی تصدیق کی تو یاد رکھو قیامت کے دن نارِ جہنم میں ڈالے جاؤ گے اور اس میں ہمیشہ کے لئے رہو گے۔ محمد (ﷺ) کی اتباع کرو اور ان کی تصدیق کرو کیونکہ وہ خیر البریہ ہیں۔

بت کے اندر سے جب یہ آواز کفار نے سنی تو ابوجہل نے غصہ میں بت کو زمین پر دے مارا اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے آگ میں جلا دیا۔حضور علیہ السلام خوش خوش واپس تشریف لائے اور راستہ میں پھر وہی جن مہین بن عبہر ملا۔ آپ ﷺ نے اس کا نام عبداللہ بن عبہر (رضی اللہ عنہ) رکھا۔

فوائد: (۱) کبھی اللہ تعالیٰ دشمن کو مہلت دیتے ہوئے اسے خوش کرتا ہے لیکن بالآخر فتح حق کی ہوتی ہے۔

(۲) جس طرح انسان رسول اللہ ﷺ کے عشق ومحبت سے سرشار ہیں۔ جنات کو بھی یہ دولت نصیب ہے تبھی تو حضرت عبداللہ بن عبہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے رشتہ دار کو قتل کر دیا۔

(۳) حضور سرور عالم ﷺ اپنے عشاق کی محبت کی داستانوں سے خوش ہوتے ہیں۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ وادی جنات میں:

حضور ﷺ جب حدیبیہ کے دن مکہ معظمہ سے واپس لوٹے تو راستہ میں پانی نہ ملنے پر مسلمان سخت پیاسے ہوگئے۔ حضور سرور عالم ﷺ نے مقام جُحفہ پہ قیام فرمایا اور حکم فرمایا کہ تم میں کون باہمت ہے جو فلاں کنویں سے پانی لے

آئے اور میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ایک شخص نے عرض کی۔میں جاتا ہوں۔آپ ﷺ نے ساتھ سقّوں کی ایک جماعت بھیجی۔سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ تھے۔فرماتے ہیں کہ جب ہم کنوئیں کے قریب پہنچے وہاں درخت بکثرت تھے ان سے عجیب وغریب آوازیں آرہی تھیں اور درخت عجیب ڈھنگ سے ہل رہے تھے اور ان سے آگ کے شعلے بلند ہوتے نظر آئے۔ہم اس سے سخت گھبرائے بالآخر ڈر کے مارے واپس آگئے۔حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا وہ جن تھے اگر میرے حکم پر تم چلے جاتے تو وہ تمہیں کچھ نہ کہتے۔اسکے بعد ایک اور صحابی نے جانے کا عرض کیا وہ بھی گئے تو ڈر کے مارے واپس آگئے۔آپ ﷺ نے فرمایا تم چلے جاتے تو کچھ نہ ہوتا۔صحابہ کی پیاس بڑھنے لگی تو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے بلا کر فرمایا کہ فلاں کنویں سے پانی لاؤ۔حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کاندھوں پر مشکیں اور ہاتھوں میں تلوار لی اور چل پڑے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ آگے چل رہے تھے اور یہ کلمات پڑھے۔

اعوذ بالرحمن ان ابیلا ☆ عن غرف جن اظهرت تنویلا

وواقده ینسر انها تهویلا ☆ وفرعه مع غرفها الطویلا

جب کنوئیں کے قریب پہنچے تو آوازیں آنے لگیں اور درخت ہلنے لگے۔اس سے ہم خائف ہوئے۔میرا خیال تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی پہلے دو صحابیوں کی طرح لوٹیں گے لیکن انہوں نے ہمیں فرمایا گھبراؤ نہیں میرے قدم بہ قدم چلتے آؤ۔ان چیزوں سے نہ ڈرو یہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گی۔جب ہم ان درختوں میں داخل ہوئے جہاں ہولناک آوازیں آتی تھیں اب وہاں سے سخت آگ کے شعلے نکلنے شروع ہوئے اور شعلوں سے کٹے ہوئے سر ظاہر ہونے لگے اس سے ہمارے اوسان خطا ہوگئے لیکن حضرت علی ان سروں سے گزر کر فرماتے رہے کہ میرے پیچھے چلے آؤ۔اور دائیں بائیں مت دیکھو۔اب کوئی خوف نہیں رہا۔ہم آپ کے پیچھے چلتے رہے یہاں تک کہ اس کنویں تک پہنچے۔ہم نے ایک ڈول کنویں میں ڈالا۔براء بن مالک نے ایک دو ڈول ہی پانی نکالا تھا کہ رسی ٹوٹ گئی اور ڈول کنویں میں گر گیا۔کنویں سے قہقہوں کی آوازیں آنے لگیں۔حضرت علی نے کہا کوئی ہے جو لشکر اسلام میں جا کر ایک اور ڈول لے آئے۔ساتھیوں نے کہا ہمارے بس سے باہر ہے کہ ہم ان درختوں کے درمیان سے گزریں۔حضرت علی کمر سے پٹکا باندھ کر کنویں میں اُتر گئے۔کنویں سے قہقہوں کی آوازیں اور زیادہ زوردار لہجے سے آنے لگیں۔جب حضرت علی کنویں کے درمیان میں پہنچے تو آپ کا پاؤں پھسل گیا اور آپ نیچے گر گئے کنویں سے عجیب وغریب شور اٹھا اور اسی طرح آوازیں آنے لگیں جیسے کسی کا گلہ گھونٹا جا رہا ہو۔اچانک حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر اللہ اکبر انا عبداللہ واخو رسول اللہ ﷺ پکارا اور کہا مشکیں نیچے پھینکو۔آپ نے تمام مشکیں پانی سے بھرلیں ان کے منہ باندھے اور ایک ایک کر کے باہر نکالیں۔بعد ازاں آپ نے دو مشکیں اٹھائیں اور ہم نے صرف ایک ایک۔جب ان درختوں کے پاس پہنچے تو جو کچھ بھی ہم نے دیکھا اور سُنا تھا وقوع میں نہ آیا۔ہم درختوں سے گزرنے

لگے تو ہمیں سہمگیں آواز سنائی دی ۔ ہاتف نے حضور علیہ السلام کی نعت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی منقبت پڑھنا شروع کی ۔ امیر المؤمنین نے تمام قصہ حضور علیہ السلام کو سنایا۔ ختمی مرتب ﷺ نے فرمایا وہ ہاتف عبداللہ جن تھا جس نے بتوں کے شیطان مسعر کو کوہ صفا میں قتل کیا تھا۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

چونکہ یہ کام سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے نام مقرر تھا۔ اسی لئے آپ اس کام میں کامیاب رہے۔ خوارج ونواصب نہ مانیں ان کی بدقسمتی ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ شیر خدا میں اگر ایسی جرأت نہ ہوتو پھر وہ شیر خدا کیسے۔ جس عبداللہ بن عبھر نے نعت مصطفی ﷺ ومنقبت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سنائی اس کا واقعہ ہم تفصیل سے پہلے عرض کر چکے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ نعت ومنقبت کا سلسلہ اہل ایمان میں قدیم، بزمانہ حبیب خُدا ﷺ مروج ہے یہاں تک کہ جو مسلمان ہے اس سے سرشار اور اس نعمت سے محروم ہے تو وہابی۔ نعت خوانی اور نعت گوئی اور نعت سُننا عبادت ہے۔ اس کی تحقیق فقیر کے رسالے ''نعت خوانی'' میں پڑھیئے۔

حکایت:

حجاج بن علاط چند سواروں کے ہمراہ مکہ کے ارادہ سے نکلے اور راستہ میں ایک غیر مانوس اور ہیبت ناک مقام پر رات ہوگئی۔ اہل قافلہ نے کہا کہ یہیں پر قیام کر لیجئے اور اپنے ساتھیوں کے لئے امان طلب کر لیجئے۔ ساتھیوں کے مشورہ کے مطابق پورے قافلے کے اردگرد گھومنے لگے اور شعر پڑھنے لگے۔

اعیذ نفسی واعیذ صبحی ☆ من کل جنی بھذا لنقب

حتی اعود رلماً در کبی

میں خود کے لئے اور اپنے ساتھیوں کے لئے ان جنات سے پناہ مانگتا ہوں جو اس وادی میں ہیں تاکہ میں اور میرے ساتھی بسلامت گزر جائیں۔ اچانک انہوں نے یہ آیت سنی: ''یا معشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذو امن اقطار السموٰت والارض (الایۃ)''۔ مکہ پہنچ کر انہوں نے کفار قریش کو اس کی اطلاع دی۔ کفار کہنے لگے ابو کلاب معلوم ہوتا ہے تو نے مذہب تبدیل کر دیا ہے کیونکہ جو تو کہہ رہا ہے اس کے بارے میں محمد یہ کہتا ہے کہ یہ آیت محمد (ﷺ) پر نازل کی گئی ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ واللہ میں نے اور تمام ساتھیوں نے سنا ہے اس کے بعد وہ مشرف بہ اسلام ہو گئے اور مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی اور وہاں ایک مسجد تعمیر کی جوان کے نام سے مشہور ہے۔ (حیٰوۃ الحیوان)

حکایت:

امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک روز حضرت ابن عباس سے کہا کوئی عجیب بات سناؤ۔ حضرت

ابن عباس ﷺ گویا ہوئے کہ مجھ سے ابوخزیم نے اپنا قصہ بیان کیا تھا کہ زمانہ جاہلیت میں ایک روز ان کا اونٹ گم ہو گیا لہٰذا وہ اس کی تلاش میں چلتے چلتے ابرق غراف میں پہنچ گئے (اس وادی کا نام جس میں جن رہا کرتے تھے) وہاں پہنچ کر انہوں نے سواری کے پاؤں باندھ دیئے اور اس وادی کے ایک ٹیلے پر سر رکھ کر لیٹ گئے اور یہ الفاظ کہنے لگے:

''اعوذ بعظیم هذا المكان'' میں اس کی عظیم شخصیت سے پناہ مانگتا ہوں۔ اچانک ایک آواز دینے والے نے ان کو آواز دے کر کہا:

''اعوذبالله ذی الجلال منزل الحرام والحلال'' اے پناہ مانگنے والے اللہ سے پناہ مانگ جو حلال اور حرام کے بارے میں احکام نازل کرنے والا ہے۔

''الله ولا تبال ماهول ذالجنی من الاهوال'' خدائے واحد کی توحید کا اعلان کر اور پھر کسی طرح کا اندیشہ نہ کر جنات کے شر و فتن سے بھی بے فکر ہو۔

میں نے اس سے کہا: ''یاایها الداعی فما تخیل ☆ ارشد عندل ام تضلیل'' اے پکارنے والے تیرا کیا خیال ہے کیا تیرے پاس دعوتِ خیر ہے یا تو شر کی جانب بلاتا ہے؟ اس نے میرے جواب میں کہا:

''هذا رسول الله ذوالخیرات ☆ جاء بیاسیسین و حامیمات'' یہ آنحضور ہیں بھلائیوں والے جن پر یٰسین نازل ہوئی اور بہت سی سورتیں جن کے شروع میں حٰم ہیں۔ ''بعد مفصلات ☆ ید عوالی الجنة والنجاة'' اور لمبی اور مختصر دونوں قسم کی سورتیں یہ لوگوں کو جنت اور نجات کی جانب لاتے ہیں۔

''یامر بالصلوة و بالصوم ☆ ویز جرالناس عن السیأت''

روزے نماز کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے لوگوں کو روکتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ میں نے آواز دینے والے سے دریافت کیا تم کون ہو؟ جواب دیا، میں مالک ابن مالک ہوں۔ مجھے نبی کریم ﷺ نے سنجد کے جنات کے پاس بھیجا۔ میں نے ان سے کہا کہ اگر کوئی میرے اس اونٹ کا محافظ ہوتا تو میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اسلام سے سرفراز ہوتا۔ انہوں نے مجھے یقین دلایا کہ اگر آپ حلقہ اسلام میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں تو انشاء اللہ میں تمہارے اونٹ کو بحفاظت تمہارے گھر تک پہنچا دوں گا۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے اپنی سواری کو مدینہ منورہ کی جانب روانہ کیا اور جمعہ کے روز وہاں پہنچ کر مسجد نبوی حاضر ہوا۔ دیکھا تو آپ خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ میں نے اپنی سواری کو مسجد کے دروازے پر بٹھایا اتنے میں آپ خطبہ سے فارغ ہو گئے تو ابوذر میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ نبی ﷺ آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ آپ کے اسلام کی اطلاع آنحضور ﷺ کو مل چکی ہے۔ آپ مسجد میں آیئے اور لوگوں کے ہمراہ نماز ادا کر لیجئے۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے غسل کیا اور مسجد میں نماز ادا کی۔ اس کے بعد رسالت مآب ﷺ نے مجھے بلایا اور ارشاد فرمایا کہ جس بوڑھے کو تم نے اونٹ کا ضامن بنایا تھا کیا اس نے تمہارے گھر پہنچا دیا؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے ساتھ رحم و کرم کا معاملہ فرمائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں اللہ اس پر رحم فرمائے۔

مقام بوانہ کا بت بولا:

ابو نعیم جبیر بن مطعم ؓ سے راوی ہیں کہ مقام بوانہ میں ہم نے ایک اونٹ بت کیلئے ذبح کیا تھا یکبارگی اس بت کے پیٹ سے ایک آواز سُنی گئی کہتا تھا، خبردار جِنّوں کا چُرانا اخبارِ آسمانی کو بسبب آنے وحی کے ختم ہو گیا اور جنوں کو شعلوں سے مارتے ہیں بسبب آنے ایک پیغمبر ﷺ کے ان کا نام احمد ﷺ ہے اور ہجرت گاہ انکی یثرب (مدینہ) ہے۔ جبیر کہتے ہیں کہ ہم متعجب ہو کر وہاں سے اٹھے اور بعد چند روز کے پیغمبر ﷺ کی پیغمبری مشہور ہوگئی۔

ذیاب بن حارث:

ابن شاہین وغیرہ محدثوں نے روایت کی ہے کہ ذہاب بن حارث نے کہا کہ میرا ایک جن دوست غیب کی خبر پہنچاتا تھا ایک دن میرے پاس آیا میں نے اُس سے کچھ پوچھا اس نے میری طرف بہ نگاہِ حسرت دیکھ کر کہا کہ اے ذیاب! تعجب کی بات سُن۔ حضرت محمد ﷺ کتاب لیکر خدا کی طرف سے مبعوث ہوئے ہیں لوگوں کو حق بات کی طرف بلاتے ہیں بعض لوگ نہیں مانتے، یہ کہکر چلا گیا۔ چند روز نہ گزرے تھے کہ آنحضرت ﷺ کی خبر پہنچی۔

فائدہ: عمرو بن ابی شیبہ نے بھی مثل اس قصے کے جموح بن غفاری سے روایت کیا ہے کہ ایک کاہن قبیلہ غفار میں تھا اُسے بھی اُسکا دوست جن یہی کہہ کر چلا گیا۔

حضرت عمر کی فراست:

ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت عمر ؓ مجلس میں بیٹھے تھے ایک شخص آیا، حضرت عمر نے اس سے کہا کہ تیرے قیام سے معلوم ہوتا ہے کہ تو کاہن تھا اور جنوں سے تیری صحبت رہی تھی، اُس نے کہا ہاں، حضرت عمر نے فرمایا کہ کیا اب بھی تمہیں صحبتِ جنات ہے یا نہیں؟ اُس نے کہا نہیں۔ اس لئے کہ قبلِ اسلام ایک دن میرے دوست جن آئے اور کہا یاسالم یا سالم جاء الحق المبین والخیر الدائم غیر حلم النائم اللہ اکبر، یعنی اے سالم اے سالم آیا حق ظاہر اور نیکی ہمیشہ کیلئے نہ خواب سونے والی کا، اللہ بہت بڑا ہے۔ ایک شخص اُس مجلس میں حاضر تھا اُس نے کہا کہ مجھے بھی ایک بار ایسے ہی قصہ کا اتفاق ہوا ہے کہ ایک دن میں ایک میدانِ صاف جنگل میں چلا جاتا تھا اور اِدھر اُدھر سے کوئی نظر نہ آتا تھا یکبارگی ایک شتر سوار نمودار ہوا اُس نے با آواز بلند کہا یا احمد یا احمد اللہ اعلی وامجد اتاک ماوعدک من

الخیر یا احمد یعنی اے احمد اے احمد! اللہ بہت بلند اور بہت بزرگ ہے اور اللہ نے آپ سے خیر کا وعدہ کیا ہے اے احمد۔ یہ کہہ کر وہ میری نگاہ سے غائب ہو گیا۔

انصاری کا قصہ:

ایک انصاری نے کہ اس مجلس میں حاضر تھا بیان کیا کہ میں ملک شام کو گیا تھا ایک بار زمینِ بے آب و کاہ میں چلا جاتا تھا یکبارگی اشعار سنے کہ مضمون ان کا یہ ہے کہ ایک ستارہ چمکا اور اُس نے مشرق و مغرب کو روشن فرمایا کہ جو کوئی ان کی تصدیق کرے فلاح پائے۔ اللہ نے ان کے امر کو ثابت کیا۔

مُبلغ جنّ:

ابو نعیم اور ابن عسا کر نے ایک شخص جو قبیلہ بنی خثعم سے تھا روایت کی ہے کہ عرب کا قاعدہ تھا کہ حرام و حلال کو نہیں پہچانتے تھے اور بتوں کو پوجتے تھے آپس میں کچھ جھگڑا ہوتا تھا تو بتوں کے روبرو جاتے اور حال بیان کرتے اور جوان کے پیٹ میں سے آواز آتی اس پر عمل کرتے۔ ایک بار رات کو ہم بابت ایک جھگڑے کی وجہ سے ایک بت کے پاس بیٹھے تھے اور منتظر آوازِ غیبی تھے یکبارگی اس بت کے پیٹ سے آواز آرہی تھی انکا ترجمہ یہ ہے۔ اے آدمیوں بتوں سے حکم چاہتے ہو کیوں اس کی کیا وجہ ہے۔ ہم یہ آواز سن کر وہاں سے بھاگے اور سخت پریشان ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہے اور یہ قصہ بہت مشہور ہو گیا یہاں تک کہ بعد کو خبر پہنچی کہ رسولِ خدا ﷺ مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے پھر مدینہ کو ہجرت کر گئے۔ اسکے بعد ہم سب لوگ مسلمان ہو گئے۔

بت کی آواز:

سعید بن عمر مغربی سے مروی ہے کہ میرے والدین نے ایک دن ایک بکری ذبح کی اس کے پیٹ سے آواز آئی وہ اشعار تھے ان کا ترجمہ یہ ہے کہ تعجب ہے کہ مکّہ میں عبداللہ کی اولاد سے نبی پیدا ہوئے اور بتوں کے لئے ذبح کرنے کی ممانعت کی گئی۔ میرا باپ یہ آواز سُن کر مکّہ کو گیا کسی نے اس کو آپ کا نشان دیا یہاں تک حضرت ابو بکر صدیق نے کہا کہ ہاں محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہمارے درمیان میں پیغمبر خدا ﷺ ہیں تمہیں چاہئے کہ ان پر ایمان لے آؤ۔

جنات کی غلامی:

ابن سعد نے جعد بن قیس مرادی سے روایت کی ہے کہ ہم چار آدمی اپنے وطن سے بارادہ حج روانہ ہوئے۔ راہ میں ملکِ یمن کے ایک جنگل میں چلے جاتے تھے کہ ایک آواز آئی وہ اشعار تھے اس کا ترجمہ یہ ہے: اے سوار و جانے والے جب زمزم اور حطیم پر تم پہنچو تو ہمارا اسلام پہنچانا محمد ﷺ کو جنہیں اللہ نے پیغمبر کیا ہے اور یہ کہنا کہ ہم تمہارے دین کے تابعدار ہیں اسی بات کی وصیت کی تھی ہمیں مسیح بن مریم نے۔

بلال بن حارث کا بیان:

امام احمد اور بزار اور ابو یعلیٰ اور بیہقی و دیگر محدثین نے کہا بلال بن حارث سے مروی ہے کہ ایک بار ہم آنحضرت ﷺ کے ہمراہ سفر میں تھے، مقام عرج میں اقامت ہوئی، میں اپنے خیمے سے آپ ﷺ کی ملاقات کے لئے گیا۔ کیا دیکھا کہ آپ لشکر کے خیمے سے دور جنگل میں تنہا تھے جب میں وہاں پہنچا، غوغا و شور میرے کانوں میں پہنچا گویا لوگ آپس میں کچھ جھگڑا کر رہے ہیں۔ میں نے توقف کیا اور سمجھا کہ مردانِ غیب کا ہجوم آپ کے پاس ہے یہاں تک کہ آپ خود وہاں سے اُٹھ کر تبسم کرتے ہوئے تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ غوغا اور شور کیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ مسلمان جنوں کو کافروں کے ساتھ سکونت کا نزاع تھا اور میرے پاس فیصلہ کے لئے آئے تھے میں نے فیصلہ کردیا کہ مسلمان جبش میں اور کافر غور میں سکونت رکھیں اور آپس میں نہ ملیں۔ کثیر بن عبداللہ راوی حدیث کہتے ہیں کہ میں نے تجربہ کیا ہے کہ ملکِ جبش میں جسے جن کا آسیب ہوتا ہے جلد شِفا پا جاتا ہے اور ملک غور میں جسے آسیب ہوتا ہے ہلاک ہو جاتا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھے حضرت اسماء بنت ابی بکر سے حدیث بیان کی گئی ہے:

"حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر ہجرت کو تشریف لے گئے تو تین راتوں تک ہمیں جستجو ہوئی کہ آپ کس طرف گئے ہیں حتیٰ کہ مکہ کی نچلی جانب سے ایک جن ظاہر ہوا جو عرب کے بول والے اشعار گا رہا تھا۔ لوگ اس کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے اور اس کی آواز کو سُنتے اس کو دیکھتے نہیں تھے حتیٰ کہ وہ مکہ کی نچلی جانب سے نکل گیا وہ یہ کہہ رہا تھا:

جزی اللّٰہ رب الناس خیر جزائہ ☆ رفیقین قالا خیمتی ام معبد

ھما نزلا بالبر ثم ترحلا ☆ فافلح من امسی رفیق محمد

الیھن بنی کعب مقام فتاتھم ☆ ومقعدھا للمومنین بمرصد

ترجمہ: انسانوں کا پروردگار اللہ تعالیٰ بہترین جزاء عطا فرمائے ان دو ساتھیوں پر جنہوں نے ام معبد کے خیموں میں قیلولہ کیا۔

یہ دونوں میدان میں اُترے پھر کوچ کیا پس وہ کامیاب ہو گیا جس نے محمد ﷺ کا رفیق بن کر شام کی۔

حضرت اسماء فرماتی ہیں جب ہم نے اس کی بات سُنی تو معلوم ہوا کہ آپ کس طرف کو تشریف لے گئے ہیں۔ آپ اس وقت مدینہ منورہ کا رُخ فرما گئے تھے۔

سعد بن معاذ و سعد بن عبادہ کے اسلام کی خبر:

حضرت محمد بن جبس بن جبر فرماتے ہیں کہ قریش نے جبل ابو قبیس پر ایک بلند آواز سُنی کوئی کہہ رہا تھا۔

فان یسلم السعدان یصبح محمد ☆ بمکة لا یخشی خلاف مخالف

ترجمہ: اگر دونوں سعد مسلمان ہو جائیں تو آنحضرت ﷺ مکہ میں کسی مخالف کی مخالفت سے فکر مند نہیں ہوں گے۔

تو ابوسفیان اور اشرافِ قریش نے کہا یہ سعدان کون ہیں؟ کیا یہ سعد بن ابی بکر، سعد بن زید اور سعد بن قضاعہ ہیں۔

جب دوسری رات ہوئی تو انہوں نے جبل ابوقبیس پر (دوبارہ) آواز سنی:

ایا سعد سعد الاوس کن انت ناصرا ☆ ویا سعد سعد الخزرجین الغطارف

اجیبا الی داعی الهدیٰ و تمنیا ☆ علی الله فی الفردوس زلفة عارف

فان ثواب الله لطالب الهدی ☆ جنان فی الفردوس ذات رفارف

ترجمہ: (۱) اے قبیلہ اوس کے سعد! تم مددگار ہو جاؤ اور اے صاحبِ سخاوت قبیلہ خزرجین کے سعد تم بھی۔

(۲) تم دونوں ہدایت کے داعی (محمد ﷺ) کو لبیک کہو اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنت الفردوس میں عارف (خداوندی) کے قرب جیسی تمنا کرو۔

(۳) کیونکہ ہدایت کے طالب کا نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنّات الفردوس میں لکھا ہے جو فر کے بچھونے تکیے ریشمی باریک کپڑوں والی ہیں۔

تو قریش نے کہا یہاں تو سعدان سے حضرت سعد بن عبادہ اور حضرت سعد بن معاذ ہیں۔

فائدہ: حضرت عبدالمجید بن ابی جبس فرماتے ہیں کہ رات کے کسی حصہ میں مدینہ شریف میں سُنا گیا کہ ہاتف یہ کہہ رہا تھا۔

خیر کهلین فی بنی الخزرج الغر ☆ و یسیر و ا سعد بن عبادة

المجیبان اذا دعا احمد الخیر ☆ فنا لتهما هناک السعادة

ثم عاشا مهذ بین جمیعا ☆ ثم لقا هما الملیک لشهادة

ترجمہ: (۱) شان والے بنوخزرج قبیلہ کے بوڑھوں کے بہترین لوگو! سعد بن عبادہ کی طرف چلو۔

(۲)۔ جب آنحضرت ﷺ نے ان کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے لبیک کہی اور ان دونوں کو اسی وقت سعادت حاصل ہوگئی۔

(۳) پھر ان دونوں نے مہذب زندگی گزاری، پھر ان کو اللہ تعالیٰ نے شہادت عطا فرمائی۔

جنگِ بدر میں کفّار کی شکست کی اطلاع:

حضرت قاسم بن ثابت روایت کرتے ہیں کہ جب قریش مکہ جنگِ بدر کیلئے نکلے تھے جس دن ان پر مسلمانوں نے فتح پائی تھی اس دن مکہ میں ایک جن نے ترنم سے آواز کے ساتھ یہ اشعار کہے تھے جب کہ وہ خود نظر نہیں آرہا تھا۔

ازار الحنیفیون بدرا وقیعة ☆ ینقض فیھا رکن کسریٰ و قیصرا

ابادت رجالا من لؤی وابرزت ☆ حرائر یضر بن الترائب حسرا

نیاویح من امسیٰ عدو محمد ☆ لقد حاد عن قصد الھدیٰ و تحیرا

ترجمہ:

(۱) حنیفیون نے جنگِ بدر میں خوب اُکسایا، اس میں قیصر و کسریٰ کی بنیادیں اُکھڑ جائیں گی۔

(۲) قبیلہ لؤی کے جوانوں کو ضائع کردیا اور ان کی عورتیں باہر نکل کر حسرت کے ساتھ سینہ پیٹنے لگیں۔

(۳) بہت افسوس اس پر جس نے حضرت محمد ﷺ سے دشمنی کی وہ ہدایت کے ارادہ کرنے سے ہٹ گیا اور حیران و پریشان رہا۔

(تو کسی نے ان میں سے کہا یہ حنیفیون کون ہیں۔ تو انہوں نے کہا یہ محمد (ﷺ) اور ان کے اصحاب ہیں جن کا دعویٰ یہ ہے کہ یہ حضرت ابراہیم کے دینِ حنیف پر ہیں) اس کے بعد کچھ دیر نہ گزری تھی کہ ان کے پاس (فتح مسلمان کی) پکی خبر بھی پہنچ گئی۔

بعثت مبارکہ کے بعد

یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ انسانوں کے علاوہ جنوں کے بھی رسول ہیں کیونکہ مسلمانوں کے مذاہب میں سے کسی نے اختلاف نہیں کیا کہ آپ ﷺ انسانوں اور جنات دونوں کی طرف مبعوث فرمائے گئے ہیں۔ بخاری اور مسلم شریف کی حدیث "بعثت الی الاحمر والاسود" کی تفسیر اسی سے کی گئی ہے کہ میں جنات اور انسانوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

فائدہ: الاحمر والاسود میں انسان اور جن دونوں شامل ہیں اور علماء کرام رحمھم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو دونوں ثقلین (جنات اور انسانوں) کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے ان کا آپ پر ایمان لانا لازم کیا ہے اور جس کو آپ ساتھ لے کر آئے ہیں اور آپ کی اطاعت بھی لازم فرمائی ہے اور یہ کہ وہ اس کو حلال جانیں جس کو آپ نے حلال فرمایا اور اس کو حرام جانیں جس کو آپ نے حرام فرمایا، اور اس سے محبت رکھیں جس سے آپ نے محبت فرمائی اور اس کو ناپسند کریں جس کو آپ نے ناپسند کیا۔ اور ہر وہ شخص جس پر آپ ﷺ کی رسالت کی دلیل قائم ہو چکی ہو چاہے وہ انسان ہو یا جن اور وہ آپ پر ایمان نہ لائے تو وہ اللہ کے عذاب کا مستحق ہے، جیسا کہ وہ کافر اللہ کے عذاب کے مستحق ہیں جن کی طرف اللہ نے رسول مبعوث فرمائے تھے اور یہ ایسا اجماعی (بالاتفاق) قانون ہے جس پر صحابہ کرام تابعین عظام اور جملہ ائمہ مسلمین اہلسنت کے علاوہ دیگر جماعتوں کا بھی اتفاق ہے۔ (لقط المرجان)

احادیث مبارکہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

انطلق رسول الله ﷺ فی طائفه من اصحاب عامدین الی سوق عکاظ وقد حیل بین الشیاطین و بین خبر السماء وارسلت علیهم الشهب فرجعت الشیاطین الی قومهم فقیل عین بیننا وبین خبرالسماء وارسلت الینا الشهب قالنا حال بینکم وبین خبرالسماء الاشیٔ حدث فاضر بوالمشارق الارض ومغاربها فانظروا ماهذاالذی حال بینکم وبین خبرالسماء فانطلقو ایضربون مشارق الارض ومغار بها فانصرف اولئک النفرالذین تو جهو انحو تهامة الی رسول الله ﷺ وهو بنخلة وهو یصلی باصحابه صلوٰة الفجر فلما سمعو االقرآن استمعوا الیه فقالو هدوالله والذی حال بینکم وبین خبرالسماء فهنا لک لمارجعوا الی قومهم قالواانا سمعنا قرآنا عجبا یهدی الی الرشد فآمنابه ویدتشرک بربنا احداً۔ (بخاری ومسلم وترمذی)

یعنی حضور سرور عالم ﷺ اپنے صحابہ کرام کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر عکاظ بازار کے ارادہ سے روانہ ہوئے اور اس وقت شیاطین کے سامنے آسمان کے درمیان رکاوٹ پڑگئی تھی اور ان پر شہاب چھوڑے گئے تھے۔ یہ شیاطین جب اپنی قوم کی طرف لوٹے اور کہا تمہارے اور آسمان کی اطلاع کے درمیان کوئی شے رکاوٹ بن گئی ہے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نئی شے وجود میں آئی ہے تم زمین کی مشرق ومغرب میں پھیل جاؤ اور دیکھو کونسی شے تمہارے اور آسمان کی خبر کے درمیان حائل ہوئی ہے۔ چنانچہ وہ زمین کے کونے کونے چھاننے لگے ایک گروہ تہامہ کی جانب حضور سرور عالم ﷺ کی جانب آیا اس وقت آپ مقام نخلہ میں اپنے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو نماز فجر پڑھا رہے تھے جب انہوں نے قرآن سنا تو اس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے قسم بخدا! یہی چیز ہے جو تمہارے اور آسمان کی اطلاع کے درمیان حائل ہے، اس وقت یہ اپنی قوم کی طرف لوٹ آئے، اور کہنے لگے اے ہماری قوم (جنات) ہم نے کلامِ عجیب سنا ہے جو ہدایت کی رہنمائی کرتا ہے پس ہم اس پر ایمان لائے ہیں اور ہم اپنے پروردگار کا ہرگز کوئی شریک نہیں بنائیں گے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ جس کا جی چاہے کہ وہ جنوں کو دیکھے تو میرے ساتھ چلے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے سوا کوئی حاضر نہ ہوا آپ مجھے ساتھ لیکر چلے۔ مکہ شریف کے ایک اونچے مقام پر پاؤں مبارک سے دائرہ کھینچ کر فرمایا یہاں بیٹھے رہو۔ آپ نے آگے چل کر قرآن مجید پڑھنا شروع کیا تو ایک کثیر جماعت نے گھیر لیا۔ میں نے سنا کہ جنات نے کہا کہ آپ کی رسالت کی گواہی کون دیگا؟ وہاں ایک درخت قریب تھا آپ نے فرمایا کہ اگر یہ درخت گواہی دے تو تم مان جاؤ گے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ اس پر آپ نے درخت کو بلایا

اس درخت نے گواہی دی۔ جنات اس کے بعد مسلمان ہو گئے۔

فائدہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کسی صحابی نے پوچھا کہ آپ جس رات حضور ﷺ کے ساتھ جنوں کے پاس گئے تو اس کی کیفیت کیا تھی؟ فرمایا کہ اس رات اصحابِ صفہ کو لوگ کھانے کے لئے لے گئے اور صرف میں رہ گیا آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا تمہیں کوئی نہیں لے گیا؟ میں عرض کی نہیں۔ آپ نے دولت کدہ میں تشریف لے جا کر بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کھانے کا پوچھا تو انہوں نے عرض کی کچھ نہیں۔ میں کھانے سے مایوس ہو کر مسجد شریف میں چلا گیا اور کپڑا لپیٹ کر سو رہا تھا کہ ایک بچی آئی اس نے کہا کہ رسول اکرم ﷺ بلاتے ہیں۔ میں حاضر ہوا کھانے کی توقع پر۔ آپ باہر تشریف لائے اور آپ کے ہاتھ میں چھوہارے کی چھڑی تھی وہ آپ نے میرے سینے پر لگائی اور فرمایا کہ میرے ساتھ چلو جہاں میں چلوں اور کچھ بتایا کہ میں نے تین بار پڑھ لیا پھر میں آپ کے ساتھ چلا۔

جنات کی حاضری:

"آکام المرجان" میں ہے کہ جنات کی احادیث سے چھ بار حاضری ثابت ہے۔

(۱) مکہ میں۔ وہ یوں ہوا کہ آپ اچانک گھر سے باہر چلے گئے صحابہ کرام کو بسیار تلاش کے باوجود آپ نہ مل سکے، صبح کے وقت آپ غار کی جانب سے مکہ شریف میں تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے پاس جنوں کا قاصد آیا میں ان کے پاس چلا گیا اور انہیں قرآن مجید سنایا۔ (رواہ ابوداؤد)

(۲) مقام حجون میں خود جنات حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔

(۳) مدینہ طیبہ بقیع الغرقد (جنۃ البقیع) میں حاضر ہوئے یہ مقام حجون اور بقیع الغرقد کے درمیان ہے۔ دونوں موقعوں میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔

(۴) خارج از مدینہ پاک۔ اس موقع پر آپ کے ساتھ دوسرے صحابہ بھی تھے۔

(۵) ایک سفر میں جنوں نے حاضری دی اسوقت آپ کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے۔

نوٹ: ان حاضریوں کے علاوہ بھی جنات بارگاہ رسول اللہ ﷺ میں متفرق طور یا فرداً فرداً حاضر ہوتے رہے اس طریقہ سے وہ حضرات صحابیت کے مرتبۂ عالیشان پر فائز تھے۔ ان کی تعداد تو معلوم نہیں چند جن صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر آئیگا (انشاء اللہ)۔

جنات کی عبادات

جب جنات شریعت مطہرہ کے مکلف ہیں تو پھر جملہ عبادات اسطرح بجالانا ضروری ہے جوایک مکلف کے لائق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسانوں کی طرح بعض جن بہت عبادت گزار ہیں اور انکے بعض عبادت گزار چور بھی ہیں جیسے ہم انسانوں کا حال ہے۔ فقیر جنات کی عبادات کے چند نمونے عرض کرتا ہے۔

تہجد:

علاوہ دیگر عبادات کے وہ تہجد گزار بھی ہیں چنانچہ حضرت یزید رقاشی فرماتے ہیں کہ حضرت صفوان بن محرز مازنی جب تہجد کی نماز کے لئے رات کو اٹھتے تھے تو ان کے ساتھ گھر میں رہنے والے جنات بھی تہجد کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے۔ اور یہ بھی نماز ادا کرتے تھے۔ ہم انکی تلاوتِ قرآن بھی سنا کرتے تھے۔ راوی نے یزید رقاشی سے پوچھا کہ (صفوان) کو اسکا علم کیسے ہو جاتا تھا؟ فرمایا جب چیخ و پکار سنتے تھے تو گھبرا جاتے تھے تو انکو آواز آتی تھی کہ اے اللہ کے بندے گھبراؤ مت، آپ کے بھائی آپ کے ساتھ نماز تہجد کے لئے کھڑے ہوئے ہیں، اس کے بعد اس وجہ سے ان کی وحشت ختم ہوگئی تھی۔

(لقط المرجان)

فائدہ:

ثابت ہوا کہ جنات آباد مقامات اور انسانوں کے مکانات میں بھی ہوتے ہیں لیکن وہ انہیں ضرر نہیں پہنچاتے۔

سماع القرآن:

حدیث شریف میں ہے: حضرت معاذ بن جبل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من صلی منکم من اللیل فلیجهر بقراء ته فان الملائکة تصلی بصلاته وتسمع لقراء ته وان مؤمنی الجن الذین یکونون فی الهواء وجیرانه معه فی مسکنه یصلون بصلاته ویستمعون لقراءَ ته وانه لیطرده بجهره بقراءَ تِه من داره ومن الدور التی حولهُ فساقُ الجن ومردةِ الشیاطین.

(الحاوی للفتاوی، ص ۳۰۰، ج ۲)

ترجمہ: تم میں سے جو آدمی رات کی نماز ادا کرے تو چاہیے کہ اونچی آواز سے قرأت کرے کیونکہ فرشتے بھی اس کی نماز کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں اور اسکی تلاوت کو سنتے ہیں۔ اور مومن جنات جو ہوا میں ہوتے ہیں یا اسکے پڑوسی ہوتے ہیں وہ بھی اسکے ساتھ نماز ادا کرتے اور اسکی تلاوت کو سنتے ہیں اور انسان کا اونچی آواز سے تلاوت کرنا اس کے اپنے گھر اور آس پاس کے گھروں سے شریر جنات اور سرکش شیاطین کو بھگا دیتا ہے۔

فائدہ :

ثابت ہوا کہ عملیات کے ذریعے جنات کو بھگایا جا سکتا ہے۔ عامل اگر باعمل ہو اور قرآن اور حدیث وعملیاتِ اولیاء سے جنات نکالے تو جائز ہے۔

تلاوت:

امام ابن صلاح سے اس آدمی کے متعلق سوال کیا گیا جو کہتا ہے کہ شیطان اور اس کی جماعت کو قدرت ہے کہ وہ تلاوتِ قرآن کر سکتے ہیں اور نماز بھی پڑھ سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا قرآن اور حدیث کے ظاہری دلائل سے ان کے لئے قرآن کا تلاوت کرنا معلوم نہیں ہوتا اس سے انکا نماز نہ پڑھنا بھی معلوم ہو رہا ہے کیونکہ تلاوتِ قرآن نماز کا ایک جز ہے اور یہ بات تو پختہ ہے کہ حضرات ملائکہ کرام کو تلاوت قرآن کی فضیلت عطا نہیں کی گئی حالانکہ یہ اس کے حریص ہیں کہ قرآن پاک کو انسانوں سے سنیں، یہ تلاوتِ قرآن ایسا شرف ہے جس کا اعزاز انسانوں کو عطا فرمایا ہے۔ ہاں یہ بات درست ہے کہ جنات کے قرآن پاک پڑھنے کی بات بھی ہمیں پہنچی ہے۔ (فتاوٰی ابن صلاح)

جنات کی مساجد

حضرت سعید بن جبیر ذکر کرتے ہیں کہ جنات نے نبی پاک ﷺ سے عرض کیا ہم آپ کی مساجد میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے کیسے حاضر ہوں؟ ہم تو آپ سے کہیں دور دراز علاقوں میں رہتے ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

وان المساجد للّٰہ فلا تدعوا مع اللہِ احدا۔ (سورۃ الجن آیت ۱۸)

ترجمہ: اور سب مساجد اللہ کے لئے ہیں (جہاں چاہو نماز ادا کر لیا کرو مسجد نبوی میں آکر نماز ادا کرنا لازمی نہیں بس اس بات کا لحاظ رکھو) کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کرنا (جیسا کہ یہود ونصارٰی نے کیا) (تفسیر مظہری)

حج وعمرہ:

جنات بھی حج وعمرہ کرتے ہیں لیکن یہ ویزے کے چکروں سے فارغ ہیں۔

حکایت:

حضرت ابوالزبیر فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن صفوان کے ساتھ بیت اللہ شریف کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک ایک سانپ عراقی دروازہ سے داخل ہوا اور بیت اللہ شریف کا سات مرتبہ طواف کیا پھر حجر اسود کے پاس آکر اس کو استلام کیا۔ تو اس کو حضرت عبداللہ بن صفوان نے دیکھ کر فرمایا اے جنّ تو نے اپنا عمرہ اب پورا کر لیا ہے ہمارے بچے تم سے ڈر رہے ہیں تم اب چلے جاؤ چنانچہ وہ جہاں سے آیا تھا اسی طرف کو واپس ہو گیا۔ (لقط المرجان)

فائدہ:

ثابت ہوا کہ جنات نظر آسکتے ہیں لیکن نگاہ عبداللہ بن صفوان جیسی ہو۔اس میں نیچری فرقہ کا رد ہے۔

حکایت:

حضرت طلق بن حبیب فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کے ساتھ ایک پتھریلی زمین پر بیٹھے تھے کہ سایہ سمٹ گیا اور محافل برخواست ہوگئیں۔ہم نے اچانک دیکھا کہ بریق مقام سے باب بنی شیبہ سے ایک سانپ نمودار ہوا تو لوگ اس کو نظر اٹھا کر دیکھنے لگے۔اس نے کعبہ کے گرد سات مرتبہ طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے (طواف کی) دو رکعتیں پڑھیں تو ہم اس طرف چلے گئے اور اس سے کہا اے عمرہ کرنے والے اللہ نے تمہارا عمرہ پورا کر دیا ہے، یہاں پر ہمارے غلام اور بے وقوف (ناسمجھ بچے اور عورتیں) بھی ہیں ہم ان کی خاطر تم سے ڈر رہے ہیں۔تو اس نے اپنے سر سے بطحا کی چوٹی پر چھلانگ لگائی اور اپنی دم اس پر جارکھی پھر وہ آسمان کی طرف اڑ گیا اور ہماری نظروں سے اوجھل ہوگیا

(تاریخ مکہ صفحہ ۱۷)

فائدہ:

نیچری مذہب کی تردید واضح ہے اور وہ لوگ جو انبیاء واولیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام کے تصرفات کے منکر ہیں وہ بھی ایسے واقعات سے عبرت حاصل کر کے شرک کے فتوی سے باز آجائیں۔

جنات کی نیکوں سے عقیدت

جس طرح انسانوں میں اہلسنت کو نیک لوگوں سے عقیدت ہے یونہی جنوں کے سنیوں کو نیکوں سے عقیدت ہوتی ہے چنانچہ منقول ہے کہ حضرت ابوطفیل فرماتے ہیں کہ زمانہ جہالت میں جنات کی ایک عورت وادی ذی طویٰ میں رہتی تھی اس کا صرف ایک بیٹا تھا اور کوئی اولاد نہ تھی یہ اس سے بڑی محبت کرتی تھی یہ نوجوان اس قوم میں بڑے مرتبہ کا تھا۔اس نے شادی کی اور اپنی بیوی کے پاس آیا۔جب سات راتیں گزریں تو اپنی ماں سے کہا، اے اماں میں چاہتا ہوں کہ کعبہ کا سات دفعہ دن کو طواف کروں، اس کو ماں نے کہا اے بیٹے میں تمہارے متعلق قریش کے بے وقوفوں سے ڈرتی ہوں۔تو لڑکے نے کہا مجھے امید ہے کہ میں صحیح وسالم لوٹ آؤں گا، چنانچہ ماں نے اس کو اجازت دے دی اور یہ سانپ کی شکل اختیار کر کے چلا اور سات بار بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے نماز ادا کی پھر واپس آنے لگا تو بنی سہم قبیلہ کے ایک نوجوان نے اس کو قتل کر دیا تو اس پر مکہ میں جنگ بھڑک اٹھی اور پہاڑ بھی دکھائی نہ دیتے تھے۔حضرت ابوالطفیل فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ یہ غیرت کی جنگ بہت شان والے جن کی موت پر ہی بھڑکتی ہے، جب صبح ہوئی تو جنات کے ہاتھوں

بہت سے بنی سہم قبیلہ کے لوگ اپنے اپنے بستروں پر مردہ پڑے تھے۔ اس جوان کے علاوہ ستر بوڑھے بھی کام آئے تھے۔

(لقط المرجان)

فائدہ:

جنات کو ایک نیک جن کی غیرت نے بھڑکایا۔ انسانوں میں بھی سنی مسلمان ایمان کی حرارت سے گستاخ نبی وولی (علیٰ نبینا وعلیہم السلام) کو نہیں چھوڑتے۔

عمرہ کرنے والا جن:

حضرت عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمرو کے ساتھ مسجد الحرام میں موجود تھے کہ ایک سفید اور سیاہ رنگ کا سانپ آیا اور کعبہ شریف کا سات مرتبہ طواف کیا اور پھر مقام ابراہیم کے پاس آیا گویا وہ نماز ادا کر رہا تھا۔ تو حضرت عبداللہ بن عمرو اس کے پاس آئے اور کھڑے ہو کر کہا اے سانپ امید ہے کہ تو نے عمرہ کے مناسک پورے کر لئے ہیں اب میں تمہارے بارے میں اپنے علاقہ کے کم عقلوں سے ڈرتا ہوں کہ وہ تمہیں قتل نہ کر دیں تم یہاں سے چلے جاؤ۔ تو وہ گھوما اور آسمان کی طرف اُڑ گیا۔ (دلائل النبوۃ ابونعیم)

جنات اور ختم قرآن:

جنات نیک محافل میں شرکت کرتے ہیں چنانچہ حضرت ابن عمران التمار فرماتے ہیں کہ میں ایک دن فجر سے پہلے حضرت حسن بصری کی مجلس کے لئے نکلا دیکھا کہ مسجد کا دروازہ بند ہے اور ایک شخص دعا مانگ رہا ہے اور پوری جماعت اس کی دعا پر آمین کہہ رہی ہے، چنانچہ میں بیٹھ گیا، حتیٰ کہ موذن آیا اور اذان دے کر مسجد کا دروازہ کھولا۔ میں اندر داخل ہوا تو وہاں حضرت حسن بصری اکیلے تشریف فرما تھے ان کا رخ قبلہ کی طرف ہے، میں نے عرض کیا کہ میں فجر ہونے سے پہلے آیا تھا اس وقت آپ دعا کر رہے تھے اور لوگ آمین کہہ رہے تھے۔ جب میں اندر آیا تو آپ کے سوا کسی کو نہ دیکھا۔ انہوں نے فرمایا یہ اہل نصیبین کے جنات تھے یہ شب جمعہ ختم قرآن میں میرے پاس آتے ہیں اور پھر چلے جاتے ہیں (لقط المرجان)

فائدہ:

اس سے ثابت ہوا کہ انسانوں کی طرح سُنی جن اولیاء کرام کی محافل کے عاشق ہیں۔

جنات اور مقاماتِ نماز:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لاتحدثوا فی القرع فانہ' مصلی الخافین"۔ (مجمع بحار الانوار، ص ۲۵۳)

ترجمہ: سبز گھاس وغیرہ پر قضائے حاجت نہ کیا کرو کیونکہ وہ جنات کی نمازوں کی جگہیں ہیں۔

فائدہ:

عوام ایسی غلطیوں میں عموماً مبتلا ہوتے ہیں۔ بے شمار واقعات سننے میں آئے ہیں کہ فلاں شخص کو گھاس کاٹتے یا گھاس پر سے گذرتے ہوئے سانپ نے ڈنسا اور وہ مرگیا یا بڑے اخراجات خرچ کرنے کے بعد وہ روبصحت ہوا۔

ایک واقعہ تو فقیر کے دور میں بھی ہوا وہ یہ ہے کہ ایک نوجوان نے گھاس کاٹتے ہوئے گھاس کو پکڑا تو اسے ایک لمبے اور سیاہ سانپ نے ڈسا۔ اسے فوراً ہسپتال لے جایا گیا کئی روز تک زیر علاج رہا اور اس پر بہت خرچا ہوا تب کہیں صحتیاب ہوا۔

شفقتِ رسول ﷺ

یہ رسول اللہ ﷺ کی وسعت علمی کی دلیل تو ہے ہی کہ آپ کے علم میں ہے کہ کون کہاں رہتا ہے لیکن امت پر شفقت کا کمال بھی بے مثال ہے کہ امت کو ہر موڑ پر ہر دکھ و رنج سے بچنے کی تدبیر بتائیں۔

جنات کا سلام بر رسول ﷺ کا پیام سلام:

حضرت ابنِ عباس فرماتے ہیں کہ ایک شخص خیبر سے چلا تو دو شخص اس کے پیچھے چل پڑے۔ پھر ایک اور ان دو کے پیچھے لگ گیا، وہ یہ کہہ رہا تھا کہ تم دونوں لوٹ آؤ، تم دونوں لوٹ آؤ حتی کہ اس نے ان کو پکڑ لیا اور ان کو لوٹا دیا۔ پھر وہ پہلے شخص سے ملا اور بولا یہ دونوں شیطان ہیں۔ میں ان دونوں کے ساتھ رہا ہوں حتی کہ ان کو ہٹا دیا گیا۔ پھر کہا کہ جب رسول خدا ﷺ کے پاس حاضر ہو تو ان کو میرا سلام کہنا اور عرض کرنا ہم صدقات جمع کرنے پر لگے ہوئے ہیں اگر تیار ہو گئے تو ہم ان کو آپ کے پاس روانہ کر دیں گے۔ جب وہ آدمی مدینہ منورہ پہنچا اور تو آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو یہ واقعہ سنایا تو اس وقت رسول اللہ ﷺ نے اکیلے سفر کرنے سے منع فرمادیا کیونکہ اس طرح آدمی گناہوں میں بھی بہت دفعہ ملوث ہو جاتا ہے اور فساد کی بھینٹ بھی چڑھ جاتا ہے۔ جنات و شیاطین کے شر میں بھی مبتلا ہو سکتا ہے۔ (دلائل النبوۃ بیہقی ص ۱۲ ج ۷)

ایک جنّ کی محدث سے ملاقات

ابو ادریس کے باپ فرماتے ہیں کہ وہب اور حسن بصری حج کے موسم میں مسجد خیف میں ملا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کچھ لوگ اچانک گر پڑے اور آنکھوں پر نیند طاری ہو گئی ان دونوں بزرگوں کے پاس ایسے آدمی بیٹھے ہوئے تھے جو آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ ایک رات یہ دونوں اپنے ساتھیوں سے گفتگو کر رہے تھے کہ ایک ہلکا سا پرندہ سامنے آیا اور وہب کے ایک جانب حلقہ میں آکر بیٹھا اور سلام کیا تو حضرت وہب نے اس کو سلام کا جواب دیا یہ سمجھ کر کہ یہ جنات میں سے ہے، پھر وہ اس کی طرف متوجہ ہو کر حدیث بیان کرنے لگے۔ حضرت وہب نے اس سے پوچھا اے جوان تم کون ہو؟ اس نے کہا

مسلمان جنات میں سے ہوں۔ تو فرمایا تمہیں کیا کام ہے؟ کہا کیا آپ لوگ اس کو اچھا نہیں سمجھتے کہ ہم آپ کی مجلس میں بیٹھیں اور آپ حضرات سے علم حاصل کریں۔ ہم میں آپ کے علم کو بیان کرنے والے بہت حضرات ہیں۔ ہم آپ کے ساتھ نماز، جہاد، عیادتِ مریض، جنازہ، حج، عمرہ وغیرہ کے بہت سے کاموں میں شریک ہوتے ہیں۔ ہم آپ حضرات سے علم حاصل کرتے ہیں، آپ سے قرآن سنتے ہیں۔ حضرت وہب نے پوچھا، تمہارے نزدیک کون سے جن راوی افضل ہیں؟ اس نے حضرت حسن بصری کی طرف اشارہ کر کے کہا اس شیخ کے راوی، جب حضرت حسن بصری نے حضرت وہبؒ کو دوسری طرف مصروف دیکھا تو پوچھا اے عبداللہ تم کس سے باتیں کر رہے ہو؟ کہا اپنے کسی ہم مجلس سے۔ جب وہ جن چلا گیا تو حضرت حسن بصری نے حضرت وہب سے پوچھا تو انہوں نے جن کا واقعہ بتلایا۔ حضرت وہب نے مزید بتلایا کہ اس جن سے ہر سال موسم حج میں ملا کرتا ہوں وہ مجھ سے سوال کرتا ہے اور میں جواب دیتا ہوں۔ میں ایک سال اس کو حالتِ طواف میں ملا تھا۔ جب ہم نے طواف پورا کر لیا تو میں اور وہ مسجد (حرام) کے ایک کونے میں بیٹھ گئے۔ میں نے اس سے کہا کہ مجھے اپنا ہاتھ دکھاؤ تو اس نے میری طرف اپنا ہاتھ بڑھا دیا تو وہ بلّی کے پنجے کی طرح تھا اور اس پر بال بھی تھے۔ پھر میں اپنا ہاتھ اس کے کندھے تک لے گیا تو وہ پَر کی طرح معلوم ہو رہا تھا۔ پھر میں نے اپنا ہاتھ بڑی تیزی سے باہر نکال لیا، اس کے بعد ہم تھوڑی دیر باتوں میں مصروف رہے۔ پھر اس نے کہا اے ابو عبداللہ! آپ اپنا ہاتھ مجھے دکھایئے جس طرح سے میں نے آپ کو اپنا ہاتھ دکھایا ہے۔ جب میں نے اس کو اپنا ہاتھ دکھایا تو اس نے اس کو اتنا زور سے دبایا قریب تھا کہ میری چیخ نکل جاتی پھر وہ ہنسنے لگا۔ میں اس جن کو ہر سال حج کے موسم میں ملا کرتا تھا اس دفعہ نہیں ملا۔ میرا خیال ہے کہ وہ فوت ہو گیا ہے۔ پھر حضرت وہب نے اس جن سے پوچھا تمہارے لئے کون سا جہاد افضل ہے؟ کہا ہمارا اپنے ایک دوسرے سے جہاد کرنا افضل ہے۔ (لقط المرجان)

فائدہ:

یعنی جنات کفار سے جنات ایمان والوں کا جہاد افضل ہے۔

تلاوت قرآن:

ایک صحابی جوان سے روایت ہے کہ میں اندھیری رات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا آپ نے ایک شخص کو قل یاایھا الکافرون پڑھتے ہوئے سنا آپ نے ارشاد فرمایا یہ شخص شرک سے بری ہو گیا۔ پھر ہم چلتے رہے، پھر ایک شخص سے قل ھو اللہ احد پڑھتے ہوئے سنا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس شخص کی مغفرت کر دی گئی ہے۔ میں نے اپنی سواری روک دی کہ دیکھوں کہ کون شخص ہے؟ چنانچہ میں نے دو تین بار دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا۔

(بیہقی دلائل النبوۃ ص ۸۶، ج ۷)

جنات نے دعوتِ حج قبول کی:

حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کی تعمیر مکمل کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی فرمائی کہ لوگوں میں حج کا اعلان کرو تو آپ لوگوں میں منادی کے لئے نکلے کہ اے لوگو! تمہارے رب نے ایک گھر بنایا ہے تم اس کا حج کرو، تو آپ کی آواز کو مومن انسان اور مومن جنات نے سن کر کہا لبیک اللھم لبیک (ابن جریر)

تلاوتِ قرآن ونماز:

حضرت ابن عقیل فرماتے ہیں کہ ہمارا ایک گھر تھا جب بھی لوگ اس میں سکونت پذیر ہوتے تو صبح کو مردہ پائے جاتے تھے، ایک مرتبہ ایک مغربی آدمی آیا، اس نے اس گھر کو کرایہ پر لیا اور اس کو پسند کیا اور رات گزاری اور صبح کو صحیح سالم تھا۔ یہ دیکھ کر پڑوسی حیران ہوئے وہ ایک مدت تک اس میں رہا پھر کہیں چلا گیا، اس سے اس کے صحیح سالم رہنے کا سبب معلوم کرنے پر اس نے کہا کہ جب میں رات کو اس میں رہا تو عشاء کی نماز پڑھی اور قرآن پاک کی تلاوت کی، اچانک میں نے ایک نوجوان کو دیکھا جو کنویں سے اوپر کو نکل رہا تھا اس نے مجھے سلام کیا تو میں اس سے ڈر گیا، اس نے کہا خوف نہ کرو مجھے بھی کچھ قرآن پاک سکھاؤ۔ تو میں نے اس کو سکھلانا شروع کر دیا پھر میں نے اس سے پوچھا اس گھر کا کیا قصہ ہے؟ کہا ہم مسلمان جنات ہیں تلاوت بھی کرتے ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں مگر اس گھر میں اکثر بدکاروں کی سکونت رہتی ہے جو شراب کی مجالس منعقد کرتے ہیں اس لئے ہم ان کا گلا گھونٹ دیتے ہیں۔ میں نے اس سے کہا میں رات کے وقت تم سے ڈرتا ہوں تم دن کو آیا کرو اس نے کہا بہت اچھا، پھر وہ دن کے وقت کنویں سے نکلا کرتا تھا۔ ایک دن میں قرآن پاک پڑھ رہا تھا کہ ایک منتر پڑھنے والا دروازہ پر آیا اور صدا لگائی کہ میں سانپ ڈسنے اور بدنظری اور جنّ نکالنے کا دم کرتا ہوں، تو اس جنّ نے کہا کہ یہ کیا چیز ہے؟ میں نے کہا کہ یہ جھاڑ پھونک والا ہے، اس نے کہا اسے بلاؤ۔ تو میں اٹھ کھڑا ہوا اور اس کو بلا کر لے آیا۔ تو میں نے دیکھا کہ جنّ چھت پر بہت بڑا سانپ بن گیا ہے، تو اس جوان نے جھاڑ پھونک کی تو سانپ لوٹ پوٹ ہونے لگا۔ حتیٰ کہ گھر کے درمیان میں گر پڑا تو یہ نوجوان اٹھا اور اس کو پکڑ کر اپنی گڈری میں ڈال دیا۔ میں نے اس کو منع کیا، اس جوان نے کہا کیا تو مجھے میرے شکار سے منع کرتا ہے؟ پھر میں نے اس کو ایک اشرفی دی اور وہ چلا گیا۔ تو اس اژدہا نے حرکت کی اور جن کی شکل میں ظاہر ہو گیا لیکن کمزور ہو کر پیلا پڑ چکا تھا اور پتلا ہو گیا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ تمہیں کیا ہے؟ اس نے کہا اس نے مجھے اسماء مبارکہ سے قتل کر دیا مجھے یقین نہیں تھا کہ میں چھٹکارا حاصل کر سکوں گا، اب جب کنویں میں سے چیخ کی آواز سنو تو یہاں سے چلے جانا، چنانچہ میں نے رات کے وقت آواز سنی کہ اب تم دور چلے جاؤ۔ ابن عقیل فرماتے ہیں کہ اس کے بعد سے لوگوں نے اس گھر میں رہائش ترک کر دی۔ (لقط المرجان، ص ۱۰۵)

جمعہ وعیدین:

اگر کسی مقام پر چالیس مرد جمع ہو گئے چاہے جنات میں سے ہوں یا انسانوں میں سے یا دونوں ہوں تو جمعہ کا انعقاد صحیح ہوگا۔

رؤیۃ الجن:

شیخ ابوالحسن محمد ابن حسین اپنی کتاب ''مناقب شافعی'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ربیع نے امام شافعی کو یہ کہتے سنا کہ اگر کسی صاحب عدل وشہادت نے یہ کہا کہ میں نے جنات کو دیکھا ہے تو اس کی شہادت نا قابل اعتبار قرار دی جائے گی۔ حق تعالیٰ کے اس قول کی مخالفت کرنے کی بناء پر انه یر ا کم هو و قبیله من حیث لا ترو نهم۔ صرف انبیاء اس سے مستثنیٰ ہیں اور وہ ان کو اصلی حالت میں دیکھ سکتے ہیں۔ یونہی اولیاء کاملین بھی۔

مسئلہ:

علامہ دمیری کہتے ہیں امام شافعی کا قول محمول ہوگا جنات کی اصل ہیئت دیکھنے پر یعنی اگر ان کو اصلی حالت میں دیکھنے کا دعویٰ کرے تو اس صورت میں اس کی شہادت ساقط قرار دی جائے گی۔ عام طور پر ان کو اصلی حالت میں نہیں دیکھ سکتے۔

تحقیقی قول:

یہ عام آدمی کیلئے ہے انبیاء عظام واولیاء کرام کے متعلق تصریحات ملتی ہیں جن کی تفصیل باب الحکایات وغیرہ میں ہم نے عرض کردی ہے۔

جن امام کے پیچھے انسان کی نماز:

شیخ ابوالبقا مکبری حنبلی سے جن کے متعلق سوال کیا گیا کہ اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ انہوں نے فرمایا درست ہے کیونکہ یہ بھی مکلّف ہیں اور آنحضرت ﷺ ان کی طرف بھی مبعوث فرمائے گئے ہیں۔

مسئلہ:

یہ اقتداء تب درست ہو گی جب انسان کو جن کے امام ہونے کی اقتداء کا کامل علم ہو، صرف آواز سننے پر اقتداء درست نہیں ہو گی یعنی اگر وہ امامت کرانے والا جن نظر آرہا ہو تو اقتداء درست ہو گی ورنہ نہیں۔

مسئلہ:

جنات کی نماز انسانوں کی نماز کے پیچھے جائز ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ ہم حضور اکرم ﷺ کے ساتھ مکہ شریف میں بیٹھے تھے کہ آپ ﷺ کے ساتھ آپ کے صحابہ کرام کی ایک جماعت بھی موجود

تھی۔اچانک آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی آدمی میرے ساتھ کھڑا ہو لیکن ایسا کوئی شخص کھڑا نہ ہو جس کے دل میں کھوٹ ہو چنانچہ میں آپ کے ساتھ کھڑا ہوا اور پانی کا ایک برتن اٹھایا۔ میرا خیال ہے اس میں پانی بھی تھا۔ جب ہم مکہ کے بالائی علاقہ میں پہنچے تو میں نے بہت سے سانپ جن دیکھے، حضور ﷺ نے میرے لئے ایک لائن کھینچ دی اور فرمایا ''میرے آنے تک یہیں ٹھہرو'' تو میں وہیں ٹھہر گیا اور آپ ان کی طرف روانہ ہو گئے۔ میں نے ایک سانپ (جن) کو دیکھا کہ وہ آپ کی طرف سمٹے آ رہے ہیں اور آپ ﷺ ان کے ساتھ رات گئے تک گفتگو فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ میرے پاس فجر کے وقت تشریف لائے اور فرمایا تمہارے پاس وضو کے لئے پانی ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے وضو کیا جب نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو ان جنات میں سے دو شخص آپ کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ! ہم چاہتے ہیں کہ آپ اپنی نماز میں ہماری امامت فرمائیں، چنانچہ ہم نے آپ کے پیچھے صف بنائی اور آپ نے نماز پڑھائی۔ جب سلام پھیرا تو میں نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ کون لوگ تھے؟ فرمایا یہ نصیبین کے جنات تھے ان کے آپس میں کچھ جھگڑے تھے وہ میرے پاس آئے اور مجھ سے توشہ سفر مانگا تو میں نے ان کو توشہ سفر بھی دیا ہے، میں نے عرض کی ان کو کیا توشہ سفر دیا ہے؟ فرمایا ہڈی اور لید، یہ جہاں کہیں لید کو پائیں گے اس کو پُر پائیں گے اور جہاں کہیں کوئی ہڈی پائیں گے اس پر غذا پائیں گے۔ اس وقت سے رسول اکرم ﷺ نے لید اور ہڈی سے استنجا کرنے سے منع فرمایا۔ (طبرانی و ابو نعیم)

جنات کی گواہی :

جنات گواہی کی صلاحیت رکھتے ہیں چنانچہ حضرت ابن ابی صعصہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو سعید خدری نے ان سے فرمایا۔ ''میں نے تمہیں دیکھا ہے کہ تم بکریوں اور صحرا نشینی کو پسند کرتے ہو، جب تم اپنی بکریوں میں ہو یا کسی صحرا میں، اور نماز کی اذان دو تو اذان میں آواز کو اونچا کیا کرو کیونکہ جہاں تک جنات اور انسان اور چیزیں اذان کی آواز سنیں گے روزِ قیامت اس کی گواہی دیں گے''۔ (بخاری) ابو سعید خدری فرماتے ہیں میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

نمازی کے آگے جن کا گزر:

نمازی کے آگے جن کا گزرنا مفسد نماز ہے یا نہیں۔ امام احمد بن حنبل سے اس بارے میں روایت مختلف ہے کہ اگر نمازی کے آگے سے جن گزرے تو نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں؟

ایک روایت تو ان سے یوں منقول ہے کہ اس کی نماز ٹوٹ جائے گی کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے سیاہ کتے کے سامنے سے گزرنے سے نماز کے ٹوٹ جانے کا حکم فرمایا ہے اور اس کی وجہ یہ بیان کی کہ یہ سیاہ کتا شیطان ہے۔

ان سے دوسری روایت یہ ہے کہ نمازی کی نماز نہیں ٹوٹے گی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''عفریت جن گزشتہ رات میری

نماز توڑنے کے درپے ہوا"۔ (بخاری)

فائدہ: شیطان اپنی شرارت پر مجبور ہے لیکن رسول اکرم ﷺ پر کوئی اثر نہ ہوا الٹا وہ پکڑا گیا یہ رسول اکرم ﷺ کے اختیار کی دلیل ہے۔

احناف کا فتویٰ:

فقہ حنفی میں ہے کہ انسان اور جن کے نمازی کے سامنے سے گزرنے سے انسان کی نماز نہیں ٹوٹتی، اور نہ ہی جن کی نماز جن کے سامنے سے گزرنے سے ٹوٹتی ہے اور یہ نماز کے ٹوٹنے اور نہ ٹوٹنے کا مسئلہ بھی تب ہے جب نمازی کو جن کے گزرنے کا علم ہو جائے اگر نمازی کو جن کے گزرنے کا علم نہ ہو تو یوں ہی سمجھا جائے کہ نمازی کے سامنے سے کوئی نہیں گزرا۔ ہاں نمازی کے آگے کسی جن یا انسان کے گزرنے سے نماز کا کچھ نہیں ہوتا گزرنے والے کو گناہ ضرور ہوتا ہے۔

روایۃ الحدیث:

حضرت ابی بن کعب فرماتے ہیں کہ ایک جماعت نے مکہ کا سفر کیا اور راستہ بھٹک گئے جب ان کو موت کا یقین ہو گیا یا مرنے کے قریب ہو گئے تو انہوں نے کفن پہن لیے اور موت کے انتظار میں لیٹ گئے، تو ان کے سامنے ایک جن درخت کے درمیان سے نکل آیا اور کہا میں ان حضرات میں سے باقی رہ گیا ہوں جنہوں نے نبی پاک ﷺ سے سورہ جن کا سماع کیا تھا، میں نے آپ سے ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔

المؤمن اخو المؤمن (وعينه) ودليله لايخذله هذا الماء وهذا الطريق۔ (دلائل النبوۃ، ص ۱۲۸، ابونعیم)

ترجمہ: "مومن مومن کا بھائی ہے اور اس کا نگران ہے اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اس کو بے مدد بھٹکتا ہوا نہ چھوڑے"۔ پھر اس جن نے ان حضرات کو پانی کا بھی بتلایا اور راستہ کی رہنمائی فرمائی۔

ایک اور جن کا واقعہ:

مولیٰ عبدالرحمن بن بشر فرماتے ہیں کہ ایک قوم حضرت عثمان ؓ کی خلافت کے زمانہ میں حج کے ارادے سے چلی، ان کو راستہ میں خوب پیاس لگی اور ایک جگہ کھارے پانی پر جا پہنچے، ان میں سے کسی نے کہا اگر تم یہاں سے آگے چلو تو بہتر ہے ہمیں خوف ہے کہ ہمیں یہ پانی ہلاک نہ کر دے۔ آگے بھی پانی موجود ہے۔ تو وہ لوگ چل پڑے حتی کہ شام ہو گئی لیکن پانی تک نہ پہنچ پائے، انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کاش تم اسی کھارے پانی کی طرف لوٹ جاؤ، پھر یہ ساری رات سفر کرتے رہے یہاں تک کہ کیکر کے ایک درخت کے پاس جا رکے، تو ان کے پاس کالا سیاہ موٹا تازہ جوان نمودار ہوا اس نے کہا اے قافلہ والو! میں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سنا ہے:

من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیحب للمسلمین مایحب لنفسہ ویکرہ للمسلمین مایکرہ لنفسہ۔
(ترجمہ) جو شخص اللہ تعالیٰ اور روزِ قیامت پر یقین رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ وہ مسلمانوں کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور مسلمانوں کے لئے اس چیز کو ناپسند کرے جس کو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے۔

تم یہاں سے روانہ ہو جاؤ جب تم ٹیلہ تک پہنچو تو اس کے دائیں مڑ جانا تمہیں وہاں پانی مل جائے گا، تو ان لوگوں میں سے کسی نے کہا ہمارا خیال ہے کہ یہ شیطان ہے۔ دوسرے نے کہا شیطان اس طرح سے نہیں کرتا جیسے اس نے کیا ہے یہ کوئی مومن جن ہے، چنانچہ یہ اس جگہ کو چل پڑے جس کی اس نے نشاندہی کی تھی، تو ان کو وہاں پر سے پانی مل گیا۔

ابن حبان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ تیم قبیلہ کی ایک جماعت نے کسی علاقہ کا سفر کیا تو ان کو پیاس نے آگھیرا، تو انہوں نے ایک منادی کو سنا کہ وہ کہہ رہا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے ہم نے سنا ہے کہ
ان المسلم اخوالمسلم وعین المسلم۔ (لقط المرجان)
(ترجمہ) مسلمان مسلمان کا بھائی اور اس کا محافظ ہے۔
ایک کنواں فلاں جگہ پر ہے تم وہاں چلے جاؤ اور وہاں سے پانی پی لو۔

سورۂ والنجم میں حضور ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا:

حضرت عثمان بن صالح فرماتے ہیں کہ مجھے جن صحابی حضرت عمرو نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت با برکت میں موجود تھا۔ آپ نے سورۃ والنجم کی تلاوت کی۔ آپ نے سجدہ کیا تو میں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا۔

حج میں تلاوت کے دو سجدے:

حضرت عثمان بن صالح فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرو بن طلق جن صحابی کی زیارت کی۔ میں نے ان سے پوچھا کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا ہاں اور میں نے آپ سے بیعت بھی پائی اور اسلام بھی لایا، اور ان کے پیچھے صبح کی نماز بھی پڑھی۔ آپ نے (اس میں) سورۃ حج کو تلاوت کیا اور اس میں دو سجدے ادا فرمائے۔

فائدہ:

یہ احناف کے خلاف عمل ہے اور جن صحابی نے اپنے اجتہاد سے اس طرح عمل فرمایا ہو یہ اجتہاد اس طرح ہے جیسے امام شافعی کا۔

جنّ فرقے:

جنات کے متعلق قرآن مجید کی مختلف سورتوں میں بیان کے علاوہ مستقل سورۃ الجن ہے۔ اور احادیث مبارکہ میں اور

حالات وحکایات سے ان کے عقائد وعبادات کی تفصیل ملتی ہے۔ قرآن میں فرمانِ خداوندی ہے: کنا طرائق قددادا (سورۃ الجن آیت ۱۱) کی تفصیل میں حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ جنات دو قسموں میں بٹے ہوئے تھے۔ (۱) مسلمان (۲) کافر۔ (لقط المرجان)

جنات کے مختلف فرقے:

ان کے مختلف فرقوں کے متعلق بھی علماء کرام کی تصریحات ملتی ہیں۔ مذکورہ آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ جنات میں بھی قدریہ، مرجیہ، رافضی اور شیعہ فرقے موجود ہیں۔ الناسخ والمنسوخ امام احمد، کتاب العظمۃ (لقط المرجان) یونہی دورِ حاضرہ کے مختلف فرقے مرزائی، وہابی، دیوبندی وغیرہ سب کچھ ہیں ان میں سُنّی زیادہ ہیں۔

اولیاء کرام کی عظمت:

جنات جیسے بھی ہوں مومن یا کافر انہیں اولیاء کی عظمت کی قدر ہے چنانچہ حماد بن شعیب ایک ایسے آدمی سے روایت کرتے ہیں جو جنات کے متعلق کلام کرتے تھے کہ جنات کہتے ہیں کہ ہم پر متبع سنّت آدمی زیادہ بھاری ہے۔ (لقط المرجان)

عبادات:

جنات عبادات میں اس طرح ہیں جیسے انسان۔ وہ پنجگانہ باجماعت یا بلا جماعت نماز کے پابند ہیں اور نوافل بھی پڑھتے ہیں۔

حکایت:

امام اعمش بیان فرماتے ہیں بجیلہ قبیلہ کے ایک بوڑھے نے ہمیں بیان کیا کہ جنات کا ایک جوان ہماری ایک لڑکی پر عاشق ہوگیا۔ پھر اس نے ہمیں اس کے نکاح کا پیغام دیا اور کہا کہ میں اس کو ناپسند کرتا ہوں کہ (بغیر نکاح کے) اس کے ساتھ (حرام) صحبت کروں، تو ہم نے اس لڑکی کا نکاح اس سے کردیا، پس وہ ہمارے سامنے ہوجاتا تھا اور ہم سے باتیں کیا کرتا تھا۔ ہم نے اس سے پوچھا تم کیا ہو؟ اس نے کہا ہم تمہاری طرح کی امتیں ہیں ہم بھی تمہاری طرح کے قبائل ہیں۔ ہم نے پوچھا کیا تم میں فرقے بھی ہیں؟ اس نے بتایا ہاں ہم میں بھی قدریہ، شیعہ اور مرجۃ ہر قسم کے فرقے ہیں۔ ہم نے پوچھا تم کون سے فرقے سے تعلق رکھتے ہو؟ اس نے کہا میں مرجۃ فرقے سے ہوں۔ (لقط المرجان)

جنات میں زیادہ بُرا فرقہ شیعہ کا ہے:

امام اعمش فرماتے ہیں کہ ہمارے ہاں ایک جن نے نکاح کیا تو میں نے اس سے پوچھا تمہیں کون سا کھانا زیادہ مرغوب ہے؟ کہا چاول۔ تو ہم اس کے پاس چاول لے آئے۔ ہم نے دیکھا کہ لقمے تو اٹھ رہے ہیں لیکن اٹھانے والا کوئی نظر نہیں آرہا۔ میں نے کہا تم میں یہ فرقے بھی ہیں جو ہم میں ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں۔ میں نے پوچھا تم میں رافضیوں کی

کیا پوزیشن ہے؟ کہاوہ ہم میں بدترین فرقہ ہے۔ (آکام المرجان ص ۶۹ ولقط المرجان للسیوطی)

استماع القرآن:

جیسے حضور اکرم ﷺ کا قرآن پڑھنا ان کے اسلام کا سبب بنا اب بھی وہ اسی رغبت سے قرآن سنتے ہیں چنانچہ حضرت معاذ بن جبل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من صلی منکم من اللیل فلیجھر بقراء تہ فان الملائکۃ تصلی بصلاتہ وتسمع لقراء تہ وان مؤمنی الجن الذین یکونون فی الھواء وجیرانہ معہ فی مسکنہ یصلون بصلاتہ ویستمعون لقراء تہ و انہ لیطردہ بجھرہ بقراء تہ من دارہ ومن الدور التی حولہ فساق الجن ومردۃ الشیاطین.

(الحاوی للفتاوی ولقط المرجان)

(ترجمہ) تم میں سے جو آدمی رات کی نماز ادا کرے تو اسے چاہیئے کہ وہ اُونچی آواز سے تلاوت کرے کیونکہ فرشتے بھی اس کی نماز کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں اور اس کی تلاوت کو سنتے ہیں۔ اور مومن جنات جو ہوا میں ہوتے ہیں یا اس کے پڑوسی ہوتے ہیں وہ بھی اس کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں اور اس کی تلاوت کو سنتے ہیں اور انسان کا اُونچی آواز میں تلاوت کرنا اس کے اپنے گھر اور آس پاس کے گھروں سے شریر جنات اور سرکش شیاطین کو بھگا دیتا ہے۔

فائدہ:

جو لوگ اپنے گھروں میں جنات کی شرارت کی شکایت کرتے ہیں وہ بجائے عامل لوگوں اور بہروپے قسم کے لٹیروں کے پاس جانے کے گھروں میں قرآن کی تلاوت کریں بالخصوص سورۃ البقرہ خود نہیں پڑھ سکتے تو کسی صالح انسان حافظ قرآن سے وقت لیں وہ روزانہ کئی دن تلاوت کریں۔

حضور ﷺ سے فیض کا حصول:

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے کہ ایک بہت بڑا اژدہا سامنے آیا اور اپنا سر حضور ﷺ کے کان پر رکھ دیا اور حضور ﷺ نے اپنا منہ اس کے کان پر رکھ دیا اور سرگوشی فرمائی پھر ایسا لگا جیسے زمین نے اس کو نگل لیا ہو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم تو آپ کے بارے میں ڈر گئے تھے۔ فرمایا یہ جنات کے وفد کا سربراہ تھا جنات ایک سورت بھول گئے تھے اور میری طرف ان کو بھیجا تھا اور میں نے ان کو قرآن پاک کی وہ جگہ بتلا دی۔ (لقط المرجان)

فائدہ:

اس سے واضح ہوا کہ نبی کریم ﷺ رسول الثقلین ہیں اور جنات کو بھی جب مشکل پڑتی تو وہ آپ کے پاس آکر حل کراتے۔

حکایت:

قاضی (علی بن حسن بن حسین) خلعی کے پاس جنات آتے جاتے تھے پھر وہ ایک عرصہ دراز تک نہ آئے تو قاضی صاحب نے ان سے اس کا سبب پوچھا۔ تو انہوں نے بتایا آپ کے گھر میں لیموں تھا اور ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں لیموں موجود ہوں۔ (لقط المرجان)

فائدہ:

اس سے واضح ہوا کہ جنات بعض چیزوں سے خوفزدہ ہوتے ہیں اس لئے وہاں جانے سے گھبراجاتے ہیں۔

اذان کی گواہی:

جنات کی انسان کے اعمال کی گواہی قیامت میں ہوگی جیسا کہ احادیث مبارکہ میں وارد ہے چنانچہ حضرت ابوسعید خدری ﷛ نے فرمایا "میں نے تمہیں دیکھا ہے کہ تم بکریوں اور صحرا نشینی کو پسند کرتے ہو، جب تم اپنی بکریوں میں یا صحرا میں ہو اور نماز کی اذان دو تو اذان میں آواز کو اونچا کیا کرو، کیونکہ جہاں تک جنات اور انسان اور چیزیں اذان کی آواز کو سنیں گے روزِ قیامت اس کی گواہی دیں گے"۔ حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سُنی ہے۔

(بخاری شریف)

فائدہ:

صحراوغیرہ کی قید اتفاقی ہے کیونکہ مؤذن جہاں اذان دے مذکورہ بالا چیزیں اس کی اذان کی گواہی دیں گی لیکن سوال یہ ہے کہ قرب وجوار میں مختلف مؤذن مختلف اوقات میں اذانیں دیتے ہیں اور دورِ حاضرہ میں اسپیکر کی آواز سے بے شمار مؤذنین کی آوازیں گونجتی ہیں اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ مؤذنین بدلتے رہیں گے لیکن اشیاء مذکورہ میں سے اکثر قیامت تک رہیں گی۔ یہ علم انہیں کہاں سے آئے گا اور مؤذنین کی پہچان کیسے کریں گے تو یہی کہنا پڑے گا کہ انہیں ایسا شعور اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔ اب اس برادری پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے جو ان لاشعوروں کے جاننے کو تو مانتے ہیں اور جو ساری کائنات کے نبی ہیں (ﷺ) ان کے لئے علم کا عقیدہ رکھا جائے تو شرک کا فتویٰ دیتے ہیں (مزید تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف "غایة المامول فی علم الرسول")

جنات سے پردہ:

فرشتوں اور جنات سے ننگ کا پردہ کرنے میں فقہا کا ظاہری کلام یہ ہے کہ جنات سے بھی پردہ ہے کیوں کہ وہ اجنبی کے حکم میں ہیں اور ان سے یہ پردہ اس وقت ہوگا جب جنات کی موجودگی کا علم ہو۔

اور اگر جنات کسی مردہ کو غسل دیں تو ان کا غسل دے دینا کافی ہے کیونکہ وہ بھی مکلف ہیں اور ان کے فرض کفایہ والے مسائل بھی ادا ہو جاتے ہیں صرف ان کی اذان انسانوں کے لئے کافی نہیں ہوگی۔ اور اگر ان کی اذان دے دینے کی خبر سچی ہو تو ان کی اذان بھی سچی ہوگی کیوں کہ اذان کے کافی ہونے کا کوئی مانع نہیں ہے اور کوئی مانع نہ ہونے کی وجہ سے ان کا ذبح شدہ جانور بھی حلال ہے۔

جن وظیفہ بھی بتاتا ہے:

عبداللہ (سمحج جن صحابی) فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے ارشاد فرمایا:

ما من مریض یقرا عندہ سورۃ یس الامات تیانا و اد خل قبرہ ریانا و حشر یوم القیامۃ ریانا۔

(ترجمہ) جس مریض کے پاس سورۂ یٰس پڑھی جائے تو (موت کے وقت) وہ سیراب ہو کر مرے گا، اور اپنی قبر میں بھی سیراب رہے گا، اور روزِ قیامت میں بھی سیراب رہے گا (یعنی ان تینوں مقامات میں اس شخص کو پیاس نہیں لگے گی)۔

نماز چاشت کے راز کا انکشاف:

عبداللہ سمحج فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

مامن رجل کان یصلی صلوٰۃ الضحیٰ ثم ترکھا الاّ عرجت الی اللہ تعالیٰ عزوجل فقالت یا رب ان فلانا حفظنی فاحفظہ و ان فلانا ضیعنی فضیعہ. (لقط المرجان)

ترجمہ: جو آدمی چاشت کی نماز ادا کرتا ہو پھر اس کو چھوڑ دے تو یہ نماز اللہ تعالیٰ کے سامنے جاتی اور کہتی ہے اے پروردگار! فلاں شخص نے میری حفاظت کی تو بھی اس کی حفاظت فرما، اور فلاں شخص نے مجھے ضائع کیا ہے تو بھی اسے ضائع فرما۔

فائدہ:

اس میں انتباہ ہے کہ نوافل کی عادت بنائی جائے اور ان کے ترک کرنے سے احتراز کیا جائے۔

قواعد روایت از جنات:

فائدہ:

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں حضرت عثمان بن صالح (جن صحابی) دو سو انیس ہجری میں فوت ہوئے اگر کسی جن نے ان سے حدیث کی روایت کی ہو تو اس کی تصدیق کی جائے گی پس وہ صحیح حدیث جس میں یہ ہے کہ حضور ﷺ کے وصال سے لے کر سو سال تک روئے زمین پر کوئی شخص زندہ نہیں رہے گا۔ آپ کے اس ارشاد فرمانے کے وقت سے، تو آپ کا یہ ارشاد صرف انسانوں کے متعلق ہوگا نہ کہ جنات کے متعلق۔ (لقط المرجان)

قاعدہ:

حضرت عثمان بن صالح (جن صحابی) کی حدیث کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں "وہ جن جس نے اس حدیث کو بیان کیا ہے اس نے سچ کہا" ابن حجر کا یہ ارشاد اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ جن کی روایت میں توقف کیا جائے گا کیوں کہ راوی حدیث میں "عدالت" اور "ضبط" دونوں شرط ہیں اسی طرح جو صحابی ہونے کا دعوے دار ہو اس کے لئے بھی عادل ہونا شرط ہے اور جنات کی عدالت معلوم نہیں ہوسکتی مزید برآں یہ کہ شیاطین کے بارے میں (احادیث میں) تنبیہ وارد ہے کہ وہ (قرب قیامت) لوگوں کے سامنے آکر (اپنی طرف سے من گھڑت) احادیث بیان کیا کریں گے۔

قاعدہ مذکورہ کے متعلق احادیث:

(۱) حضرت واثلہ بن اسقع فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

لاتقوم الساعة حتیٰ یطوف ابلیس فی الاسواق ویقول حدثنی فلان ابن فلان بکذاو کذا.

ترجمہ: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک ابلیس بازاروں میں پھر کر یہ نہیں کہے گا کہ مجھے فلاں بن فلاں نے ایسی اور ایسی حدیث بیان کی ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے شیاطین کو سمندر میں پابند کر دیا تھا وہ زمانہ قریب ہے جب شیاطین تم میں ظاہر ہوں گے تمہارے ساتھ تمہاری مسجدوں میں نمازیں ادا کریں گے، تمہارے ساتھ قرآن کی تلاوت کریں گے اور تمہارے ساتھ دین کے بارے میں جھگڑا فساد کریں گے، خبردار! یہ انسان کی صورت میں شیاطین ہوں گے۔

(۳) حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حضرت سلیمان بن داؤد علیہم السلام نے شیاطین کو سمندر میں پابند کر دیا تھا جب سنہ (۱۳۵) ہوگا تو یہ انسانوں کی شکل اور صورتوں میں مساجد اور مجالس میں ظاہر ہوں گے اور ان کے ساتھ قرآن وحدیث میں جھگڑے کریں گے۔

(۴) حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

ترجمہ: جب سنہ ۱۳۵ ہوگا تو وہ شیاطین جن کو حضرت سلیمان بن داؤد نے سمندر کے جزیروں میں قید کیا تھا وہ نکلیں گے ان میں سے نو دہائیوں (۹۰ فیصد) عراق کا رخ کریں گے اور ان کے ساتھ قرآن پاک کے ساتھ فساد برپا کریں گے (یعنی غلط تاویلات کر کے امت کو گمراہ کریں گے جیسا کہ آج بھی نا اہل لوگ قرآن کے ساتھ یہ کھیل کھیل رہے ہیں) اور ایک دہائی (۱۰ فیصد) شام کا رخ کریں گے۔

مذکورہ بالا قاعدہ کی حکایات:

حضرت سفیان فرماتے ہیں کہ مجھے اس آدمی نے بیان کیا جس نے ایک قصہ گو کو مسجد خیف میں قصہ گوئی کرتے ہوئے دیکھا وہ کہتا ہے کہ جب میں نے اس (قصہ گو) کو طلب کیا تو وہ شیطان نکلا۔ (دلائل النبوۃ، بیہقی ص ۵۵ ج ۶)

(۲) حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ مجھے اس شخص نے بیان کیا جس نے خود دیکھا تھا کہ شیطان مسجد منٰی میں آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کر کے (من گھڑت) احادیث سنا رہا ہے اور لوگ ان احادیث کو سن کر لکھ رہے تھے (رواہ ابن عدی)

فائدہ: اسی لئے محدثین وفقہا نے موضوع (من گھڑت) احادیث پر عمل کرنے سے سختی سے منع فرمایا ہے لیکن یہ قاعدہ یاد رہے کہ کسی حدیث کو کوئی محدث موضوع کہہ دے تو ضروری نہیں کہ واقعی وہ موضوع ہے۔

اس کے لئے محدثین نے قاعدہ لکھا ہے کہ اگر اس موضوع حدیث کی تائید کسی اور حدیث سے مل جائے تو اس پر عمل جائز ہے اس کا حکم یہ ہے کہ یہ حدیث لفظاً موضوع سہی لیکن معنیً صحیح ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کا رسالہ ”شرح حدیث“۔

(۳) حضرت عیسیٰ بن ابی فاطمہ فزاری فرماتے ہیں کہ میں مسجد حرام میں ایک محدث کے پاس بیٹھ کر ان سے احادیث لکھ رہا تھا۔ جب اس محدث نے فرمایا مجھے شیبانی نے حدیث بیان کی، تو ایک آدمی نے (جو وہاں موجود تھا) کہا مجھے بھی شیبانی نے حدیث بیان کی، تو محدث نے کہا امام شعبی بیان فرماتے ہیں تو اس شخص نے بھی کہا کہ مجھے بھی امام شعبی نے حدیث بیان فرمائی، تو محدث نے کہا حارث روایت کرتے ہیں تو اس شخص نے کہا قسم بخدا میں نے حارث کی زیارت کی ہے اور ان سے حدیث کی سماعت بھی کی ہے، تو محدث نے کہا حضرت علی سے روایت ہے تو اس شخص نے کہا قسم بخدا میں نے حضرت علی کی بھی زیارت کی ہے اور میں ان کے ساتھ جنگ صفین میں شریک بھی ہوا ہوں۔ جب میں نے (اس کی) یہ بات دیکھی تو آیۃ الکرسی پڑھی، جب میں (ولا یئودہ حفظھما) پر پہنچا اور مڑ کے دیکھا تو کوئی چیز نظر نہ آئی۔

(دلائل النبوۃ بیہقی ج ۲ ص ۵۵۱)

فائدہ:

جنات شیاطین کے بھگانے کا آیۃ الکرسی بہترین وظیفہ ہے۔

قاعدہ:

(۴) امام شعبہ بیان فرماتے ہیں جب تمہیں کوئی ایسا محدث حدیث بیان کرے جس کا چہرہ تجھے نظر نہ آئے تو اس سے روایت مت کرنا، ہو سکتا ہے وہ شیطان ہو اور محدث کی شکل اختیار کر کے آیا ہو اور کہے (حدثنا واخبرنا) وغیرہ وغیرہ۔

انتباہ:

محدثین کرام نے صحیح، ضعیف اور من گھڑت احادیث کی کامل تحقیق فرما کر اپنی کتب میں تفصیل لکھ دی ہے۔ جھوٹے

اور سچے راویوں کے حالات پر بھی کئی کئی جلدوں پر اسماء الرجال کی کتابیں موجود ہیں (مثلاً میزان الاعتدال، لسان المیز ان، تہذیب التہذیب، تذکرۃ الحفاظ، سیر اعلام النبلاء، الاکمال، تہذیب الکمال، وغیرہ) اس لئے مذکورہ واقعات کو ملاحظہ کر کے کوئی شک وشبہ نہ کرے۔ ذخیرہ حدیث پوری احتیاط اور دیانت کے ساتھ صحاح ستہ اور دیگر حدیث کی مستند کتابوں کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہے۔ محدثین نے جھوٹے راویوں کی من گھڑت روایات کو پوری محنت کے ساتھ الگ الگ اپنی اپنی کتابوں میں لکھ دیا ہے (مثلاً تنزیہ الشریعۃ، موضوعات کبریٰ، المقاصد الحسنۃ، کشف الخفاء، الفوائد المجموعۃ، اللآلی المصنوعۃ، تذکرۃ الموضوعات وغیرہ وغیرہ) اور پھر اس کے متعلق قواعد وضوابط بھی لکھے تا کہ ہر حدیث موضوع وضعیف کو مطلقاً نہ ٹھکرایا جائے۔

جنات پر ظلم کرنا حرام ہے:

جنات کا انسان پر اور آپس میں ایک دوسرے پر ظلم کرنا حرام ہے۔ دلائل سے یہی ظاہر ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ: اے میرے بندو! میں نے ظلم کو خود اپنے اوپر بھی حرام کیا ہے اور تمہارے درمیان بھی حرام کیا ہے۔ تم ایک دوسرے پر ظلم مت کیا کرو۔

ایک رسم بد اور اس کا ازالہ:

بعض کاروباری عامل کہتے ہیں ہم جنات نکالتے ہیں اکثر سو فیصد جھوٹ ہے۔ اگر خدانخواستہ کسی پر جنات کا اثر ہے پھر یہ عامل حضرات کہتے ہیں ہم ان کو جلا کر نیست و نابود کر دیتے ہیں۔ اگر واقعی کوئی ایسی صورت ہے تو مذکورہ بالا حدیث شریف کی رو سے ظلم ہے۔ ہاں جنات کے اثرات زائل کرنے کے شرعی طریقے بھی ہیں جو فقیر نے اس تصنیف میں عرض کئے ہیں۔ ان پر عمل کریں۔

جنات کی شرارتیں:

جنات انسان کو اغوا کر کے بھی لے جاتے ہیں۔ ہاں ہر جن اغواء کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ جنات کی متعدد اقسام ہیں۔ بیشتر جنات انسانوں سے ڈرتے ہیں۔ ایسے بھی جنات ہوتے ہیں جو لوگوں سے مانوس ہوتے ہیں۔ کافی جنات لوگوں کی چھتوں اور گھروں پر رہائش پذیر ہوتے ہیں مگر وہ ستاتے نہیں ہیں جس طرح انسانوں اور جنات میں بھی ہوتے ہیں۔ شریر جن کو ''شیطان'' کہتے ہیں۔ جنات سے ڈرنا نہیں چاہیئے۔ جو ڈرتا ہے اس کو عام طور پر زیادہ ڈرایا جاتا ہے اور جو ہمت والا ہوتا ہے اُس سے خود جن بھی ڈر جاتے ہیں۔ اگرچہ بعض جنات بہت طاقتور ہوتے ہیں۔ خصوصاً جنات کی ایک قسم ''عفریت'' یہ سب سے زیادہ خوفناک مانی جاتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ چاہے تو یہ بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ حضرت سیدنا

مجاہد فرماتے ہیں کہ ہر انسان پر محافظ فرشتے موکّل ہیں جو سونے، جاگنے کے وقت میں جنات اور حشرات الارض (کیڑے مکوڑوں) سے انسان کی حفاظت کرتے ہیں اگر کوئی ستانے والی چیز آتی ہے تو اُس کو ہٹا دیتے ہیں مگر جس کو اللہ عزوجل اجازت دے۔

جنات میں مختلف مذاہب بھی ہوتے ہیں۔ مسلمان، ہندو، عیسائی، یہودی، رافضی، وہابی ہر طرح کے ہوتے ہیں۔ پکّے سُنی جن بھی ہوتے ہیں۔ بزرگوں کی بارگاہوں میں حاضریاں بھی دیتے ہیں۔ مکلّف جنات کے لئے سزا اور جزا بھی ہے۔ کافر جن ہمیشہ جہنم میں رہیں گے، مسلمان جنات جنّت اور دوزخ کے درمیان ایک مقام ہے ''اعراف'' اس میں رہیں گے۔ جنات کی خوراک ہڈی اور گوبر ہے۔ ان کے لئے ان پر گوشت اور چربی چڑھا دی جاتی ہے۔ ہمارے جانوروں کی مینگنیاں ان کے جانوروں کا چارہ ہیں۔ بعض انسانی جسموں کے اندر گھس کر انہیں جیسی آواز بھی نکال لیتے ہیں۔ بعض چوریاں بھی کرتے ہیں اور چوری کی رقم اور اشیاء اپنے انسان دوستوں کو دیتے ہیں۔ بعض لوگوں کو یہ شکایت ہوتی ہے کہ بند الماری سے رقم اور سونا گم ہو گیا۔ جب کہ تالا بھی سلامت ہے۔ گھر میں بھی کوئی ایسا نہیں جو بد دیانت ہو تو پھر کون لے گیا؟ اس معمّہ کا حل یہی ہے کہ یہ کسی ''چور جن'' کا کارنامہ ہے۔ بعض اوقات جن چوری کر کے گھر والوں کو آپس میں شبہات میں مبتلا کر کے لڑوا بھی دیتے ہیں۔ اللہ عزوجل نیک جنات پر اپنا کرم فرمائے اور شریر جنات اور شیاطین سے ہمیں محفوظ رکھے۔ آمین

جن کا مرگی والے کے جسم میں داخل ہونا:

معتزلہ فرقہ کے ایک گروہ نے اس کا انکار کیا ہے کہ جنات مرگی والے شخص میں داخل ہو۔ حضرت امام ابوالحسن اشعری فرماتے ہیں کہ اہلسنّت وجماعت کا مذہب ہے کہ جن مرگی والے کے جسم میں داخل ہو جاتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن نہیں اٹھیں گے مگر اس شخص کی طرح جس کے حواس شیطان نے لپٹ کر کھو دیئے ہوں''۔

امام احمد کا مذہب:

حضرت عبداللہ بن امام احمد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بیٹے سے عرض کیا کہ ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ جن مرگی والے کے جسم میں داخل نہیں ہوتا ہے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا اے بیٹے! یہ جھوٹ بولتے ہیں یہی تو اس کی زبان پر بول رہا ہوتا ہے۔

آسیب بھگانے کا طریقہ:

ایک شیخ کے پاس جب کوئی مرگی کا مریض آتا تھا تو اس کو مرگی کا وعظ سناتے اور امر ونہی فرماتے تھے پس اگر وہ اس سے باز آجاتا اور مرگی کے مریض کو چھوڑ جاتا تو اس سے اس کا عہد لیتے تھے کہ وہ دوبارہ نہیں آئے گا۔ اور اگر وہ علیحدہ نہیں

ہوتا تھا تو اسکو مارتے تھے حتیٰ کہ وہ علیحدہ ہو جائے، ظاہر میں تو مار مرگی کے مریض کو پڑتی ہے، لیکن حقیقت میں مرگی ڈالنے والے (جن) پر پڑتی ہے اسی وجہ سے وہ درد میں مبتلا ہوتا اور چیختا چلاتا ہے اور مرگی کے مریض سے ہوش آنے کے بعد جب مار کھانے کا پوچھا جاتا ہے تو وہ اس کا علم نہیں بتا سکتا۔ (لقط المرجان)

جنات کی نظر بد:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے گھر میں ایک بچی کو دیکھا جس کو جن کی نظر بد لگی ہوئی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا اس کی فلاں سے جھاڑ پھونک کرالو اس کو نظر بد لگی ہوئی ہے۔

فائدہ:

مذکورہ حدیث میں نظر بد کی جگہ عربی میں ''سفعۃ'' کا لفظ ہے جس کے متعلق حسین بن مسعود فراء (بغوی معالم التنزیل وغیرہ) میں فرماتے ہیں کہ سفعۃ کا معنی جن کی نظر بد ہے۔ مطلوب یہ ہے کہ اس بچی کو جن کی نظر بد لگی ہوئی تھی۔ مؤلف ''آکام المرجان'' فرماتے ہیں کہ آنکھ دو قسم کی ہے ایک انسانی آنکھ اور ایک جنی آنکھ۔

بعض علماء مذکورہ حدیث کے تتمہ میں فرماتے ہیں کہ انہوں نے اس نظر بد کا علاج تعویزات اور جھاڑ پھونک سے کرایا تھا اور اس پر بیماری کی تکلیف کا پانی ڈالا اور کہا اس کو جن کی نظریں لگی تھیں اگر وہ نظر لگنے کا علم رکھتے (بھی) تو انسانی نظروں کا علاج کرتے۔

حضور علیہ السلام نے مرگی والے سے جن نکالا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت بابرکت میں لے کر آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ میرا بیٹا دیوانہ ہے اور اس پر دیوانگی کا حملہ صبح اور شام کو ہوتا ہے یہ ہماری زندگی کا مزہ تلخ کر دیتا ہے تو آپ ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور اس کے لئے دعا فرمائی تو اس بچے نے قے کر ڈالی جس سے اس کے پیٹ سے کتے کا سیاہ پلا نکلا اور بھاگ گیا۔ (یہ دراصل جن تھا مگر اس نے کتے کے بچے کی شکل اختیار کر رکھی تھی)

ایک اور واقعہ:

حضرت ام ابان بنت الوازع کا دادا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنا ایک دیوانہ بچہ لے کر گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا اس کو میرے قریب لاؤ، اور اس کی پشت میرے سامنے کرو۔ پھر آپ ﷺ نے اوپر نیچے سے اس کے کپڑوں سے پکڑا اور اس کی پشت پر مارتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے اے اللہ کے دشمن نکل جا۔ تو وہ بچہ تندرست ہو کر دیکھنے لگ گیا۔

ایک اور واقعہ:

حضرت اسامہ بن زید فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ ایک حج کے لئے چلے۔ بطن روحاء (مقام) پر ایک

عورت نے اپنا بچہ پیش کیا اور عرض کیا یارسول اللہ! یہ میرا بیٹا ہے جب سے میں نے اسے جنا ہے اب تک اسکو افاقہ نہیں ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے وہ بچہ لے لیا اور اس کو اپنے سینے اور ٹانگوں کے درمیان رکھ دیا اور اس کے منہ میں تھوکا اور فرمایا اے خدا کے دشمن! نکل جا میں اللہ کا رسول ہوں، پھر آپ نے وہ بچہ اسکی والدہ کو دے دیا اور فرمایا اس کو لے جا، اب اسکو کوئی تکلیف نہیں ہے۔

امام احمد کا جن نکالنے کا واقعہ:

ابوالحسن علی بن احمد بن عسکری کے دادا کہتے ہیں کہ میں امام احمد بن حنبل کی مسجد میں بیٹھا تھا، ان کے پاس متوکل (بادشاہ) نے اپنا ایک وزیر بھیجا کہ وہ آپ کو اس کی اطلاع کرے کہ شہزادی کو مرگی ہو گئی ہے اور گذارش کرے کہ آپ اس کے لئے صحت کی دعا کریں۔ تو حضرت امام احمد بن حنبل نے وضو کرنے کے لیے کھجور کے پتے کے تسمہ کا لکڑی کا جوتا اتارا اور اس وزیر سے فرمایا امیر المومنین کے گھر جاؤ اور اس لڑکی کے سر کے پاس بیٹھو اور اس (جن) کو کہو امام احمد بن حنبل فرما رہے ہیں کہ تمہیں اس لڑکی سے نکل جانا پسند ہے یا اس (احمد سے) ستر جوتے کھانا پسند ہے؟ تو وہ وزیر اس جن کے پاس گیا اور اس کو یہ پیغام سنایا تو اس کو اس سرکش جن نے لڑکی کی زبان سے کہا ہم سنیں گے اور اطاعت کریں گے، اگر امام احمد ہمیں عراق میں نہ رہنے کا حکم فرمائیں تو ہم عراق چھوڑ دیں گے۔ وہ تو اللہ کے فرمانبردار ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتا ہے ساری مخلوق اس کی فرمانبردار ہوتی ہے۔ پھر وہ اس لڑکی سے نکل گیا اور لڑکی تندرست ہوگئی اور اس سے اولاد بھی ہوئی۔

جب امام احمد کا انتقال ہوا تو وہ سرکش جن دوبارہ اس لڑکی کے پاس آگیا تو متوکل بادشاہ نے اپنے وزیر کو امام احمد کے شاگرد حضرت ابوبکر مروزی کے پاس بھیجا اور سارا واقعہ سنایا تو حضرت مروزی نے جوتا لیا اور اس سرکش جن کی طرف چل دیئے تو اس سرکش جن نے لڑکی کی زبانی کہا میں اس لڑکی سے نہیں نکلوں گا، میں تیری بات نہیں مانوں گا، امام احمد بن حنبل تو اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے ہم نے تو ان کی فرمانبرداری کی وجہ سے ان کا حکم مانا تھا۔

انسان کو جن کیوں ستاتے ہیں؟:

ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ انسان پر جن کا حملہ شہوت، محبت اور عشق کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبھی بغض اور بدلہ لینے کی خاطر اس وجہ سے ہوتا ہے کہ اس نے یا تو وہاں پیشاب کیا ہوتا ہے یا اس پر پانی پلٹا ہوتا ہے یا ان میں سے کسی کو قتل کیا ہوتا ہے اگرچہ اس کے قتل کا اس انسان کو علم نہیں ہوتا، اور کبھی محض کھیل اور تکلیف دینے کے لیے ہوتا ہے جیسے بے وقوف انسان بھی ایسا کرتے رہتے ہیں۔

پہلی صورت (عشق و محبت اور شہوت) میں جن بولتا ہے اور علم ہو جاتا ہے کہ یہ حرام اور گناہ کی وجہ سے ہے اور دوسری صورت انتقام وغیرہ میں انسان کو علم نہیں ہوتا۔

اور جو انسان جنات کو تکلیف دینے کی نیت نہیں کرتا وہ جنات کی طرف سے سزا کا مستحق نہیں ہوتا اگر اس نے اپنے گھر اور اپنی ملکیت میں ان کی تکلیف کا کام کیا ہوتا ہے تو وہ یہی کہتے ہیں کہ یہ جگہ اس کی ملکیت میں ہے اور اس کو ہر قسم کے تصرف کا حق حاصل ہے اور تم (جنات) انسان کی ملکیت میں ان کی اجازت کے بغیر نہیں رہ سکتے بلکہ تمہارے لیے وہ مقامات ہیں جہاں انسان نہیں رہتے مثلاً ویرانے اور خالی جگہیں۔

جنات دفع کرنے کے وظائف:

جنات کا مقابلہ ذکر، دعا، اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور نماز کے ساتھ کیا جا سکتا ہے، اگر جنات کی وجہ سے کچھ لوگوں کو بیماری یا موت لاحق ہو جائے تو یہ خود اپنے آپ پر ظلم کرنے والے ہیں۔

سب سے بڑا عمل جس سے جنات کے خلاف مدد حاصل ہوتی ہے "آیۃ الکرسی" کا پڑھنا ہے۔ تجربہ کار حضرات نے اس کا بہت تجربہ کیا ہے۔ انسان سے شیاطین کو بھگانے کی آیۃ الکرسی میں بڑی عظیم تاثیر ہے۔ اور مرگی والے کیلئے بھی اور جنات کے حالات کو باطل کرنے کیلئے بھی اور ان کی آفات سے بچنے کیلئے بھی آیۃ الکرسی میں بڑی عظیم تاثیر ہے۔

غیر شرعی طریقہ علاج:

جنات کے مقابلہ میں غیر شرعی جھاڑ پھونک، غیر شرعی تعویذ جن کے مطالب کا بھی علم نہ ہو سب ناجائز ہیں، عام طور پر جو عامل پڑھا کرتے ہیں ان میں بھی شرک ہوتا ہے اس سے اجتناب ضروری ہے۔

جنات کو دفع کرنے کا ایک اور عمل:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ کے ایک راستہ میں جا رہے تھے کہ ایک شخص کو مرگی ہو گئی۔ میں اس کے قریب گیا اور اس کے کان میں تلاوت کی تو اس کو افاقہ ہو گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے اس کے کان میں کیا پڑھا ہے؟ میں نے عرض کیا:

افحسبتم انما خلقنا کم عبثا وانکم الینا لاترجعون۔ (سورۃ مومنون کی آیت ۱۱۵) آخر سورت تک تلاوت کی تھی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

والذی نفسی بیدہٖ لو ان رجلا مؤمنا قرأبھا علیٰ جبل لزال۔

(ترجمہ) مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر کوئی مومن شخص اس کو کسی پہاڑ پر بھی تلاوت کرے تو وہ بھی ہٹ جائے۔

(حکایت): ابو یاسین کہتے ہیں کہ بنی سلیم قبیلہ کا ایک دیہاتی مسجد میں آیا اور حضرت حسن بصری کے بارے میں پوچھا تو

میں نے کہا تم نے ان کو کیا کہنا ہے؟ اس نے کہا میں دیہات کا رہنے والا ہوں، میرا ایک بھائی اپنی قوم میں سب سے بڑا پہلوان تھا، اس کو ایک ایسی مصیبت نے آگھیرا کہ ٹلنے کا نام نہ لیتی تھی، حتیٰ کہ ہم نے اس کو لوہے میں جکڑ دیا، اسی دوران ہم باہمی باتیں کرر ہے تھے کہ ایک ہاتف نے کہا "السلام علیکم" ہم نے اس کو جواب تو دیا مگر ہمیں کوئی نظر نہ آیا۔ ان (جنات) نے کہا ہم تمہارے پڑوسی ہیں ہم نے تمہارے پڑوسی بننے میں کوئی حرج نہیں سمجھا تھا لیکن ہمارے ایک بے وقوف نے تمہارے اس ساتھی کا مقابلہ کیا ہم نے اس کو چھوڑ دینے کو کہا لیکن اس نے انکار کر دیا، جب ہمیں اسکا علم ہوا تو ہم نے چاہا کہ آپ لوگوں سے معذرت کرلیں۔ پھر اس کے بھائی (یعنی مجھ) سے کہا جب فلاں دن ہو تو اپنی قوم کو جمع کرلو اور اس کو جکڑ کر باندھ لو اگر یہ تم پر غالب آجائے تو تم کبھی بھی اس (کے جن اور اس پر) قابو نہیں پا سکو گے۔ اس کے بعد اس کو اونٹ پر بٹھا کر فلاں وادی میں لے آؤ اور اس (وادی) کی سبزی لے کر کوٹ دو، پھر اس کو اس پر لیپ کر دو، اس بات کا خیال رہے کہ وہ تم سے چھوٹنے نہ پائے۔ اگر وہ چھوٹ گیا تو تم کبھی بھی اس پر غالب نہ آسکو گے۔

میں نے کہا اللہ تم پر رحمت فرمائے مجھے اس وادی اور اس سبزی کا کون بتلائے گا؟ کہا جب یہ دن آئے تو تم ایک آواز سنو گے تم اس آواز کے پیچھے پیچھے آجانا۔ چنانچہ جب وہ دن آیا تو اس کو ایک اونٹ پر بٹھایا تو میرے سامنے سے ایک آواز آئی اور میں اس کے پیچھے پیچھے ہو گیا، پھر اس نے کہا اس وادی میں اُتر جاؤ پھر کہا اس سبزی سے لو اور ایسا ایسا کرو۔

ہم نے ویسا ہی کیا جب وہ دوا اس کے پیٹ میں پہنچی تو وہ اس جن سے اور اپنی مصیبت سے آزاد ہو گیا، اور اپنی آنکھیں کھول دیں۔ اس رہنما جن نے کہا اب اس کا راستہ چھوڑ دو اور اس کی زنجیر کھول دو، میں نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ یہ منہ چھوڑ بھاگ نہ جائے۔ اس نے کہا قسم بخدا یہ جن اب قیامت تک اس کے پاس نہیں آئے گا۔

میں نے کہا خدا تم پر رحم کرے تو نے ہم پر احسان کیا ہے۔ اب ایک چیز رہ گئی ہے وہ بھی بتلاتے جاؤ، اس نے کہا وہ کیا ہے؟ میں نے کہا جب تو نے ہمیں تسلی دی تھی تو میں نے نذر مان لی تھی کہ اللہ تعالیٰ اگر میرے بھائی کو صحت عطا کرے گا تو میں ناک میں نکیل ڈال کر حج کا سفر پیدل کروں گا۔

اس نے کہا یہ ایسی بات ہے جس کا ہمیں علم نہیں لیکن میں تمہیں بتلاتا ہوں تم اس وادی سے اُترو اور بصرہ جاؤ اور حضرت حسن بصری سے پوچھو وہ نیک آدمی ہیں۔ پھر حضرت ابو یاسین کو حضرت حسن بصری کے پاس لے گئے اور اس نے اپنا سارا واقعہ اور اپنی نذر کا عرض کیا تو انہوں نے فرمایا، ناک میں نکیل ڈالنا تو شیطانی کام ہے ایسا تو نہ کرنا اور اپنی قسم کا کفارہ دے دینا اور بیت اللہ کی طرف پیدل چل کر حج کرنا اور اپنی نذر کو ادا کرنا۔ (یہ تیرے سوال کا جواب ہے)

حکایت:

ایک شاعر کی بیوی پر جن آگئے تو اس نے وہی جھاڑ پھونک کی جو عامل حضرات کرتے ہیں۔ پھر پوچھا تو مسلمان ہے یا

یہودی؟ شیطان نے اس عورت کی زبانی جواب دیا میں مسلمان ہوں۔ تو اس نے کہا پھر تو نے میری بیوی سے تعرض کرنے کو کیوں کر حلال جان لیا۔ میں بھی تو تیری طرح کا مسلمان ہوں؟ اس نے جواب دیا اس لیے کہ میں اس کو پسند کرتا ہوں۔ شاعر نے کہا تو کہاں سے آیا ہے؟ اس نے جواب دیا جرجان سے، پوچھا کہ تو اس پر کیوں حملہ آور ہوا؟ اس نے جواب دیا، اس لئے کہ یہ اس گھر میں سر کھول کر چل رہی تھی۔ تو شاعر نے کہا اگر تو اتنا ہی غیرت مند تھا تو اس کے لئے جرجان سے دوپٹہ کیوں نہیں لایا جس سے اس کا سر ڈھک جاتا۔

حکایت:

حسین بن عبدالرحمن کہتے ہیں میں منٰی میں ایک مرگی والے مجنون سے ملا جب وہ کسی فریضہ کی ادائیگی یا ذکر اللہ کا ارادہ کرتا اس کو مرگی ہو جاتی۔ تو میں نے بھی اس سے وہی کہا جو لوگ کہتے ہیں کہ اگر تم یہودی ہو تو موسیٰ علیہ السلام کا واسطہ، اگر تم عیسائی ہو تو عیسیٰ علیہ السلام کا واسطہ اور اگر مسلمان ہو تو محمد ﷺ کا واسطہ دیتا ہوں تم اس کو چھوڑ دو، انہوں نے کہا ہم نہ تو یہودی ہیں نہ عیسائی ہم نے دیکھا ہے کہ یہ حضرت ابوبکر و عمر سے بغض رکھتا ہے اسلئے ہم نے اس کو ایسے اہم فرائض سے روک دیا ھے۔

حکایت:

حضرت سعید بن یحییٰ فرماتے ہیں میں نے ایک مجنون کو حمص (شہر) میں مرگی میں دیکھا، جس پر لوگوں نے مجمع لگایا ہوا تھا۔ میں نے اس کے قریب جا کر کہا اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس پر حملہ کرنے کی اجازت دی ہے یا تم از خود شرارت کر رہے ہو؟ تو اس نے مجنون کی زبانی کہا ہم اللہ تعالیٰ پر جرأت نہیں کر رہے تم اس کو چھوڑ دو تا کہ یہ مر جائے کیونکہ یہ کہتا ہے کہ قرآن پاک مخلوق ہے۔ (یعنی اللہ کی صفت کلام نہیں حالانکہ یہ کفر ہے)

حکایت:

حضرت ابراہیم خواص (نیشاپوری) فرماتے ہیں کہ میں ایک ایسے آدمی کے پاس گیا جس کو شیطان نے مرگی میں مبتلا کر دیا تھا، میں نے اس کے کان میں اذان دینا شروع کر دی تو شیطان نے اس کے اندر سے مجھے پکار کر کہا مجھے چھوڑ دو تا کہ میں اس کو قتل کر دوں کیونکہ یہ کہتا ہے کہ قرآن پاک مخلوق ہے۔

فائدہ:

اس سے ثابت ہوا کہ اہلسنت وجن کو بدمذاہب سے نفرت ہے اور وہ حتی الامکان ان پر شدت کرتے ہیں۔

جنات غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی غلامی میں

آپ کا لقب غوث الثقلین بھی ہے یعنی جن وانس کے غوث (فریادرس) اس لقب کی تصدیق غیر مقلدین کے مجدد بھوپالی نے بھی کی وہ کہتا ہے کہ حضرت شیخ کا حکم قطبیت ظواہر و بواطن انس و جن پر جاری وساری ہے (مقالات، ص ۱۱۱) اور حضرت ابونظر بن عمر البغدادی رحمتہ اللہ الباری فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے بذریعہ عمل جنات کو بلایا تو انہوں نے حاضر ہونے میں اپنے معمول سے ذرا دیر لگائی۔ جب جنات حاضر ہوئے تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ جس وقت ہم غوث الثقلین کی مجلس میں حاضر ہوں تو اس وقت ہم کو نہ بلایا کریں۔ میں نے ان سے دریافت کیا کیا تم بھی ان کی مجلس میں حاضر ہوتے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا:

حضرت کی مجلس میں انسانوں کی نسبت ہم لوگ بکثرت حاضر ہوتے ہیں۔ اور جنات کی کثیر تعداد نے آپ کے دست حق پر توبہ کی ہے اور اسلام قبول کیا ہے۔ (قلائد الجواہر، ص ۳۹)

صحابی جن:

علامہ شہاب الدین احمد بن عماد الشافعی نے اپنی تصنیف لطیف "نظم الدرر فی ہجرت خیر البشر" میں جس مقام پر انہوں نے سرورِ دوجہاں، مالک کون ومکاں، احمد مجتبٰے محمد مصطفٰے علیہ التحیۃ والثنا کی زبان مبارک سے قرآن مجید کی تلاوت سن کر جنات کے اسلام قبول کرنے کا ذکر فرمایا ہے وہاں ہی تجویز فرماتے ہیں۔ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر اسلام قبول کرنے والے جنات میں سے ایک جن کے ساتھ محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی، غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی بھی ملاقات ہوئی ہے۔ (قلائد الجواہر، ص ۴۱)

فائدہ:

جنات کی عمر لمبی ہوتی ہے اسی لئے صحابی جن کی ملاقات حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے ہونا بعید از قیاس نہیں۔ اسمیں حضور غوث اعظم کی عالی مرتبت کی دلیل ہے کہ جنات صحابیت کے درجہ کے باوجود حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے محبت کی بناء پر آپ کی ملاقات کے لئے آتے جاتے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی کی صحبت میں جن صحابی:

حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے جب حج کیا تو آپ کے ساتھ ان کے مرید بھی چلے تھے۔ یہ جب بھی کسی منزل پر اُترتے ان کے پاس سفید کپڑے پہنے ایک جوان آ موجود ہوتا مگر نہ تو وہ ان کے پاس کھاتا نہ پیتا اور حضور شیخ عبدالقادر جیلانی نے اپنے مریدوں کو تاکید کر رکھی تھی کہ وہ اس سے بات چیت نہ کریں چنانچہ جب آپ مکہ مکرمہ میں داخل

ہوئے تو ایک گھر میں جا کر قیام کیا لیکن جب یہ لوگ گھر سے نکلتے تھے تو وہ شخص داخل ہوتا تھا اور یہ داخل ہوتے تھے تو وہ نکل جاتا تھا۔ ایک مرتبہ سب لوگ نکل گئے مگر بیت الخلا میں ایک شخص باقی رہ گیا تھا اسی دوران وہ جن داخل ہوا جب کہ اس کو کسی نے نہیں دیکھا تھا، اس نے تھیلی کھولی اور ایک مینگنی نکال کر کھانی شروع کر دی تو وہ جوان بیت الخلاء سے نکلا اور اس کی نگاہ اس پر پڑی وہ وہاں سے چلا گیا پھر کبھی بھی ان کے پاس نہ آیا۔ تو اس شخص نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو اطلاع کی، آپ نے فرمایا یہ شخص ان جنات میں سے تھے جنہوں نے حضور ﷺ سے قرآن پاک کو سنا تھا اور جنات میں شرفِ صحابیت حاصل کیا تھا۔ (کنز العمال)

فائدہ:

اگرچہ صحابی کا درجہ بلند ہے لیکن محبت سے کسی کے پاس آنا جانا کسرِ شان نہیں ہے۔ اس جن صحابی کو حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے پیار و محبت تھی اسی وجہ سے وہ آپ کے پاس آمد و رفت رکھتے تھے۔

جنات اور ان کے بادشاہ کی غلامی کا ایک واقعہ:

حضرت ابو سعید عبداللہ بن احمد بیان کرتے ہیں کہ ۵۳۷ھ میں میری دختر مسماۃ فاطمہ مکان کی چھت پر تھی کہ اسے کوئی جن اٹھا کر لے گیا۔ ابھی لڑکی غیر شادی شدہ اور بالغ تھی۔ اس کی عمر سولہ سال تھی۔ میں نے پریشانی کے عالم میں حضرت غوث الثقلین کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہو کر سارا واقعہ عرض کیا۔ تو آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تم بغداد شریف کے محلہ کرخ کی ویران جگہ میں پانچویں ٹیلہ کے قریب جا کر بیٹھ جاؤ اور اپنے ارد گرد زمین پر دائرہ کھینچ لینا۔ دائرہ کھینچتے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا عبدالقادر پڑھنا۔ جب آدھی رات گزرے گی تو تمہارے پاس سے مختلف صورتوں میں جنات گزریں گے۔ تم ان سے بالکل مت ڈرنا۔ پھر صبح کو ایک عظیم لشکر کے ساتھ تمہارے پاس سے جنات کے بادشاہ کا گزر ہوگا۔ وہ تم سے تمہاری ضرورت دریافت کرے گا تو تم اس سے صرف یہ کہنا کہ مجھے عبدالقادر نے بھیجا ہے۔ بعد ازاں اپنی بیٹی کا واقعہ بیان کرنا۔

ابو سعید عبداللہ بن احمد بیان کرتے ہیں کہ حسب الارشاد میں نے محلہ کرخ کے ویران خانہ میں ٹیلے پر پہنچ کر دائرہ بنایا۔ وہاں سے متعدد جنات کے ہیبتناک شکل و صورت میں گروہ گزرتے رہے۔ مگر میرے اور میرے دائرہ کے قریب کسی کو آنے کی جرات نہ ہوئی۔ آخر کار صبح کو ایک لشکر کے ساتھ ان کے بادشاہ کا گزر ہوا۔ بادشاہ گھوڑے پر سوار تھا۔ میرے دائرہ کے پاس آ کر رک گیا اور مجھ سے پوچھنے لگا تمہیں کیا معاملہ درپیش ہے؟ میں نے کہا کہ مجھے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ اس نے جب آپ کا نام نامی اسم گرامی سنا تو فوراً گھوڑے سے نیچے اُترا اور نیچے بیٹھ گیا۔ اس کی متابعت کرتے ہوئے اس کا لشکر بھی بیٹھ گیا۔ پھر اس نے مجھے کہا کہ حضرت نے تمہیں کس لئے بھیجا ہے۔ تو میں نے قصہ

بیان کیا۔ اس نے اپنے لشکر سے پوچھا کہ اس کی دختر کو کون اٹھا کر لے گیا ہے؟ مگر سب نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ بعد ازیں ایک سرکش جن حاضر کیا گیا۔ جس کے پاس لڑکی تھی۔ جنات نے بتایا کہ یہ جن چین کے جنات میں سے ہے۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تجھے کیا ہوا تھا کہ اسے قطبِ وقت کے شہر سے اٹھا لائے؟ جن نے جواب دیا کہ یہ مجھے اچھی لگی تھی۔ تو اس کے لئے حکم دیا کہ اسی وقت اس کا سر قلم کر دیا جائے۔ چنانچہ اس کی گردن اُڑا دی گئی اور لڑکی میرے حوالے کر دی گئی۔ میں نے بادشاہ سے کہا کہ مجھے آج سے پہلے جنات کا غوث اعظم کی تابعداری کرنے کا علم نہ تھا۔ اُس نے کہا:

بے شک حضرت غوث اعظم ہم میں سے تمام سرکش لوگوں پر نظر رکھتے ہیں۔ اس لئے وہ آپ کے خوف سے بھاگ کر دور دراز مقامات میں جا بستے ہیں۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو قطبِ وقت بناتا ہے تو جن وانس دونوں پر اُسے حاکم بنا دیتا ہے۔

(بہجۃ الاسرار، ص ۷۱۔۷۲، قلائد الجواہر، ص ۳۱۔۳۲، نزہۃ الخاطر الفاتر، ص ۶۲، تحفہ قادریہ، ص ۶۸، سفینۃ الاولیاء، ص ۶۱۔۶۲، خزینۃ الانبیاء، ص ۹۵)

آسیب سے خلاصی:

ایک مرتبہ اصفہان کا رہنے والا ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا۔ غریب نواز! میری بیوی کو آسیب ہے اور کثرت سے اُس کو دورے پڑتے ہیں۔ بایں وجہ میں سخت پریشان ہوں۔ تمام عامل عاجز آگئے ہیں۔ تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ سراندیپ کے بیابان کا خانس نامی جن ہے۔ اب جب تمہاری بیوی کو دورہ کی شکایت ہو تو اس کے کان میں کہنا کہ اے خانس! عبدالقادر جو کہ بغداد (شریف) میں مقیم ہیں ان کا فرمان ہے کہ سرکشی نہ کر۔ آج کے بعد اگر آئندہ آیا تو ہلاک کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد وہ شخص جب دس (۱۰) برس کے بعد حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا کہ آپ کے فرمان کے بعد کبھی میری بیوی کو دورہ کی شکایت نہیں ہوئی۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۷۲، قلائد الجواہر، ص ۳۲، سفینۃ الاولیاء، ص ۴۷، تحفہ قادریہ، ص ۶۸)

مرگی:

اسی لئے اس کا ایک علاج مذکورہ بالا طریقہ سے بھی ہوتا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کا رسالہ "مرگی اور اس کا علاج"۔

جنات کے بھگانے کا وظیفہ:

جس گھر یا مکان میں واقعی جن ہوں وہم وخیال نہ ہو تو مغرب کی نماز کے بعد اس گھر یا مکان کے ایک کونے میں کھڑے ہو کر باآواز درمیانہ ذیل کے کلمات تین بار کہے۔ اے اللہ والو! اس گھر یا مکان کو چھوڑ دو۔ ہم حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی بغداد والوں کے مرید ہیں ہم تمہاری شکایت کر دینگے۔ ہفتہ ڈیڑھ ہفتہ روزانہ کیا جائے۔ انشاء اللہ جنات گھر یا مکان کو چھوڑ جائینگے۔ تجربہ ہے۔ بشرطیکہ گھر یا مکان والوں کو وہم وخیال کی بیماری نہ ہو۔ اکثر یہی وہم ہوتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب) اب مستقل طور حکایات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔

باب الحکایات

(حکایت نمبر۱)

حضرت حسن بن حسین کہتے ہیں کہ میں حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں اپنی نشست پر بیٹھی تھی کہ میرے گھر کی چھت پھٹی اونٹ کی طرح کا کوئی جانور یا گدھے جیسا کوئی جانور میرے اوپر گرا، میں نے اس جیسا سیاہ اور عظیم الجثہ کوئی جانور نہیں دیکھا۔ فرماتی ہیں کہ وہ میرے قریب آکر مجھے پکڑنا چاہتا تھا لیکن اس کے پیچھے ایک کاغذ کا ٹکڑا آیا جب اس کو اس (جن جانور) نے کھول کر پڑھا تو اس میں لکھا ہوا تھا۔ **من رب عکب الی عکب امابعد فلا سبیل لک علی المراۃ الصالحۃ بنت صالحین** ۔ ترجمہ: (یہ رقعہ) عکب کے رب کی جانب سے عکب کی طرف ہے اس کے بعد تمہیں حکم ہے کہ تمہیں نیک والدین کی نیک بیٹی پر (شرارت) کی کوئی اجازت نہیں ہے۔

آپ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد وہ جہاں سے آیا تھا وہیں سے نکل گیا اور میں اس کے نکلنے کو دیکھ رہی تھی۔ حضرت حسن بن حسین فرماتے ہیں کہ پھر انہوں نے مجھے وہ رقعہ دکھایا جوان کے پاس ابھی تک موجود تھا۔ (لقط المرجان)

فائدہ:

معلوم ہوا کہ جنات پر نیک لوگوں اولیاء کرام اور ان کی اولاد پر شرارت پر پابندی ہے۔

(حکایت نمبر۲)

حضرت یحیٰی بن سعید فرماتے ہیں جب حضرت عمرو بنت عبدالرحمٰن کی وفات کا وقت آیا تو آپ کی خدمت میں بہت سے تابعین جمع ہوئے ان میں حضرت عروہ بن زبیر، حضرت قاسم بن محمد، ابو مسلمہ بن عبدالرحمٰن بھی تھے۔ یہ حضرات ان کے پاس ہی تھے کہ حضرت عروہ کو غشی ہوگئی اور ان حضرات نے چھت پھٹنے کی آواز سنی پھر ایک کالا سانپ گرا، جو بڑی کھجور کی طرح (موٹا اور لمبا) تھا اور وہ اس خاتون کی طرف لپکا کہ اچانک ایک سفید کاغذ گرا جس میں لکھا تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم من رب عکب الی عکب لیس لک علی بنات الصالحین سبیل

(دلائل النبوۃ بیہقی ص۱۶۔۱۷، ج۷)

(ترجمہ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عکب کے رب کی طرف سے عکب کی طرف تمہیں نیک لوگوں کی بیٹیوں پر ہاتھ بڑھانے کی اجازت نہیں ہے۔

جب اس نے اس رقعہ کو دیکھا تو اوپر کو چڑھا جہاں سے اُترا تھا وہیں سے نکل گیا۔

فائدہ:

اسی لئے اویسی غفرلہ کہتا ہے کہ جنات بزرگوں اور ان کی اولاد کی عزت واحترام کرتے ہیں لیکن یہ گستاخانِ انبیاء

واولیاء محروم ہیں۔

(حکایت نمبر۳)

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ حضرت عوف بن عفراء کی صاحبزادی اپنے بستر پر لیٹی ہوئی تھی انکو معلوم نہ ہوا کہ ایک کالا سیاہ شخص ان کے سینہ پر چڑھ آیا اور اپنا ہاتھ ان کے حلق میں ڈال دیا۔ اچانک زرد رنگ کا ایک کاغذ کا ٹکڑا آسمان سے زمین کی طرف آرہا تھا حتیٰ کہ ان کے سینہ پر آگرا تو اس (جن) نے اس کو اٹھایا اور پڑھا اس میں لکھا تھا۔ من رب لکین الی لکین اجتنب ابنة العبد الصالح فانه الا سبيل لک عليها۔

(ترجمہ) لکین کے رب کی طرف سے لکین کی طرف یہ حکم نامہ ہے کہ نیک انسان کی بیٹی سے دور رہو تمہارا اس پر کوئی بس نہیں چلے گا۔

وہ فرماتی ہیں کہ وہ اٹھا اور اپنا ہاتھ میرے حلق سے ہٹایا اور اپنا ہاتھ میرے گھٹنے پر مارا کہ اس پر ورم آگئی حتیٰ کہ بکری کے سر کی طرح (پھول) گیا۔ یہ فرماتی ہیں کہ پھر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور یہ واقعہ ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا۔ اے چچا کی بیٹی! جب تو حیض میں ہو تو اپنے کپڑوں کو سمیٹ کر رکھا کر، تو یہ تمہیں کبھی بھی تکلیف نہیں پہنچا سکے گا۔ (انشاء اللہ) حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی اس کے باپ کی وجہ سے حفاظت فرمائی تھی کیونکہ وہ جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے۔ (دلائل النبوۃ، ص ۱۱۶ ج ۶)

(حکایت نمبر۴)

حضرت یحییٰ بن ثابت فرماتے ہیں کہ میں حضرت حفص طائفی کے ساتھ منیٰ میں تھا کہ (ہم نے دیکھا) کہ ایک سفید سر والا سفید ریش لوگوں کو فتوے دے رہا ہے۔ حضرت حفص نے مجھے فرمایا اے ابوایوب! اس بوڑھے کو دیکھ رہے ہو جو لوگوں کو فتوے دے رہا ہے، یہ (جن) ہے۔ پھر اس کے قریب گئے میں بھی اس کے ساتھ تھا جب اس نے حضرت حفص کو دیکھا تو جوتا اٹھا کر بھاگ گیا، لوگ بھی اس کے پیچھے بھاگے۔ حفص یہی کہہ رہے تھے اے لوگو! یہ عفریت (جن) ہے۔

(دلائل النبوۃ، ص ۱۱۶)

فائدہ:

شاید وہ غلط قسم کا مفتی بن کر غلط مسئلے بتاتا ہوگا اسی لئے تو وہ بزرگ سے ڈر کر بھاگ گیا۔

(حکایت نمبر۵)

ابوخلیفہ عبدی فرماتے ہیں کہ میرا چھوٹا سا بچہ فوت ہو گیا جس کا مجھے بہت صدمہ ہوا۔ میں نے سورۃ آل عمران کی آخری آیات تلاوت کیں، جب (وما عند الله خير للابرار) پڑھا۔ تو کسی نے کہا اے ابوخلیفہ! میں نے کہا لبیک۔ کہا

تم کیا چاہتے ہو کہ اسی دنیا کے لیے زندگی مخصوص ہو کر رہ جائے؟ تم زیادہ شان والے ہو یا حضرت محمد ﷺ؟ آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) بھی تو فوت ہوئے تو آپ نے فرمایا آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں، دل غمگین ہے لیکن ہمیں کوئی ایسی بات نہیں کہنی چاہیے جو اللہ کو ناراض کر دے"۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے بیٹے سے موت کو دور کر دو جو تمام مخلوق کے لیے لکھی جا چکی ہے؟ یا تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ پر ناراض ہوا جائے اور اس کی مخلوق کے متعلق تقدیر کو رد کر دو؟ اللہ کی قسم! اگر موت نہ ہوتی تو زمین اتنی وسیع نہ ہوتی، اگر دکھ تکلیف نہ ہوتے تو مخلوق کسی عیش سے فائدہ نہ اٹھا سکتی۔ پھر اس نے کہا تمہیں کوئی ضرورت ہے؟ میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے تم کون ہو؟ اس نے کہا میں تیرے پڑوسی جنات میں سے ایک ہوں۔

(لقط المرجان)

فائدہ:

معلوم ہوا کہ جنات آباد گھروں میں بھی رہتے ہیں۔ نیک طبع جن اہل خانہ کے ساتھ خیر سے رہتے ہیں شرارتی شرارت کرتے ہیں تو اسکا علاج کیا جاتا ہے۔

(حکایت نمبر ۶)

حضرت اسحٰق بن عبداللہ بن ابی فروہ فرماتے ہیں کہ جنات کے کچھ افراد انسان کی شکل اختیار کر کے ایک آدمی کے پاس آئے اور کہا تم اپنے لیے کون سی شئے کو پسند کرتے ہو؟ کہا اونٹ پسند کرتا ہوں، انہوں نے کہا تم نے اپنے لیے سختی، محنت اور طویل مصیبت کو پسند کیا ہے۔ تجھے مسافری لاحق ہوگی جو تمہارے دوستوں سے تمہیں دور کر دے گی (کیونکہ اونٹ والوں کو یہی پیش آتا ہے) پھر یہ اس کے پاس سے نکل کر دوسرے آدمیوں کے پاس گئے اور اس سے پوچھا تم اپنے لیے کون سی شئے پسند کرتے ہو؟ کہا غلاموں کو پسند کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا پھر تو بہت عزت ہوگی، اور مال اور دور دراز کے سفر حاصل ہوں گے۔ پھر یہ اس سے نکل کر ایک اور شخص کے پاس گئے اور پوچھا تمہیں کیا پسند ہے؟ کہا بکریاں پسند ہیں تو ان جنات نے کہا کھانا حلال ہوگا، سائل کی ضرورت کا پورا کرنا بھی حاصل ہوگا، جنگ میں شرکت نہیں کر سکو گے، آرام بھی نہیں پا سکو گے اور دکھ سے راحت بھی نہ ملے گی، پھر وہ اس کے پاس سے رخصت ہو کر ایک اور شخص کے پاس پہنچے اور پوچھا تمہیں اپنے پاس رکھنے کے لیے کیا شئے پسند ہے؟ کہا درختوں کو پسند کرتا ہوں، تو جنات نے کہا تین سو ساٹھ کھجور پورے سال کے لیے کافی ہیں۔ یہ سردی اور گرمی دونوں کا مال ہے، پھر اسے الوداع کر کے ایک اور آدمی کے پاس پہنچے اور کہا تمہیں اپنے لیے کون سی شئے پسند ہے؟ کہا میں کھیتی باڑی کو پسند کرتا ہوں، کہا تیری معاش اس طرح سے مقرر ہوئی کہ اگر کاشت کاری کرے گا تو پائے گا اگر نہیں کرے گا تو نہیں پائے گا۔ پھر یہ اس سے بھی چلے گئے ایک اور شخص کے پاس پہنچے اور پوچھا تمہیں اپنے لیے کون سی شئے پسند ہے؟ اس نے فرمایا پہلے تم اپنی منطق بتاؤ کہ تم کون ہو؟ تا کہ میں تم سے کوئی آرزو کر سکوں۔ پھر ان کے پاس

روٹی لے آئے۔ جنات نے کہا کار آمد گندم ہے۔ پھر وہ ان کے پاس گوشت لے کر آئے تو جنات نے کہا روح ہے جو روح کو کھائے گی یہ جتنا کم اتنا ہی بہتر ہے کثرت سے، پھر وہ کھجور اور دودھ لے کر آئے تو جنات نے کہا کھجوروں کی کھجور ہے بکریوں کا دودھ ہے اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ جب کھا چکے تو کہا آپ یہ بتلائیں کہ کون سی شئے زیادہ تیز ہے اور کون سی شئے زیادہ حسین ہے؟ اور کون سی شئے خوشبو میں زیادہ عمدہ ہے؟ اس شخص نے فرمایا سب سے تیز وہ بھوکی داڑھ ہے جو بھوکے دانتوں میں (کھانا وغیرہ) ڈالتی ہے اور سب سے حسین وہ بارش ہے جو اونچی زمین پر بادل کے ظاہر ہونے پر برسے اور خوشبو کی زیادہ عمدگی اس کلی کی ہوا ہے جو بارش کے بعد پھوٹتی ہے۔

ان جنات سے پوچھا کہ اب آپ یہ بتائیں کہ آپ اپنے لیے کون سی شئے پسند کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں موت کو پسند کرتا ہوں، انہوں نے کہا آپ نے تو ایسی تمنا کی ہے جو آپ سے پہلے کسی نے نہیں کی۔ اب آپ ہمیں کچھ وصیت بھی فرمائیں اور توشہ سفر عنایت کریں۔ تو آپ نے ان کے لیے دودھ کا مشکیزہ دیا اور فرمایا یہ تمہارا توشہ سفر ہے۔

انہوں نے کہا وصیت بھی فرمائیں۔ فرمایا لا الہ الا اللہ پڑھا کرو یہ آگے پیچھے کی سب ضروریات کے لیے کافی ہے۔ اس کے بعد وہ جنات آپ کے پاس سے روانہ ہو گئے اور آپ کو جنات اور انسانوں پر ترجیح دے رہے تھے۔

ابو نصر ہاشم بن قاسم فرماتے ہیں یہ شخص جن کو یہ جنات (سب سے آخر میں) ملے تھے۔ حضرت عویمر، ابو الدرداء تھے۔

(آکام المرجان۔ ص ۸۵)

فائدہ:

بن بلائے مہمان بالخصوص غیر متعارف لوگوں سے حسن سلوک سے اچھا نتیجہ بر آمد ہوتا ہے۔

(حکایت نمبر ۷)

حضرت زید بن وہب فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک جنگ میں شرکت کی پھر ایک جزیرے میں اترے، وہاں پر ایک بہت بڑا اجرہ موجود تھا۔ (ہماری) جماعت کے ایک آدمی نے کہا میں نے ایک بہت بڑا اجرہ دیکھا ہے شاید تمہیں اس کے رہائشی سے اذیت ہو۔ تم اپنی آگ یہاں سے اٹھا لو (یعنی پڑاؤ کی جگہ بدل لو) جب وہ (رہائشی) رات کو لوٹا تو اس سے کہا تم نے ہمارے گھروں سے اپنے ساتھیوں کو دور کیا ہے اس لیے میں تمہیں طب کا علم بتاتا ہوں، جس سے تندرستی ہوتی ہے وہ یہ کہ جب کوئی مریض تمہیں درد کی شکایت کرے تو جو علاج تیرے جی میں آئے وہی اس کا علاج ہے۔

فائدہ:

موٹاپے کا بہتر علاج فکر اور غم ہے۔ آجکل موٹاپے کی شکایت عام ہے اس کا علاج یہی ہے انسان قبر اور آخرت کے ہولناک واقعات پڑھے اور سنے۔

(حکایت نمبر ۸)

حضرت ابو میسرہ حرانی فرماتے ہیں کہ جنات اور انسان قاضی محمد بن غلاشہ کے پاس مدینہ شریف کے ایک کنویں کا جھگڑا لے کر گئے، ابو میسرہ سے سوال کیا گیا کہ کیا جنات ان کے سامنے بھی آئے تھے؟ فرمایا سامنے تو نہیں آئے تھے صرف انہوں نے ان کی بات چیت سُنی تھی۔ اور انسانوں کے لئے یہ فیصلہ کیا کہ وہ طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک اس سے پانی لے لیا کریں اور جنات کے لئے یہ فیصلہ کیا کہ وہ غروب آفتاب سے طلوع فجر تک اس کنویں سے پانی لیا کریں۔ اس حکایت کے ناقل کہتے ہیں انسانوں میں سے جب کوئی اس کنویں سے غروب آفتاب کے بعد پانی لیتا تو اس پر پتھر پڑتے تھے۔ (آکام المرجان، ص ۸۸)

فائدہ:

جن اسلئے پتھر مارتے کہ انسان ان کا حق مارتے تھے اسی طرح اگر کسی کو جنات سے شکایت ہوتی ہے تو اس کی وجہ ضرور ہوتی ہے۔

(حکایت نمبر ۹)

علی بن سرح کہتے ہیں کہ جنات کے کچھ لوگ جمع ہوئے اور کہا ہمارا عالم انسانوں کے عالم سے زیادہ عالم ہے۔ تو انسانوں اور جنوں کا اس میں اختلاف ہوا اور طے یہ پایا کہ قائف ابن خثعم کے پاس چلتے ہیں چنانچہ وہ اس کے پاس گئے اور اس کے خیمہ میں داخل ہو گئے وہاں ایک بوڑھا بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا کیوں آئے ہو؟ کہا ہمارا اونٹ گم ہو گیا ہے ہم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں کہ آپ اونٹ تلاش کر دیں۔ بوڑھے نے کہا میں تو بہت کمزور ہوں میرا دل بھی میرے جسم کا حصہ ہے وہ بھی کمزور ہو گیا ہے جیسے میرا جسم کمزور ہے، انہوں نے کہا تم اسی حالت میں ہمارے ساتھ چلو۔ بوڑھے نے کہا میں نے تمہیں اپنی حالت بتا دی ہے لیکن تم میرے غلام کے پاس جاؤ وہ تمہیں بتا دے گا۔ انہوں نے کہا آپ ہمارے ساتھ کوئی چھوٹا لڑکا ہی بھیج دیں۔ تو بوڑھے نے اس سے بھی انکار کر دیا، پھر وہ کسی بچے کیساتھ نکل چلے۔ جب خیموں سے دُور ہوئے تو ان کے سامنے سے ایک پرندہ گزرا اس نے ایک پر نیچے کیا اور دوسرا اُوپر کیا، تو بچہ اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے لوگو! اللہ سے ڈرو میرے علاوہ اس کو کوئی یاد نہیں کر رہا۔ میں تو چھوٹا بچہ ہوں، تم اللہ سے ڈرو اور مجھے چھوڑ دو۔ انہوں نے کہا کیوں۔ بچے نے کہا تم نے پرندہ کی طرف دیکھا نہیں جو تمہارے سامنے سے گزرا ہے، اس نے ایک پر جھکایا ہے اور ایک اُٹھایا ہے اس نے مجھے آسمان اور زمین کے رب کی قسم دی ہے کہ اُن کا اونٹ گم نہیں ہوا'' (اس لیے یقیناً) تم لوگ جن ہو انسان نہیں ہو، تو جنات نے کہا خدا تمہیں رسوا کرے اپنے باپ کے پاس چلے جاؤ (واقعی جنات کے بجائے انسانوں میں بڑے عالم ہیں)۔ (لقط المرجان)

فائدہ:

یہ صرف واقعہ سے ثابت نہیں کہ انسان علماء جنات علماء سے افضل وبرتر ہیں بلکہ ایک حقیقت ہے ویسے بھی مجموعی طور انسان جنات سے افضل ہیں۔

(حکایت نمبر ۱۰)

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ میں ایک رات نماز ادا کر رہا تھا کہ اچانک میرے سامنے ایک لڑکا آکر کھڑا ہوگیا۔ میں نے اس کو قابو کرنے کی تیاری کی تو اس نے چھلانگ لگائی اور دیوار کے پیچھے جاپڑا۔ میں نے اس کے گرنے کی آواز بھی سُنی تھی اس کے بعد وہ کبھی بھی میرے پاس نہیں آیا۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں یہ جنات تم سے اسی طرح سے ڈرتے ہیں جس طرح سے تم ڈرتے ہو۔

حضرت ابوشرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے حضرت یحیٰی جرار نے دیکھا کہ میں رات کو گلیوں میں جانے سے ڈرتا ہوں۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ جن (جنات) سے تم ڈرتے ہو وہ انسانوں سے زیادہ ڈرتے ہیں۔ (لقط المرجان)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

دور حاضرہ میں اکثر لوگوں میں جنات کا ڈر دل میں ایسا سمایا ہوا ہے کہ معمولی سے خطرہ کو سر پر اٹھا لیتے ہیں حالانکہ معاملہ برعکس ہے کہ جنات انسانوں سے ڈر کر دور بھاگتے ہیں ہاں شریر جنات کی شرارت ہوتی ہے تو اس کا علاج آیۃ الکرسی شریف ہے کہ اگر کہیں خطرہ محسوس ہو تو آیۃ الکرسی شریف پڑھکر اپنے اردگرد حصار کھینچ دیں کچھ نہیں ہوگا۔ مزید علاج اور جنات کے بھگانے کے طریقے آئینگے۔ (انشاء اللہ)

(حکایت نمبر ۱۱)

حضرت ہشام بن زہرہ کے غلام حضرت ابوالسائب ایک مرتبہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس گھر میں حاضر ہوئے، یہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوسعید کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو میں آپ کی نماز مکمل ہونے کے انتظار میں بیٹھا رہا، اسی اثنا میں میں نے گھر کے کونہ میں کھجوروں کی چھڑیوں میں حرکت سُنی تو اس کی طرف متوجہ ہوا، وہ ایک سانپ تھا میں نے اس کو قتل کرنے کے لئے حملہ کیا تو حضرت ابوسعید نے مجھے بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو گھر کے ایک کمرہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تم یہ کمرہ دیکھ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا اس میں ہمارا ایک نوجوان رہتا تھا اس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ ہم حضور نبی پاک ﷺ کے ساتھ غزوۂ خندق کے لئے نکلے تھے یہ نوجوان آپ ﷺ سے دوپہر کے وقت اجازت لیتا اور اپنی دُلہن کے پاس آتا تھا۔ ایک دن اس نے اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنے ہتھیار ساتھ لے جاؤ میں تمہارے متعلق بنو قریظہ سے فکرمند ہوں۔

حسب الحکم اس نے اپنے ہتھیار اُٹھائے اور گھر لوٹ گیا (جب وہ اپنے گھر پہنچا تو دیکھا) کہ اس کی دلہن دروازہ کے درمیان کھڑی ہوئی تھی یہ جوان نیزہ لے کر اس کی طرف لپکا تا کہ اس کو چھو دے کیونکہ اس کو غیرت غالب تھی۔ دلہن نے اس سے کہا نیزہ روک لے اور گھر میں دیکھ مجھے کس چیز نے نکالا ہے۔ وہ اندر داخل ہوا وہاں بستر پر بہت بڑا سانپ سمٹ کر بیٹھا ہوا تھا اُس نے نیزہ کیساتھ حملہ کر کے سانپ کو چھو دیا پھر باہر نکلا اور اس گھر (کی دیوار) پر پٹخ دیا تو سانپ واپس اس پر پلٹ آیا اور ہمیں معلوم نہ ہوسکا کہ ان میں سے کون پہلے فوت ہوا سانپ یا جوان؟ پھر ہم رسول اکرم ﷺ کے حضور حاضر ہوئے اور حادثہ کی تفصیل عرض کی اور استدعاء کی کہ دعا فرمائیے کہ وہ جوان زندہ ہو جائے۔ آپ نے فرمایا تم اس کے لئے استغفار کرو۔ پھر فرمایا کہ جناتِ مدینہ شریف اہلِ اسلام ہیں جب ان میں کسی کو سانپ وغیرہ کی شکل میں دیکھو تو اسے تین دن کی مہلت دو اگر پھر بھی گھروں میں آئیں تو قتل کر دو کیونکہ اس کی خلاف ورزی کرنے والا شیطان ہوسکتا ہے۔

(مسلم وابوداؤد)

فائدہ:

حضور علیہ السلام مردے زندہ کرنے کا اختیار رکھتے تھے لیکن یہاں نہ کرنا مبنی بر حکمت ہوگا۔ تفصیل دیکھیئے فقیر کا رسالہ ''حضور مُردے زندہ کرتے ہیں''۔

(حکایت نمبر۱۲)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے گھر کے صحن میں بیٹھا تھا کہ میری بیوی کا قاصد آیا کہ آپ گھر آیئے۔ مجھے فکر ہوئی چنانچہ میں اندر گیا تو اس نے کہا ٹھہرو، پھر اس نے اشارہ کر کے کہا یہ سانپ ہے۔ جب میں گھروں سے باہر بادیہ میں قضائے حاجت کے لئے گئی تھی تو اس کو دیکھا تھا پھر یہ نظر نہ آیا، اب میں اس کو دیکھ رہی ہوں یہ وہی سانپ ہے میں اس کو پہچانتی ہوں، حضرت سعد نے خطبہ پڑھا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا، اما بعد! تُو نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے میں تیرے لئے اللہ کی قسم اُٹھاتا ہوں اگر تجھے میں نے اب کے بعد دیکھا تو قتل کر ڈالوں گا۔ وہ سانپ حجرہ کے دروازہ سے نکل کر پھر گھر کے دروازہ سے نکل گیا۔ پھر حضرت سعد نے اس سانپ کے پیچھے ایک آدمی کو روانہ کیا اور فرمایا اس کو دیکھو یہ کہاں جاتا ہے وہ اس کے پیچھے گیا۔ حتی کہ وہ سانپ مسجد نبوی شریف میں آیا پھر منبر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس پر چڑھ کر آسمان کی طرف چلا گیا اور غائب ہوگیا۔ (آکام المرجان، ص ۱۳۷)

فائدہ: (درحقیقت یہ ایک جن تھا جو سانپ کی شکل میں ظاہر ہوا تھا) ہم نے پہلے وضاحت کر دی ہے کہ جنات مختلف شکل اختیار کر کے آبادیوں میں آجاتے ہیں ایسے واقعات خیر القرون یعنی حضور ﷺ وصحابہ کرام کے ساتھ بھی ہوتے تھے چنانچہ فقیر بطور نمونہ چند حکایت عرض کر کے گھر میں آنے والے سانپوں کے لئے تفصیل بتاتا ہے۔

قتل جنات سانپ وغیرہ کی تحقیق:

ان کا بلا وجہ قتل ناجائز ہے۔ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ جنات مختلف شکلیں اختیار کر کے نظر آتے ہیں کبھی سانپ کی شکل میں انسانوں کے گھروں میں آجاتے ہیں انہیں تین مرتبہ نکل جانے کی مُہلت دی جائے اگر نکل جائیں تو بہتر ورنہ قتل کر دیا جائے۔ اگر یہ اصلی سانپ ہوگا تو قتل ہو جائے گا ورنہ یہ جن ہوگا چونکہ سانپ کی شکل میں انسانوں کو خوفزدہ کرنے کیلئے نافرمان بن کر ظاہر ہونے کا اصرار کیا ہے قتل کا مستحق ہُوا یہ ان شرارتی جنات سے ہوگا جنکی تفصیل فقیر نے عرض کر دی ہے۔

(حکایت نمبر ۱۳)

حضرت ابُو ملیکہ سے روایت ہے کہ ایک جن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آجایا کرتا تھا۔ حضرت عائشہ نے اس کے قتل کا حکم دیا تو اس کو قتل کر دیا گیا۔ پھر وہ آپ کو نظر نہ آیا (پھر رات خواب میں کسی نے آپ سے) عرض کیا، آپ نے اللہ کے ایک مسلمان بندے کو مروا ڈالا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا تو مسلمان ہوتا تو آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) کے پاس نہ جھانکتا؟ تو ان کو کہا گیا کہ یہ آپ کے پاس اس وقت آتا تھا جب آپ کا لباس درست ہوتا تھا اور یہ تو قرآن پاک سننے کیلئے آیا کرتا تھا۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیدار ہوئیں تو بارہ ہزار درہم (صدقہ کرنے) کا حکم فرمایا اور مساکین پر تقسیم کر دیا گیا۔ (لقط المرجان)

فائدہ:

یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تقویٰ کی دلیل ہے کیونکہ آپ عالمہ فاضلہ فقیہہ ومحدثہ تھیں ورنہ شرعاً ایسا حکم نہیں۔

(حکایت نمبر ۱۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے حجرے میں ایک سانپ دیکھا اور اس کے قتل کا حکم فرمایا چنانچہ اس کو قتل کر دیا گیا، تو رات کو آپ نے خواب دیکھا کہ ان سے کہا گیا ہے کہ جس کو آپ نے جن کی شکل میں قتل کرایا ہے ان جنات میں سے تھا جنہوں نے آنحضرت ﷺ سے وحی (سورۃ جن) کو سُنا تھا۔ تو آپ نے یمن میں کچھ لوگ بھیجے جو ان کے غلام خرید کر لائے اور آپ نے ان سب کو آزاد کر دیا۔

علامت جن یا سانپ:

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب جنات سانپ بن کر آتے ہیں تو پھر ہمیں کیسے معلوم ہو کہ یہ جن ہے یا اصلی سانپ۔

کون سے گھریلو سانپ قتل کریں:

اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر اپنی ایک مُثلث عمارت کے پاس تھے وہاں انہوں نے ایک جن کی چمک دیکھی ۔ آپ نے فرمایا بھاگو اس جن کے پیچھے اور قتل کر دو، تو حضرت ابولبابہ انصاری نے فرمایا میں نے آنحضرت ﷺ سے سُنا ہے کہ آپ نے ان جنات کے قتل سے منع فرمایا جو گھروں میں رہتے ہیں مگر زہریلا سانپ اور خبیث قسم کا سانپ کیونکہ یہ نظر کو ختم کرتے ہیں اور عورتوں کے شکم میں موجود بچوں کو ضائع کرتے ہیں ۔ (مسلم)

(۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ان الھوام من الجن فمن رای فی بیتہ شیئا فلیخرج علیہ ثلاث مرات فان عار فلتقتلہ فانہ شیطان"۔ (ابوداؤد)

ترجمہ: گھروں میں رہنے والے سانپ اور بچھو جنات میں سے ہیں جو کوئی ان میں سے اپنے گھروں میں کچھ دیکھے تو اس کو تین مرتبہ نکال دے اگر پھر بھی وہ واپس آجائے تو اس کو قتل کردے کیونکہ یہ شیطان ہے۔

(۳) حضرت ابن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ سے گھر کے سانپوں کو مارنے کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

"اذا رایتم منھن شیًا فی مساکنکم فقولوا انشد کن العھدالذی اخذ علیکم نوحؑ، انشد کن العھدالذی علیکم سلیمان الاتو ذونا فان عد ن فاقتلو ھن"۔ (ابوداؤد)

ترجمہ: جب تم ان میں سے کسی کو اپنے گھروں میں دیکھو تو (یہ) کہو ہم تمہیں وہ عہد یاد دلاتے ہیں جو تم سے حضرت نوح نے لیا تھا اور وہ عہد یاد دلاتے ہیں جو تم سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے لیا تھا، تم ہمیں تکلیف نہ پہنچاؤ، اگر یہ (جنات) اس کے بعد بھی گھر میں آجائیں تو ان کو مار ڈالو۔

کون سا سانپ جن ہوتا ہے؟:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں تم تمام قسم کے سانپ مار ڈالا کرو سوائے سفید (جنات) کے جو چاندی کی لڑی کی طرح سفید ہوتے ہیں۔ (ابوداؤد)

(حکایت نمبر ۱۵)

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے موسیٰ بن نصیر مغرب کے گورنر سے سوال کیا کیونکہ یہ موسیٰ بن نصیر لشکرِ اسلام کے سپہ سالار بنا کر جنگوں کیلئے روانہ کئے جاتے تھے اور انہوں نے مغرب تک کے علاقے اور ممالک فتح کیے تھے کہ سمندر کی کوئی عجیب بات جو تم نے دیکھی یا سنی ہو بیان کرو۔ تو انہوں نے فرمایا کہ ہم سمندر کے جزائر میں سے ایک جزیرے میں گئے ۔ ہم نے وہاں پر ایک تعمیر شدہ گھر دیکھا اور اس میں سترہ سبز گھڑے دیکھے جس پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی مہر لگی ہوئی تھی تو میں نے

درمیان والے، قریب والے اور اُوپر والے گھڑے کو پیش کرنے کا حکم دیا تو ان کو گھر کے صحن میں لایا گیا، میں نے ایک کے کھولنے کا حکم دیا تو اس میں سُوراخ کیا گیا تو اس میں ایک شیطان تھا جس کے ہاتھ اس کی گردن سے بندھے ہوئے تھے وہ کہہ رہا تھا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبوت کا شرف بخشا ہے میں زمین میں فساد کرنے کیلئے پھر کبھی نہیں آؤں گا۔ پھر اس شیطان نے (اِدھر اُدھر) دیکھا اور کہا اللہ کی قسم! نہ تو مجھے سلیمان نظر آرہے ہیں نہ ان کا ملک۔ پھر اس نے زمین میں غوطہ لگایا اور زمین میں غائب ہوگیا۔ باقی گھڑوں کے متعلق میں نے حکم دیا تو ان کو ان کی جگہ پر رکھ دیا گیا۔ (لقط المرجان)

(حکایت نمبر ۱۶)

موسیٰ بن نصیر جہاد کیلئے سمندر کے راستہ سے چلے حتیٰ کہ وہ تاریک سمندر تک جا پہنچے اور کشتیوں کو اُن کے رُخ پر چلتا ہوا چھوڑ دیا۔ پھر انہوں نے کشتیوں کے پاس کچھ آواز سُنی، دیکھا تو سبز رنگ کے گھڑے ہیں۔ ان میں سے ایک گھڑا اُٹھایا تو اس کی مہر توڑنے سے ڈر گئے اور حکم دیا کہ اس کو نیچے سے سُوراخ کرو۔ جب گھڑے کا منہ ایک پیالے کے برابر ہوگیا تو ایک چیخنے والے کی آواز سُنی وہ کہہ رہا تھا "نہیں اللہ کی قسم اے اللہ کے نبی میں آئندہ کوئی شرارت نہیں کروں گا۔" تو موسیٰ بن نصیر نے کہا یہ تو ان شیاطین میں سے ہے جن کو حضرت سلیمان بن داوٗد (علیہما السلام) نے قید کیا تھا، پھر گھڑے کے اس سُوراخ کو بند کر دیا گیا۔ پھر انہوں نے کشتی پر ایک آدمی کو دیکھا جو گھوُر رہا تھا اور ان کو دیکھ کر کہہ رہا تھا، اللہ کی قسم! تم وہی ہو اگر تمہارا مجھ پر احسان نہ ہوتا تو میں تم سب کو غرق کر دیتا۔

فائدہ:

یہ موسیٰ بن نصیر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سمندر کے راستوں سے جہاد پر مامور ہوئے تھے، اُندلس انہوں نے فتح کیا تھا، کہا جاتا ہے جتنے کافر انہوں نے قید کیے اور کسی جرنیل نے نہیں کیئے۔ واللہ اعلم (آکام المرجان)

(حکایت نمبر ۱۷)

ولید بن ہشام کہتے ہیں کہ عبید بن ابرص اور اس کے ساتھی سفر میں تھے یہ ایک سانپ کے پاس سے گُزرے جو گرمی کی شدت سے تڑپ رہا تھا ان میں سے ایک شخص نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو عبید نے کہا اس پر جو مصیبت ہے اس کی وجہ سے یہ ایک قطرہ پانی کا زیادہ محتاج ہے۔ پھر وہ اُترا اور اس پر پانی ڈال دیا۔ پھر یہ سب چل پڑے حتیٰ کہ یہ بُری طرح بھٹک گئے اور راستہ بھی گم ہوگیا۔ یہ اسی پریشانی میں تھے کہ ایک ہاتف نے آواز دے کر کہا ؎

یا ایھا الرکب المضل مذھب ☆ دونک ھٰذا البکر منا فارکبہ

حتیٰ اذا اللیل قولی مغربہ ☆ وسطع الفجر ولاح کوکبہ

فخل عنہ رحلہ وسبُسبہ

ترجمہ: (۱) اے راستہ بھٹک جانے والی جماعت! یہ جوان اونٹ لو اور سوار ہو جاؤ۔
(۲) جب رات ختم ہو جائے، صبح روشن ہو جائے اور سورج طلوع ہو جائے۔
(۳) تو اس کی منزل اور ہموار میدان سے ہٹ جانا۔
پس جب وہ رات ہی کو وہاں سے چل کر پورے دس دن اور راتوں کے برابر چلتے رہے تب جا کر سورج طلوع ہوا۔ تو عبید نے کہا۔

یاایها المرء قد انجیت من غم ☆ ومن فیاف یضل الراکب الهادی
هلا تخبرنا بالحق نعرفه ☆ من الذی جادبالنعماء فی الوادی

ترجمہ: (۱) اے جوان تو نے (ہمیں) غم سے نجات دی اور اس بیابان جنگل سے بھی جس میں واقف کار سوار بھی گم ہو جاتا ہے۔
(۲) تو ہمیں سچ سچ نہیں بتلائے گا تاکہ ہمیں بھی معلوم ہو کہ تو کون ہے جس نے (اس پُر خار) وادی میں نعمتوں کی سخاوت کی ہے۔
تو اس (جن) نے جواب دیا۔

انا الشجاع الذی ابصرته رمضا ☆ فی ضحضح نازح یسری به صادی
فجدت بالماء لما ضن شاربه ☆ رویت منه ولم تبخل بانجاد
الخیر یبقی وان طال الزمان به ☆ والشرا اخبث ما اوعیت من زاد

ترجمہ: (۱) میں وہ بہادر ہوں جس کو تو نے گرم ریت پر دور دراز (بیابان) میں تڑپتے دیکھا تھا جس کی وجہ سے میرا شکار کرنا آسان ہو گیا تھا۔
(۲) تو نے پانی کی اس وقت سخاوت کی جب اس کے پینے والا بخل کرتا ہے تو نے اس سے دیا اور کم ہونے کے ڈر سے بخل نہ کیا۔
(۳) نیکی باقی رہتی ہے اگرچہ زمانہ طویل ہو جائے اور شر بدترین ہے جس کو تو نے توشۂ سفر نہیں بنایا۔

(حکایت نمبر ۱۸)

ہیثم فرماتے ہیں میں اور میرا ایک ساتھی دونوں کہیں سفر کو نکلے۔ ہم نے ایک عورت کو سرِ راہ کھڑے ہوئے دیکھا اس نے ہم سے سواری کا سوال کیا تو میں نے اپنے ساتھی سے کہا تم اسے سوار کر لو تو اس نے اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ تو اس عورت نے میرے ساتھی کی طرف دیکھا اور اپنا منہ کھولا اس کے منہ سے حمام کے چولہے جیسے انگارے نکل رہے تھے تو میں نے اس

عورت پر حملہ کردیا۔ وہ کہنے لگی میں نے تمہارا کیا قصور کیا ہے اور چیخنے لگی۔ تو میرے ساتھی نے کہا تو اس سے کیا چاہتا ہے۔ پھر وہ کچھ گھڑی چلتا رہا میں پھر اس کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے منہ کھولا ہوا تھا اس کے منہ سے چولہے کی طرح انگارے نکل رہے تھے تو بھی میں نے اس پر حملہ کردیا۔ اس نے تین مرتبہ کیا۔ جب میں نے یہ تماشہ دیکھا تو اس کو پکا ارادہ کر کے دبوچ لیا تو وہ زمین پر جا گری اور کہنے لگی انہیں خدا قتل کرے کتنے سخت دل ہو۔ میری اس حالت کو جس نے بھی دیکھا ہے اس کا دِل پارہ پارہ ہوگیا ہے۔ (لیکن ایک تو ہے مجھ سے ڈرنے کی بجائے مقابلہ پر اُتر آیا ہے)

(حکایت نمبر ۱۹)

امام اصمعی فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضر موت کے علاقہ سے بھاگا اس کے پیچھے پیچھے جادوگر جن بھی بھاگا۔ جب اس نے دیکھا کہ جن مجھے پکڑے گا تو اس نے کنویں میں چھلانگ لگادی تو جن نے اس کے اُوپر سے پیشاب کردیا تو جب وہ شخص کنویں سے باہر نکلا تو اس کے کوئی بال بھی باقی نہ رہا تھا۔

(حکایت نمبر ۲۰)

حمید بن ہلال یا کسی اور سے روایت ہے کہ ہم کہا کرتے تھے کہ ہرن جنات کے مویشی ہیں۔ ایک مرتبہ ایک لڑکا آیا جس کے پاس تیر کمان تھے۔ درخت ارطاۃ کے پیچھے چُھپ کر بیٹھا اس کا ارادہ تھا کہ وہ ان ہرنوں میں سے کسی ایک کو شکار کرے تو ایک ہاتف نے آواز دی جو نظر نہیں آرہا تھا۔

ان غلاما ثقف اليدين ☆ يسعى بكبداو بلهذ مين

متخذ الارطاة جُنتين ☆ ليقتل التيس مع العنزين

ترجمہ: ہاتھوں کے ساتھ تیر اندازی کا ماہر لڑکا کمان کے دونوں کناروں کے درمیانی حصہ یا تیر کاٹنے والی دو تلواروں (مراد تیر کمان ہیں) سے کوشش کررہا ہے۔

(۲) ارطاۃ کے درخت کو ڈھال بنا رکھا ہے تاکہ بکری، ہرن اور گائے کو نیزوں سے مار ڈالے جب ہرنوں نے یہ شعر سُنے تو تتر بتر ہوگئے۔

(حکایت نمبر ۲۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو ایک بستی میں روانہ فرمایا اس نے دودھ والی ایک ہرنی دیکھی تو اس پر حملہ کر کے پکڑ لیا۔ تو ایک جن نے آواز دے کر کہا۔

يا صاحب الكنانة المكسورة ☆ خل سبيل الظبية المصرورة

فانها لصبية مضرورة ☆ غاب ابوهم غيبة مذكورة

فی کورۃ لابورکت من کورۃ

ترجمہ: (۱) اے ٹوٹے ہوئے تیردان والے دودھ والی ہرنی کو چھوڑ دے۔

(۲) یہ ایک محتاج بچی کی ملکیت ہے جس کے والد کا غائب ہوجانا مشہور چکا ہے۔

(۳) ایسے ضلع میں (غائب ہوا ہے) جہاں سے اس کے لئے کوئی برکت نہ ہو (تاکہ وہ واپس آئے)

(حکایت نمبر۲۲)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک شخص حضرت ابوبکر تیمی گزرے ہیں یہ فرماتے ہیں کہ میں نے بنو عقیل کے ایک آدمی سے سُنا وہ کہتا تھا کہ میں نے ایک اُونٹ پکڑا اور گھر میں لاکر باندھ دیا۔ جب رات ہوئی تو ایک ہاتف کو کہتے ہوئے سُنا۔ اے فلانے! تم نے یتیموں کا اُونٹ دیکھا ہے؟ اس نے کہا ہاں مجھے ایک لڑکے نے بتایا ہے کہ ایک انسان نے اس کو پکڑا ہے۔ خدا کی قسم! اگر اس نے اس میں کوئی نقصان کیا تو میں بھی ویسا ہی نقصان کر ڈالوں گا۔ جب میں نے یہ بات سُنی تو اس اُونٹ کے پاس جاکر اس کو چھوڑ دیا۔ پھر کسی کو سُنا جو اُس کو بُلا رہا ہے۔ میں اس آواز کی طرف گیا تو وہ ایسے بلبلا رہا تھا جیسے اونٹ بلبلاتا ہے۔

(حکایت نمبر۲۳)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک رفیق سے پوچھا کہ کوئی جنات کی بات سناؤ۔ اس نے عرض کی کہ میں اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ شام کو نکلا۔ ہم نے سینگ ٹوٹی ہرنی پکڑی، اس وقت ہم چار شخص تھے۔ ہمارے پیچھے سے ایک شخص آیا اور کہا اس کو چھوڑ دو۔ میں نے کہا مجھے اپنی زندگی کی قسم میں اس کو بالکل نہیں چھوڑوں گا۔ اس نے کہا تم نے ہمیں اس راستہ میں دیکھا ہے۔ اللہ کی قسم ہم دس افراد سے بھی زائد ہیں اور ہم (جنات) انسان کو اغوا بھی کر لیتے ہیں۔ یا امیر المؤمنین اس نے یہ کہہ کر مجھے پاگل کر دیا، حتیٰ کہ ہم دیر عنین میں جا پہنچے، اور پھر وہاں سے بھی روانہ ہوگئے وہ بھی ہمارے ساتھ تھا کہ اچانک ایک ہاتف نے منادی دی کی۔

یا ایھا الرکب السراع الاربعۃ ☆ خلوا سبیل النافر المروعۃ

مھلا عن العصباء ففی الارض سعۃ ☆ والا اقول ماقال کذوب امعۃ

اے چار افراد کی تیز رو جماعت! اس بھاگنے والی خوفزدہ ہرنی کو چھوڑ دو۔

اس سینگ ٹوٹی ہرنی کو چھوڑ دو جنگل سے اور ہرنی مل سکتی ہے، میں جھوٹے فسادی کی طرح جھوٹ نہیں بولتا۔

تو اے امیر المومنین! میں نے اس کی رسی کو اپنی سواری سے کھول دیا تو ہمارے پاس ایک بہت بڑا قبیلہ آیا اور ہمارے سامنے کھانا پینا پیش کیا۔ پھر ہم ملک شام چلے گئے اور اپنے کام کاج سے فارغ ہوئے اور واپس لوٹے تو جب ہم اس مقام پر پہنچے

جہاں اس قبیلہ نے استقبال کیا تو وہاں کچھ بھی نہ تھا، اے امیر المؤمنین! مجھے یقین ہو گیا کہ یہ جنات تھے۔ پھر میں ایک گرجا گھر کے پاس گیا تو ایک ہاتف نے آواز دی۔

ایاک لا تعجل وخذ عن ثقة ☆ اسیر سیر الجد یوم الحقحقة

قد لاح نجم واستریٰ بمشرقه ☆ ذو ذَنَب کالشعلة المحرقة

یخرج من ظلماء عسر موبقة ☆ انی امرؤ انباؤ مصدقة

ترجمہ: (۱) تم جلدی نہ کرو میری نصیحت کو مضبوطی سے تھام لو، تیز ترین چلنے کے دن کی طرح بہت جلدی روانہ ہو جاؤ۔

(۲) ایک ستارہ چمکا ہے اور مقام طلوع کو گھیرے میں لیا ہے۔ جلا دینے والے شعلہ کی طرح دُم دار ہے۔

(۳) یہ ہلاک کر دینے والی تنگ و تاریک وادی سے طلوع ہوا ہے، میں وہ شخص ہوں جس کی اطلاع درست ہوتی ہے۔

تو اے امیر المومنین! جب میں واپس آیا تو آنحضرت ﷺ اپنی نبوت کا اعلان فرما رہے تھے۔ انہوں نے مجھے اسلام کی دعوت دی تو میں مسلمان ہو گیا۔

ایک اور آدمی نے بیان کیا کہ اے امیر المؤمنین! میں اور میرا ایک ساتھی اپنے کسی کام کو گئے تو ہم نے ایک سوار شخص کو دیکھا جب وہ مقام ''مزجر الکلب'' کے نزدیک پہنچا تو بلند آواز سے نداء کی: ''احمد یا احمد ، اللہ اعلیٰ وامجد، محمد اقانا بالٰہ یوحد ، یدعو الی الخیر فالیه فاعمد''۔ اے احمد! اے احمد! اللہ بہت بلند اور بزرگی والا ہے، آنحضرت ﷺ ہمارے پاس صرف ایک خدا کی دعوت دینے کے لئے تشریف لائے ہیں، وہ ہمیں سچائی کی دعوت دیتے ہیں تم ان کے پاس حاضری دو۔

اس کی بات نے ہمیں گھبرا دیا، پھر اس نے اپنے بائیں سے آواز دے کر کہا۔

انجز ما وعد من شق القمر ☆ اللہ اکبر النبی ظهر

ترجمہ: اس نے چاند دو ٹکڑے کرنے کا جو وعدہ کیا تھا اُس کو پورا کر دیا، اللہ اکبر (سب سے بڑی شان کے) نبی ظاہر ہو گئے۔

جب میں واپس لوٹا تو آنحضرت ﷺ مبعوث ہو چکے تھے، انہوں نے اسلام کی دعوت دی تو میں بھی مسلمان ہو گیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا میں جنات کے ایک ذبح شدہ جانور کے پاس تھا کہ اس کے اندر سے ایک ہاتف نے آواز دی۔

(حکایت نمبر ۲۴)

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ حالتِ قیام میں ہی کھڑے کھڑے فوت ہوئے تھے آپ کو جنات نے قتل کیا تھا۔ حاضرین نے کسی کہنے والے کو یہ شعر بھی کہتے ہوئے سُنا تھا۔

قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادۃ ☆ رمیناہ بسھم فل یُخط فوادہ

ہم نے قبیلہ خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کو مار ڈالا۔ ہم نے اس پر ایسا تیر چلایا جس نے اس کے دل کا نشانہ کیا۔

(حکایت نمبر ۲۵)

حضرت سالم بن عبداللہ (بن عمر) فرماتے ہیں کہ حضرت ابُو موسیٰ اشعری کے پاس خبر لانے والے حضرت عمر کے جن نے آنے میں دیر لگا دی تو حضرت ابو مُوسیٰ ایک عورت کے پاس گئے جس کے اندر سے شیطان بولتا تھا، آپ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا میں نے ان کو چادر باندھے ہوئے دیکھا ہے۔ آپ صدقہ کے اونٹ جمع کر رہے تھے۔ حضرت عمر کی یہ شان تھی کہ جب بھی کوئی شیطان آپ کو دیکھ لیتا منہ کے بل گر پڑتا، فرشتہ آپ کے سامنے ہوتا تھا اور روح القدس آپ کی زبان پر بولتا تھا۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ حضرت سالم بن عبداللہ (بن عمر) فرماتے ہیں کہ بصرہ کے گورنر حضرت ابو مُوسیٰ اشعری کے پاس حضرت عمر کی خبر پہنچنے میں تاخیر ہوگئی۔ وہاں ایک عورت تھی جس کے پہلو میں شیطان بولتا تھا۔ حضرت ابو موسیٰ نے اس عورت کے پاس ایک قاصد بھیجا تو اس نے عورت سے جا کر کہا، اپنے شیطان سے کہو کہ وہ جا کر حضرت امیر المؤمنین (حضرت عمر) کی خبر لا دے۔ تو اس نے جواب دیا کہ آپ اس وقت یمن میں ہیں عنقریب آ ہی جائیں گے۔ تو یہ انتظار میں رہے پھر وہ حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا تم دوبارہ جاؤ اور حضرت امیر المؤمنین کی خبر لا دو کیونکہ ان کی تاخیر نے ہمیں بہت پریشان کر دیا ہے۔ تو شیطان نے کہا یہ (حضرت عمر) ایسے شخص ہیں جن کے سامنے جانے کی ہم میں طاقت نہیں ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان روح القدس جلوہ گر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی شیطان پیدا نہیں کیا مگر جب وہ آپ کی آواز سنتا ہے تو منہ کے بل گر جاتا ہے۔

(حکایت نمبر ۲۶)

حضرت عمر نے ایک لشکر (دشمنانِ اسلام کی سرکوبی کیلئے) روانہ کیا، (بعد میں) ایک شخص آیا اور مدینہ والوں کو اطلاع دی کہ مسلمانوں نے دشمنوں پر فتح پائی ہے، یہ خبر مدینہ شریف میں گردش کرنے لگی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق پوچھا تو آپ سے ذکر کیا گیا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: یہ ابوالہیثم مسلمان جنات کے خبر رساں ہیں، عنقریب انسانوں میں سے بھی خبر رساں پہنچنے والا ہے چنانچہ چند یوم میں وہ بھی پہنچ گیا۔ کیونکہ جنات تیز رفتار ہوتے ہیں اس لئے جلدی سے خبر پہنچا دی اور انسان جلدی نہیں پہنچ سکتا اس لئے اس کی خبر دیر سے پہنچی۔

(حکایت نمبر ۲۷)

حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بغرض تجارت نجران کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں ایک درخت کے نیچے اپنے قافلہ سے جُدا ہو کر میں جا کر لیٹ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ دو عجیب لڑکیاں اسی درخت کی طرف آ رہی

ہیں۔ چنانچہ وہ دونوں آکر میرے قریب بیٹھ گئیں۔ میں نے آنکھیں بند کرلیں تا کہ وہ سمجھیں کہ میں سو رہا ہوں۔ ان میں سے ایک نے دوسری سے پوچھا کہ یہ شخص قوم کا سردار ہے اور بڑا سخی ہے۔ دوسری نے کہا بیشک مگر یہ آیا کہاں سے ہے اور ارادہ کہاں جانے کا رکھتا ہے۔ اس نے کہا کہ طائف کے قبیلہ ثقیف سے آیا ہے۔ اور نجران جا رہا ہے جہاں کے لوگ سب اس کے مخالف ہیں۔ کہا سچ ہے۔

فائدہ:

جنات زمین پر گھومتے پھرتے رہتے ہیں شریف جن ستاتے بھی نہیں لیکن نظر نہیں آتے۔ نظر نہ آنا ان کے وجود کے خلاف نہیں جیسے بچہ یا بچی ماں کے پیٹ میں موجود ہیں لیکن نظر نہیں آتے۔ ہاں الٹرا ساؤنڈ کے ذریعہ انہیں دیکھا جاسکتا ہے یونہی کسی کے پاس ولایت کا الٹرا ساؤنڈ ہو تو وہ دیکھ سکتا ہے۔ الٹرا ساؤنڈ سے ناواقف کی طرح اگر کوئی دیکھ سکے تو انکار کیوں۔ اس سے منکرینِ جنات وجودِ جنات کے اپنے نظریہ پر نظر ثانی کریں۔

(حکایت نمبر ۲۸)

حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کی تعمیر کا ارادہ کیا تو شیاطین سے فرمایا ”مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک گھر بنانے کا حکم دیا ہے جس کے پتھر کو لوہے سے نہ کاٹا گیا ہو۔ تو شیاطین نے کہا اس کی کوئی طاقت نہیں رکھتا مگر ایک شیطان جس کے پینے کی سمندر میں ایک جگہ ہے یہ وہاں آیا کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا تم اس کے پینے کی جگہ پر جاؤ اس کا پانی نکال کر اس کی جگہ شراب بھر دو۔ جب وہ پینے کیلئے آیا تو اُس کی بُو محسوس ہوئی تو کچھ کہا لیکن پانی نہ پیا۔ جب اس کو بہت پیاس لگی تو آخر اس کو پی لیا اس طرح سے اس کو گرفتار کیا گیا۔ جب شیاطین اس شیطان کو پکڑ کر لا رہے تھے تو راستہ میں ایک شخص کو اس نے دیکھا جو لہسن کو پیاز کے بدلہ میں بیچ رہا تھا تو وہ ہنس پڑا، پھر ایک عورت کے پاس سے گُزرا جو لوگوں کے سامنے غیب کی باتیں بتلا رہی تھی اس کو دیکھ کر بھی ہنس پڑا۔ جب یہ حضرت سلیمان کی خدمت میں پیش کیا گیا تو اس کے ہنسنے کی خبر بھی دی گئی تو آپ نے اس سے پُوچھا۔ اس نے کہا میں جس آدمی کے پاس سے گُزرا تھا جو دوا (لہسن) کو بیماری (پیاز) کے بدلہ میں بیچ رہا تھا (اس کی وجہ سے ہنس پڑا) اور عورت کے پاس سے گُزرا جو غیب کی خبریں دے رہی تھی حالانکہ اس کے نیچے خزانہ تھا مگر اس کو اس کا ہی علم نہ تھا۔ تو حضرت سلیمان نے اس کو تعمیر کی نوعیت بتلائی تو اس شیطان نے کہا کہ اس کے پاس لوہے کی اتنی بڑی دیگ لائی جائے جس کو بہت بڑی جماعت بھی نہ اُٹھا سکے پھر تم اس کو گدھ کے بچوں پر رکھ دو۔

انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر یہ اس ہانڈی کے پاس گیا لیکن اس بچے تک نہ پہنچ سکا یہ بچہ فضائے آسمانی میں اُڑ گیا پھر واپس آیا تو اس کی چونچ میں ایک لکڑی تھی جس کو اُس نے اُس ہانڈی پر رکھ دیا اور وہ ہانڈی دو ٹکڑے ہوگئی تو یہ اس لکڑی کے حاصل

کرنے کو دوڑے لیکن اس نے اس کو پہلے ہی اُٹھالیا اس سے (معماروں نے بیت المقدس کیلئے) لوہے سے کاٹے بغیر پتھر بنائے تھے۔

(حکایت نمبر ۲۹)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اصحابِ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اور آپس میں فضائل قرآن پر مذاکرہ کر رہے تھے۔ اُن میں ایک نے کہا کھیعص اور طٰہٰ افضل ہے۔ اسی طرح سے ہر ایک نے اپنے اپنے مختلف قول ذکر کیئے۔ ان حضرات میں حضرت عمرو بن معدیکرب الزبیدی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ انہوں نے کہا اے امیر المومنین! آپ لوگوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا عجوبہ کیوں بُھلا دیا، قسم خدا کی! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں عجائبات میں سے ایک بہت ہی عجیب چیز ہے۔ تو حضرت عمر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا اے ابو ماثور! ہمیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا عجوبہ بیان کرو۔

تو حضرت عمرو بن معدی کرب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اے امیر المومنین! زمانہ جاہلیت میں قبل از اسلام ہم پر سخت قحط سالی ہوئی تو میں نے جنگل میں رزق تلاش کرنے کے لئے گھوڑا ڈال دیا، میں اسی حالت میں جا رہا تھا کہ میرے سامنے ایک گھوڑا، کچھ مویشی اور خیمہ نظر آیا۔ میں خیمہ کے پاس پہنچا تو وہاں ایک خوبصورت ترین عورت نظر آئی اور صحن میں ایک بوڑھا ٹیک لگائے پڑا تھا۔ میں نے کہا جو کچھ تیرے پاس ہے مجھے دے دے تیری ماں تجھے برباد کرے؟ اس نے کہا ارے! اگر مہمانی چاہتا ہے تو اُتر آ، اگر مدد چاہتا ہے ہم تیری مدد کریں گے۔ میں نے کہا تیری ماں تجھے برباد کردے یہ سب مجھے دے دے۔ تو وہ ایسے بُوڑھے کی طرح اُٹھا جو کھڑا نہ ہوسکتا ہو پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہوئے میری طرف بڑھا اور مجھے اپنی طرف کھینچا کہ میں نیچے آ رہا اور وہ میرے اُوپر آ گیا۔ اس نے کہا میں تجھے قتل کردوں یا چھوڑ دوں؟ میں نے کہا چھوڑ دو، تو وہ میرے اُوپر سے اُٹھ گیا۔ میں نے دل میں کہا اے عمرو! تو اہلِ عرب کا شہسوار ہے اس بوڑھے سے بھاگنے سے زیادہ موت آسان ہے۔ چنانچہ میرے دل نے پھر دو دو ہاتھ کرنے کو بھڑکایا۔ تو میں نے کہا یہ سب مال مجھے دے دے تیری ماں تجھے بوجھل کردے۔ چنانچہ وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہوئے آگے بڑھا اور ایک دم سانس کھینچا کہ میں اس کے نیچے آ رہا اور وہ میرے سینے پر چڑھ بیٹھا اور کہا کیا تجھے قتل کردوں یا معاف کردوں۔ میں نے کہا بلکہ معاف کردے (چنانچہ اس نے مجھے چھوڑ دیا) میں نے پھر کہا اپنا سب مال مجھے دے دے تیری ماں تجھے ہلاک کردے۔ وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہوئے پھر میرے قریب آیا تو مجھ پر رُعب چھا گیا اور اس نے مجھے ایسا کھینچا کہ میں اس کے نیچے آ پڑا۔ تو میں نے کہا مجھے چھوڑ دو۔ اس نے کہا اب تیسری بار تو میں تجھے نہیں چھوڑوں گا، پھر اس نے کہا اے لونڈی تیز دھار کی تلوار لے آ، وہ اس کے پاس تلوار لے آئی تو اس نے میری چوٹی کاٹ دی اور اُٹھ گیا۔ اے امیر المومنین! ہماری رسم یہ تھی کہ جب ہماری

چوٹی کاٹ دی جاتی تو اس کے اُگنے سے پہلے ہمیں اپنے گھر لوٹ جانے میں حیا آتی تھی۔ چنانچہ میں ایک سال تک اس کی خدمت کرنے پر راضی ہوگیا۔ جب پورا ایک سال گزر گیا تو اس نے مجھے کہا اے عمرو! میرا ارادہ ہے کہ تم میرے ساتھ اس وادی کی طرف چلو میں اس کے ساتھ چل پڑا۔ اس نے وادی میں پہنچ کر جنگل والوں کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی آواز لگائی تو تمام پرندے اپنے اپنے گھونسلے چھوڑ کر نکل گئے۔ پھر دوسری مرتبہ آواز لگائی تو تمام درندے اپنے احاطوں سے باہر چلے گئے۔ پھر تیسری مرتبہ آواز لگائی، کوئی شخص طویل کھجور کی طرح لمبا اور بالوں کا لباس پہنے نظر آنے لگا جس سے مجھ پر رعب چھا گیا۔ اس بوڑھے نے کہا اے عمرو! ڈرو مت اگر ہم ہار گئے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ساتھ جیتیں گے لیکن مقابلہ میں ہم ہار ہی گئے۔

تو میں نے کہا میرا مالک لات وعزیٰ کی وجہ سے مغلوب ہوگیا۔ تو اس نے مجھے تھپڑ مارا کہ میرا سر اُکھڑ جاتا۔ میں نے کہا میں دوبارہ یہ حرکت نہیں کروں گا۔ پھر جب ہم جیتے تو میں نے کہا میرا مالک بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی برکت سے جیت گیا۔ تو اس بوڑھے نے اس کو اُٹھا کر زمین میں اس طرح سے گاڑ دیا جیسے پودے کو گاڑا جاتا ہے۔ پھر اس کے پیٹ کو پھاڑ کر اس سے سیاہ لالٹین کی طرح کی کوئی چیز نکالی اور کہا اے عمرو! یہ ہے اس دشمن کا دھوکہ اور کفر۔ میں نے کہا آپ کا اور اس پلید کا کیا قصہ ہے؟ اس نے کہا وہ لڑکی جو تم نے خیمہ میں دیکھی یہ نارعہ بنت مستورد ہے، جنات میں میرا ایک بھائی تھا اور حضرت مسیح علیہ السلام کے دین کا پابند تھا یہ اُس کی قوم تھی، ہر سال ایک جن ان میں سے میرے ساتھ جنگ لڑتا تھا اور اللہ تعالیٰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی برکت سے مجھے اُن پر فتح عطا کرتا تھا۔

پھر ہم میدان میں چلتے رہے پھر وہ میرے ایک ہاتھ کا تکیہ لے کر سو گیا اور میں نے اس کے نیچے سے اس کی تلوار کھینچ کر اس پر ایک وار کر کے دونوں پنڈلیاں کاٹ دیں۔ اس نے مجھے کہا اے غدار! تو نے کیسا خطرناک دھوکہ دیا ہے لیکن میں اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرتا رہا۔ پھر خیمہ میں آیا تو وہ لونڈی میرے سامنے آئی اور کہا اے عمرو! بوڑھے شیخ نے کیا کیا؟ میں نے کہا اس کو جن نے قتل کر دیا ہے۔ اس نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے بلکہ اے غدار! تو نے اس کو قتل کیا ہے۔ پھر وہ خیمہ میں جا کر رونے لگ گئی۔ کچھ اشعار کہے

پھر میں خیمہ میں اس کو قتل کرنے کے لئے داخل ہوا تو مجھے کوئی نظر نہ آیا گویا کہ اس کو زمین نے نگل لیا تھا۔

(حکایت نمبر ۳۰)

سعد بن نصر کہتے ہیں کہ جنات کے ایک گروہ نے عیافہ بنی اسد کا تذکرہ کیا انکے پاس آکر کہا ہماری اُونٹنی گم ہوگئی ہے تم ہمارے ساتھ قبیلہ ثقیف میں سے کسی کو ساتھ کر دو انہوں نے اپنے ایک کم عمر لڑکے کو ساتھ کر دیا چنانچہ ایک جن نے اس کو اپنے پیچھے سوار کر لیا اور چل پڑے۔ تو ان کو ایک بازو ٹوٹا ہوا عقاب نظر آیا تو وہ لڑکا چوکس ہو کر رونے لگ گیا۔ جنات نے

اس کو کہا تمہیں کیا ہوا؟ کہا میں نے ایک بازو توڑ دیا، اور میں بآ نگِ دہل اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ تم انسان نہیں ہو اور نہ اُونٹنی کی تلاش کو نکلے ہو چنانچہ انہوں نے اس کو وہیں پھینک دیا اور وہ لڑکا گھر واپس آ گیا۔

فائدہ:

ان جنات نے اس بچہ کی مہارتِ علم کے خوف سے اس کو پھینکا ہوگا کہ شاید یہ ہمارے لئے بھی کوئی مصیبت نہ کھڑی کر دے۔

(حکایت نمبر ۳۱)

نوف البکالی کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک لونڈی ہر رات تین قفیز (تولنے کے پیانے) آٹا پیسا کرتی تھی، اس کے پاس شیطان آیا اور اس کو سمندر کی طرف لے جا کر دو ٹکڑے کر دیا اور چکی چھین لی، پھر وہ خود اس طرح سے ہر رات گندم لے جاتا اور تھوڑی دیر میں پیس کر آپ کے پاس لے آتا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اس کے اس کام سے حیران ہوئے تو آپ نے ایک لونڈی سے اس کا سبب پوچھا تو اس نے اس شیطان کا اشارہ کیا تو آپ نے سمندر کے گرد منڈیر کا کام کرا دیا، چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے یہ کام کرایا ہے۔ (لقط المرجان)

(حکایت نمبر ۳۲)

حضرت سعید بن المُسیب فرماتے ہیں کہ ہم کہا کرتے تھے بعض کتّے جنات ہوتے ہیں چنانچہ بنی فیروز کا ایک کتا ہمارے کتے کے پاس لایا گیا یا ہمارا کتا بنو فیروز کے کتے کے پاس لایا گیا۔ اس نے کہا مجھے چربی دار گوشت کھلاؤ تو میں ایک خبر سُناؤں گا۔ دوسرے نے کہا میرے پاس کچھ نہیں ہے، ہاں میرے گھر والوں نے گوشت بھونا ہے اس کی سیخ لے آتا ہوں تم اس کو کھا لینا۔ چنانچہ وہ اس کے پاس لے آیا۔ جب وہ کھا کر فارغ ہوا تو بتایا کہ حضرت محمد ﷺ کا انتقال ہو گیا ہے۔ چنانچہ یہ نبی پاک ﷺ کی وفات سے متعلق سب سے پہلی اطلاع تھی جو فارس والوں کو معلوم ہوئی۔ (شرح دیوان الاعشیٰ)

فائدہ:

چنانچہ یہ دونوں کتے اصل میں جنات تھے اور جنات ایک دوسرے کی خبر بڑی تیزی سے معلوم کر لیتے ہیں انہوں نے بھی اسی طرح کیا۔ ہر علاقہ کے جنات اسی علاقہ کی زبان بولتے ہیں۔ ہو سکتا ہے انہوں نے ایسے موقعہ پر انسانوں کی زبان میں بات کی ہو اور انسانوں سے سن لیا ہو یا کوئی دوسرے طریق سے اسے معلوم ہوا ہو۔

(حکایت نمبر ۳۳)

حضرت سلمہ بن شُبیب کہتے ہیں میں نے مکہ شریف منتقل ہونے کا پروگرام بنایا اور اپنا گھر بیچ دیا۔ جب میں نے اس کو خالی کر کے سُپرد کر دیا اور اس کے دروازے پر کھڑے ہو کر (جنات کو) کہا اے گھر والو ہم تمہارے ہمسائے رہے اور تم نے

ہمیں اچھا پڑوس مہیا کیا (یعنی جن ہو کر بھی نہ ستایا) اللہ تعالیٰ تمہیں نیک اجر عطا کرے۔ ہم نے تم سے خیر ہی پائی ہے اب ہم نے اپنا گھر بیچ دیا ہے اور مکہ مکرمہ منتقل ہو رہے ہیں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، تو گھر سے کسی نے جواب دیا اللہ تمہیں بھی جزائے خیر عطا کرے، ہم بھی یہاں سے جا رہے ہیں کیوں کہ جس نے یہ گھر خریدا ہے وہ رافضی شیعہ ہے اس نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دی ہیں۔ (صفۃ الصفوۃ لابن الجوزی)

(حکایت نمبر ۳۴)

حضرت خُلید فرماتے ہیں کہ میں نے کھڑے ہو کر نماز شروع کی اور آیت "کل نفس ذائقة الموت" کو بار بار دُہرا رہا تھا تو کسی نے گھر کے کونہ سے پکار کر کہا اس آیت کو مت دُہراؤ تم نے ہمارے چار جن قتل کر دیئے ہیں جو تمہارے اس آیت کو دُہرانے سے آسمان کی طرف بھی سر نہیں اُٹھا سکے حتیٰ کہ فوت ہو گئے۔ خلید کی بیوی فرماتی ہیں اس کے بعد حضرت خلید ایسے بے خود ہوئے کہ ہم نے پہچاننے سے انکار کر دیا گویا کہ یہ وہ نہیں تھے۔ (صفۃ الصفوۃ)

(حکایت نمبر ۳۵)

کلبی فرماتے ہیں کہ خنافر بن توم ایک کاہن تھا وہ ایک سبز وادی میں گیا اس کا زمانہ کُفر میں ایک رہنما جن تھا جب اسلام ظاہر ہوا تو یہ گُم ہو گیا۔ یہ کاہن کہتا ہے کہ میں اسی طرح اس وادی میں تھا کہ عقاب کی رفتار کی طرح وہ میرے پاس آیا، خنافر کہتا ہے میں نے پوچھا شصار ہو؟ اس نے کہا (ہاں) میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا میں سُنوں گا۔ اس نے کہا لوٹ آ غنیمت پائے گا۔ ہر امت کی انتہا ہوتی ہے اور ہر ابتداء کا اختتام۔ میں نے کہا درست ہے۔ اس نے کہا ہر حکومت کی ایک عمر ہوتی ہے پھر سرگردانی، تمام مذہب منسوخ ہو گئے اور حقائق اصل دین کی طرف آ گئے۔ میں نے ملک شام میں آل العدام کے کچھ لوگ حاکموں کے حکام دیکھے ہیں، جو بارونق کلام کے طلب گار ہیں وہ گھڑے ہوئے شعر بھی نہیں اور پُر تکلف سجع بندی بھی نہیں۔ میں نے اس کی طرف توجہ کی تو ڈانٹ پائی۔ پھر توجہ کی اور جھانک کر کہا تم کس شے سے خوش ہو رہے ہو اور کس شے سے پناہ مانگ رہے ہو؟ انہوں نے کہا بہت بڑا خطاب ہے جو بادشاہ جبار کی طرف سے آیا ہے۔ اے شصار تو بھی اس سچے کلام کو سُن اور واضح ترین راستہ پر چل، سخت ترین آگ سے نجات پائے گا۔

میں نے کہا یہ کیا کلام ہے؟

کہا یہ کلام کفر و ایمان کو جُدا جُدا کرتا ہے۔ اس کو قبیلہ مضر کا رسُول (حضرت محمد ﷺ) لے کر کے مبعوث ہوا ہے۔ پھر انسانوں میں سے ظاہر ہوا ہے پھر وہ ایسا فرمان لائے ہیں جو سب پر سبقت لے گیا اور سبقت پا گیا ہے، واضح راستہ والا ہے جس نے باقی سب نشان مٹا دیئے ہیں اس میں اس کیلئے عبرتیں ہیں جو عبرت حاصل کرے۔ میں نے پُوچھا ان بڑی آیات کے ساتھ کون مبعوث ہوئے ہیں؟

انہوں نے کہا حضرت احمد (محمد ﷺ) تمام انسانوں میں سے افضل، اگر تو ایمان لے آئے تو بڑی دولت پائے گا اگر نافرمانی کرے گا دوزخ میں جائے گا۔

اے خنافر! میں تو ایمان لایا ہوں اور تیری طرف بھاگا بھاگا آیا ہوں تو بھی ہر نجس اور کافر سے دُور ہو جا اور ہر مومن کا ہمقدم بن جا ورنہ تیرا میرا راستہ الگ ہے۔

وہ کاہن کہتا ہے کہ میں سوار ہو کر صنعاء (یمن) میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور اسلام کی بیعت حاصل کی۔ اور اسی کے متعلق میں نے کہا۔

الم تر ان الله عاد بفضله ☆ وانقذ من لفح الرجیم خنافراً

دعانی شصار للتی لور فضتها ☆ لأُصلیت جمرا من لظی الھون جائراً

ترجمہ: (۱) تم دیکھتے نہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرمایا اور خنافر کو دوزخ کی لپٹوں سے دُور کر دیا۔

(۲) مجھے شصار نے دین کی دعوت دی اگر میں اس کو چھوڑ دیتا تو ظالم بن کر ذلت کے شعلوں کے ساتھ دوزخ کے انگاروں میں پھینک دیا جاتا۔

(حکایت نمبر ۳۶)

حضرت نائلہ بنت فرافصہ فرماتی ہیں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے لیے کچھ لوگ گھر میں گھسے، میں اس وقت حجرہ میں تھی۔ ان کو ایک ہاتف نے ایک کونہ سے پکار کر کہا۔

فان تکن الدنیا تزول عن الفتیٰ ☆ ویورث دار الخلد فالخلد افضل

وان یکن الاحکام ینزل بھا القضاء ☆ فما حیلة الانسان والحکم ینزل

فلا تقتلوا عثمان بالظلم جھلة ☆ فانکم عن قتل عثمان تُسالوا

ترجمہ: (۱) اگر دُنیا اس جوان سے دُور ہٹنا چاہتی ہے اور یہ جنت کا وارث بننا چاہتا ہے تو جنت ہی افضل ہے۔

(۲) اگر شہادت کے احکام کے ساتھ قضا اُتر چکی ہے تو انسان کیا حیلہ کر سکتا ہے، حکم نازل ہو چکا۔

(۳) حضرت عثمان کو جہالت وظلم سے قتل نہ کرو تم سے بروز قیامت خونِ عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں حساب لیا جائیگا۔

لیکن ان ظالم باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بے دردی سے شہید کر دیا۔ ہاتف غیبی کی بھی پرواہ نہ کی۔

(لقط المرجان)

(حکایت نمبر ۳۷)

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سَری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے ہوئے سنا۔

میں ایک دن سفر میں نکلا اور ایک پہاڑ کے صحن میں تاریک رات نے گھیر لیا وہاں میرا کوئی انیس نہ تھا۔ اچانک مجھے رات کے درمیان سے کسی منادی نے ندا کی کہ ''اندھیروں میں دل نہیں پگھلنے چاہئیں بلکہ محبوب (اللہ تعالیٰ) کے حاصل نہ ہونے کے خوف سے نفوس کو پگھلنا چاہئے''۔ حضرت سَری سقطی فرماتے ہیں کہ میں حیران رہ گیا اور پوچھا مجھے جن نے ندا کی ہے یا انسان نے؟ کہا بلکہ اللہ پر ایمان رکھنے والے مومن جن نے، اور میرے ساتھ میرے اور بھائی (مومن جنات) بھی ہیں۔ اس نے پوچھا کیا ان کے پاس بھی وہ (ایمان) ہے جو تمہارے پاس ہے؟ کہا جی ہاں بلکہ ان کے پاس مجھ سے زیادہ (ایمان) ہے۔ تو ان میں سے دوسرے نے مجھے آواز دی ''بدن سے خدا کا غیر اس وقت تک نہیں نکلتا جب تک کہ دائمی طور پر بے گھر نہ رہا جائے''۔ میں نے دل میں کہا ان کی بات کتنے اُونچے درجہ کی ہے، تو تیسرے نے مجھے پکارا کہ ''جو اندھیروں میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ مانوس رہتا ہے اس کو کسی قسم کی فکر نہیں رہتی''۔ تو میری چیخ نکل گئی میں بے ہوش ہو گیا۔ مجھے خوشبو سونگھے بغیر افاقہ نہ ہوا۔ چنانچہ ایک پھول میرے سر پر رکھا ہوا تھا میں نے اس کو سُونگھا تو ہوش آیا۔ میں نے کہا اللہ تم پر رحم کرے، کوئی وصیت بھی کرو، تو ان سب نے کہا اللہ تعالیٰ تقویٰ اختیار کرنے والوں کے دلوں کو ہی جلا بخشنا چاہتا ہے جو غیر خُدا کی طمع کرے گا اس نے ایسی جگہ طمع کی جو طمع کے قابل نہ تھی۔ اور جو مریض ہمیشہ طبیب کے چکر لگائے وہ بیمار ہی رہتا ہے۔ اس کے بعد مجھے الوداع کیا اور چلے گئے، میں اس گھڑی کی برکتِ کلام ہمیشہ اپنے دل میں محسوس کرتا ہوں۔

(صفۃ الصفوہ)

(حکایت نمبر ۳۸)

حضرت ابو علی دقاق بیان کرتے ہیں کہ میں نیشا پور میں وعظ و تبلیغ کے لئے رکا ہوا تھا مجھے آشوبِ چشم کا مرض ہو گیا تو مجھے اپنی اولاد سے ملاقات کا شوق دامنگیر ہو گیا۔ چنانچہ میں نے ان راتوں میں ایک رات خواب دیکھا کہ ایک شخص میرے پاس آکر کہتا ہے اے شیخ! آپ اتنی جلدی واپس نہیں جا سکتے کیونکہ جنات کے جوانوں کی ایک جماعت آپ کی مجلس میں حاضر ہو کر آپ کا وعظ سُن رہی ہے اور وہ وعظ کو کسی دوسرے موقع پر سننے کیلئے تیار نہیں جب تک وہ اپنی ضرورت پُوری نہیں کر لیتے آپ ان کو چھوڑ کر نہیں جا سکتے شاید کہ اللہ تعالیٰ اُن کو راحت کی دائمی زندگی نصیب فرما دے۔ پھر جب صبح ہوئی تو میری آشوب چشم کا نام و نشان تک نہ تھا۔

(حکایت نمبر ۳۹)

حضرت صالح بن عبد الکریم فرماتے ہیں مجھے اس کا شوق تھا کہ کسی جنّ سے ملاقات کروں اور اس سے بات چیت کروں چنانچہ ایک جنّ عورت کو دیکھا اور اس کے ساتھ ہو گیا اور کہا مجھے کچھ نصیحت کرو، تو اس نے کہا لکھو، غزالہ کہتی ہے تمام

کاموں سے بہتر یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ مشغول ہو جا اور ایک لمحہ بھی غفلت نہ کر، اگر وہ لمحہ فوت ہو گیا تو کبھی ہاتھ نہیں آسکتا۔

(حکایت نمبر ۴۰)

(مقاماتِ حریری کے مصنف) علامہ حریری لکھتے ہیں: عرب کی کہانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ ایک جن عورت نے عربوں کا مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا۔ یہ ہر دلائل سے غالب آنے والے شخص کے سامنے جاتی اور مقابلہ کرتی تھی مگر کوئی شخص اس کے مقابلہ میں ثابت قدم نہ رہ سکا۔ یہاں تک کہ عرب کے لڑکوں میں سے ایک نے اس کے سامنے آکر کہا میں تم سے مقابلہ کروں گا۔

عورت نے کہا تو مقابلہ شروع کرو۔

لڑکے نے کہا (قریب تھا)

عورت نے کہا (کہ دولہا بادشاہ بن جاتا)

لڑکے نے پھر کہا (قریب تھا)

عورت نے کہا (کہ پیدل چلنے والا سوار بن جاتا)

لڑکے نے پھر کہا (قریب تھا)

عورت نے کہا (کہ شتر مُرغ پرندہ ہوتا)

اب لڑکا خاموش ہو گیا تو عورت نے کہا اب میں تمہیں گراؤں گی۔

لڑکے نے کہا پوچھو؟

عورت نے کہا (میں حیران ہوں)

لڑکے نے کہا (تم حیران ہو زمین سے کہ اس کی تہہ کسی طرح سے ہلکی نہیں ہوتی اور وہ ظاہر نہیں ہوتی)

عورت نے کہا (میں حیران ہوں)

لڑکے نے کہا (تو کنکریوں سے حیران ہے کہ چھوٹی بڑی کیوں نہیں ہوتیں اور بڑی ہی کیوں نہیں ہوتیں)

عورت نے کہا (میں حیران ہوں)

لڑکے نے کہا (تو اپنے سامنے کھدے ہوئے گڑھے سے حیران ہے کہ اس کی تہہ میں کیوں نہیں پہنچا جاتا اور اس گڑھے کو کیوں نہیں بھرا جاتا)

کہتے ہیں کہ وہ جن عورت اس کے پُورے پُورے جواب سُن کر شرمندہ ہو کر چلی گئی پھر واپس لوٹ کر نہ آئی۔

فائدہ:

اس حکایت میں جن عورت اور لڑکے کا دل کی باتیں اندازہ سے معلوم کر کے صحیح صحیح جواب دینے کا مقابلہ ہوا چنانچہ لڑکے نے دوسرے کے ذہن میں موجود بات کا خداداد فطرت کی وجہ سے معلوم کر کے صحیح صحیح جواب دے کر جن عورت کو لاجواب کر دیا۔

ابو اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ زمین کی سیاحت کرتے ہوئے ایک مقام پر پہنچے تو انہیں وہاں کچھ لوگ نظر آئے۔ انہوں نے ان لوگوں سے پوچھا، نیشاپور یہاں سے کتنے فاصلہ پر ہے؟ یہ سُن کر ان میں سے ایک مسکرایا اور کہا اے ابو اسحٰق! خداوند عالم کے اسرار و عجائبات میں یہ مقام جہاں اس وقت تو ہے ایک انسان کے سوا آج تک کوئی نہیں آیا۔ اور وہ انسان تیرے ساتھیوں میں سے تھا۔ اس نے یہاں وفات پائی اور دیکھو وہ اس کی قبر ہے اور اس کی قبر کی جانب اشارہ کیا۔ وہ قبر تالاب کے کنارے تھی اس کے گرد باغیچہ تھا جس میں پھول کھلے ہوئے تھے۔ ایسے پھول اور خوشنما باغ میں نے کبھی نہ دیکھے تھے۔ پھر اس جن نے کہا تیرے ساتھیوں اور تیرے درمیان اس قدر مہینوں یا برسوں کا فاصلہ ہے۔ خدا جانے ابراہیم نے کیا ذکر کیا مہینے کہے یا سال۔ ابراہیم کہتے ہیں میں نے ان جنوں سے کہا اس جوان کا کچھ حال بیان کرو، ایک ان میں سے بولا۔ ہم یہاں تالاب کے کنارے بیٹھے ہوئے محبت کا ذکر کر رہے تھے اس میں گفتگو ہو رہی تھی کہ اچانک ایک شخص پہنچا اور ہمیں سلام کیا۔ ہم نے جواب دیا اور دریافت کیا کہاں سے آئے ہو؟ کہا نیشاپور سے۔ ہم نے کہا کب چلے تھے؟ کہا سات دن ہوئے۔ پھر ہم نے کہا گھر سے نکلنے کی وجہ؟ کہا میں نے خدا کا یہ کلام انیبو الیٰ ربکم الآیہ یعنی اللہ کی طرف رجوع کرو اور اس کے فرمانبردار ہو جاؤ قبل اس کے کہ تم پر عذاب آئے پھر تمہاری مدد نہ ہو گی۔

ہم نے کہا اِنابت، تسلیم اور عذاب کے کیا معنی؟ جواب دیا، انابت یہ ہے کہ اپنے رب سے رجوع کر کے اس کا ہو رہے۔ راوی کا بیان ہے کہ اصل قصہ میں تسلیم کا ذکر نہیں، شاید تسلیم کے معنی یہ ہیں کہ اپنی جان اس کے سُپرد کر دے اور یہ جانے کہ خدا میری بہ نسبت اس کا زیادہ مالک و مستحق ہے۔ پھر کہا اور عذاب اور ایک چیخ ماری اور مر گیا۔ ہم لوگوں نے اسے یہاں دفن کر دیا اور یہی اس کی قبر ہے خدا اس سے راضی ہو۔ ابراہیم کہتے ہیں مجھے ان کے بیانِ اوصاف سے تعجب ہوا۔ پھر میں قبر کے پاس گیا تو اس کے سرہانے نرگس کے پھولوں کا ایک بہت بڑا گلدستہ رکھا ہوا تھا اور یہ عبارت لکھی ہوئی دیکھی کہ "یہ خدا کے دوست کی قبر ہے اسے غیرت نے مارا ہے" اور ایک ورق پر انابت کے معنی لکھے تھے، کہتے ہیں جو کچھ لکھا تھا میں نے پڑھا۔ قوم جن نے بھی اس کے معلوم کرنے کی درخواست کی۔ میں نے بیان کیا تو خوش ہوئے اور کہا ہمیں ہمارے مسئلہ کا جواب مل گیا۔ ابراہیم کہتے ہیں پھر میں سو گیا اور ہوش نہ آیا اور نیند سے بیدار ہوا تو (مکہ مکرمہ میں) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مسجد کے پاس اپنے آپ کو دیکھا میرے پاس پھولوں کی پنکھڑیاں تھیں جن کی خوشبو سال بھر تک رہی اور وہ

خود بخود گم ہو گئیں۔ (روض الریاحین)

(حکایت نمبر ۴۱)

اصمعی کہتے ہیں ابو عمر بن العلاء کی انگوٹھی پر یہ عبارت نقش تھی "وہ آدمی جس کی تگ و دو دُنیا ہی ہو تو وہ غرور کی رسی کو تھامے ہوئے ہے"۔ میں نے اس سے اس کے نقش کرنے کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ میں دو پہر کو اپنے مال و اسباب میں گھوم رہا تھا کہ ایک کہنے والے کو سُنا جو یہ کہہ رہا تھا یہی گھر ہے (یعنی یہ مال و اسباب یہیں کام آئے گا فقط) میں نے جب دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا۔ میں نے پُوچھا انسان ہو یا جن؟ کہا بلکہ جن ہوں، اس وقت سے میں نے اپنی انگوٹھی پر اس عبارت کو نقش کرایا ہے۔

(حکایت نمبر ۴۲)

قبیلہ ثقیف کا ایک شخص بیان کرتا ہے کہ میں عبدالملک بن مروان کے دروازہ پر کھڑا تھا کہ اس کے پاس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک آدمی آیا اور کہا اے امیر المومنین میں نے آج بہت ہی عجیب واقعہ دیکھا ہے۔ اس نے کہا تم نے کیا دیکھا ہے؟ کہا میں شکار کھیل رہا تھا جب بے آب و گیاہ جنگل میں پہنچا تو وہاں پر ایک بُوڑھے کو دیکھا جس کے اَبرو آنکھوں پر گر پڑے تھے اور لاٹھی کی ٹیک لگا رکھی تھی۔ میں نے پوچھا اے بڈھے تم کون ہو؟ اُس نے کہا اپنے کام کو جاؤ جس بات کے جاننے کا فائدہ نہیں اسکے درپے مت ہو۔ میں نے کہا کیا تم عرب والوں کے اشعار بھی نقل کرتے ہو؟ اس نے کہا ہاں میں بھی ان کی طرح کے شعر کہتا ہوں جیسے وہ کہتے ہیں۔ میں نے کہا تم کیا کہتے ہو؟ تو اس نے یہ شعر کہے ۔

اقول والنجم قد مالت اواخره ☆ الی المغیب تبین حار

المسحة من سنا برق رأی مصیری ☆ ام وجه نعم بدالی ام سنا نار

بل وجه نعم بدا واللیل معتکر ☆ ولاح بین اثواب واستار

میں نے کہا یہ اشعار تو نابغہ بن ذبیان کے ہیں اے شیخ! اس نے یہ شعر کہنے میں تم سے پہل کی ہے تو وہ ہنس پڑا اور میرے لفظوں میں کہا اللہ کی قسم ابو ہادر (نابغہ کی کنیت) ماہر (یعنی میری طرف) سے شعر کہتا تھا۔ پھر اس نے میرے گھوڑے کی گردن پر ٹیک لگائی اور کہا تم نے میرا بچپن یاد دلایا۔ خدا کی قسم میں نے یہ اشعار چار سو سال پہلے کہے تھے۔ پھر میں نے ادھر ادھر دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا۔ (تاریخ بغدادی)

حضرت عبداللہ بن زبیر فرماتے ہیں میں ایک رات حرم شریف میں داخل ہوا تو چند عورتوں کو طواف کرتے دیکھ کر حیران سا ہو گیا، جب انہوں نے طواف کر لیا تو باب الحذابین کو چل نکلیں۔ میں نے کہا میں ان کے پیچھے جاؤں گا اور ان کے گھر دیکھوں گا چنانچہ وہ چلتی رہیں حتی کہ ایک وادی میں پہنچیں۔ پھر اس وادی پر چڑھ گئیں۔ میں بھی ان کے پیچھے اس پر

چڑھا۔ پھر وہ اس سے اُتریں تو میں بھی ان کے پیچھے اتر گیا، پھر وہ ایک ویرانہ میں پہنچیں تو میں ان کے پیچھے داخل ہو گیا۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں پر کچھ مشائخ بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا اے ابن زبیر رضی اللہ عنہ آپ یہاں کیسے آ گئے؟ میں نے کہا اور تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم جنات ہیں۔ میں نے کہا میں نے چند عورتوں کو بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہوئے دیکھا تھا وہ مجھے کوئی دوسری مخلوق معلوم ہوئیں۔ چنانچہ میں اُن کے پیچھے چل پڑا یہاں تک کہ اس جگہ پہنچ گیا۔ انہوں نے کہا یہ ہماری عورتیں تھیں۔ اے ابن زبیر آپ کیا پسند کریں گے۔ میں نے کہا تازہ کھجور کھانے کا جی چاہتا ہے اس وقت مکہ شریف میں تازہ کھجور کا نشان تک نہیں تھا اس کے باوجود وہ میرے پاس تازہ کھجور لے آئے۔ میں نے انہیں کھالیا۔ انہوں نے کہا باقی کھجوریں اپنے ساتھ گھر لیجائیں۔

حضرت ابن زبیر ﷛ نے فرمایا میں فراغت پا کر گھر لوٹا۔ میرا ارادہ تھا کہ یہ کھجوریں گھر والوں کو کھلاؤں گا۔ گھر آ کر کھجوروں کو ایک ٹوکری میں رکھکر اسے صندوق میں بند کر کے سو گیا ابھی نیند نہیں آئی تھی کیا سنتا ہوں کہ گھر میں کودنے والے گھر میں کود رہے ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کھجوریں کہاں ہیں۔ دوسرے نے کہا کہ میں نہیں کھول سکتا کہ اسے ابن زبیر (﷛) نے بسم اللہ پڑھ کر مقفل کیا ہے۔ پہلے نے کہا تو پھر صندوق ہی اٹھا کر لے چلو چنانچہ وہ صندوق اٹھا کر چلدیئے۔ حضرت ابن زبیر فرماتے ہیں میں نے کبھی کسی بات پر افسوس نہیں کیا جتنا مجھے صندوق کو انکے اٹھالے جانے پر ہوا۔ میں چاہتا تھا کہ میں انہیں گرفتار کرلوں جبکہ وہ ابھی میرے گھر میں ہی تھے۔ (تاریخ ابن عساکر)

(حکایت نمبر ۴۳)

حضرت ابوالحسن بن کیسان فرماتے ہیں میں سبق یاد کرنے کیلئے ایک رات جاگتا رہا پھر سو گیا۔ خواب میں جنات کی ایک جماعت کو دیکھا جو فقہ، حدیث، حساب، نحو اور شعر کا مذاکرہ کر رہی تھی۔ میں نے کہا کیا تم میں بھی علماء ہوتے ہیں؟ انہوں نے کہا جی ہاں ضرور۔ میں نے پھر پوچھا پھر تم نحو کے مسائل میں کون سے علمائے نحو کے پاس جاتے ہو؟ انہوں نے کہا سیبویہ کے پاس۔

(حکایت نمبر ۴۴)

مشہور نحوی عالم ابن درید فرماتے ہیں، میں فارس کے علاقے میں اپنے گدھے سے گر پڑا اور ساری رات درد سے کراہتا رہا تو میرے پاس کوئی شخص خواب میں آیا اور کہنے لگا شراب کے بارے میں کچھ اشعار کہو۔ میں نے کہا ابونواس نے شراب کے بارے میں کچھ کہنے کو کیا چھوڑا ہے (جو میں کہوں)؟ اس نے کہا آپ اس سے بڑے شاعر ہیں یہ شعر آپ نے نہیں کہے۔

وخمرا قبل المزج صفرا بعده ☆ اتت بین ثوبی نرجس و شقائق

میں نے کہا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں تمہارا شیطان ابوزاجیہ ہوں۔ میں نے پوچھا تم کہاں رہتے ہو؟ اس نے جواب دیا موصل میں۔

(حکایت نمبر ۴۵) مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا شاگرد جنّ اور اس کے کارنامے:

یہ اس خطہ زمین کی داستان ہے جو نامور مغل بادشاہ شاہجہاں نے بطور جاگیر حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کو دیا تھا۔ آپ کے مزار کے اردگرد اب جدید طرز کے مکانات اور پلازے تعمیر ہو چکے ہیں تاہم وہ قدیم قبرستان اب بھی وہاں موجود ہے جو پرانے وقتوں سے چلا آرہا ہے۔

☆...... میرے آبائی گھر واقع مبارکپورہ سیالکوٹ سے حضرت مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کا فاصلہ صرف چند گز پر ہے یوں سمجھ لیں کہ میں خود بچپن میں کئی بار اس مزار پر جایا کرتا تھا اس وقت یہ مزار قدرے اونچی جگہ پر کھلے آسمان تلے سبز چادر سے ڈھکا ہوتا تھا اور اس کے اردگرد چند اور قبور تھیں۔

☆...... محترم احسان صابری قریشی شہر اقبال کی ایسی معروف اور درویش صفت شخصیت ہو گزری ہے جن کی اولیائے کرام کے مزارات پر حاضری ان کے پرانے معمولات میں شامل تھی۔ کسی زمانہ میں ان کا معمول تھا کہ ہر ماہ کی پہلی جمعرات حضرت سیدنا امام علی الحق چشتی (جو مسعود الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے) کے مزار پر، دوسری جمعرات مولانا عبدالحکیم کے مقبرہ پر، تیسری جمعرات محلّہ چراغپورہ میں حضرت شاہ مونگاولی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں اور آخری اور چوتھی جمعرات شاہ سیداں رحمۃ اللہ علیہ کے حضور حاضری دیتے تھے۔

☆...... یہ عہد مغلیہ کی بات ہے کہ سیالکوٹ میں ایک ایسا دینی مدرسہ دارالعلوم مولانا کمال الدین کشمیری پل نالہ ''ایک'' کے پاس موجود تھا جہاں دور دراز کے علاقوں سے طالبان علم آکر اپنی علمی پیاس بجھاتے اور دین کا علم حاصل کرتے تھے۔ اس جامعہ کے مہتمم اعلیٰ حضرت مولانا کمال الدین کشمیری رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کے لاتعداد شاگردوں میں سے منفرد اور بڑی شہرت وناموری پانے والے شاگرد خاص مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ کا نام قابل ذکر ہے۔ وہ اپنے استاد کی وفات کے بعد اسی دارالعلوم کے ناظم اعلیٰ بن گئے، دوسرے شاگرد الشیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تھے جو متحدہ ہندوستان کے مشہور شہر سرہند سے حصول علم کے لئے سیالکوٹ تشریف لائے جب کہ تیسرے شاگرد نواب سعد اللہ خان تھے۔

☆...... دیرینہ عرصہ سے یہ خواہش ذہن میں تھی کہ اس عظیم المرتبت ہستی کی بارگاہ میں بصد عجز و نیاز اور ادب واحترام سے حاضری دینے والے اس جنّ کی بابت محترم احسان صابری قریشی مرحوم سابق پرنسپل گورنمنٹ پولی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ برلب قلعہ سیالکوٹ کی ایک بیان کردہ روایت کے حوالہ سے حیرت انگیز اور معلوماتی باتیں ایک تازہ اور اچھوتے انداز میں

قارئین کی خدمت میں پیش کروں۔ عبدالرحمٰن نامی یہ جن ایک ایسے جن کے فرزند عزیز تھے جن کو حضرت رسالت مآب ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کرنے کا شرف و اعزاز حاصل تھا اس طرح اس سعادت عظمیٰ کے باعث وہ صحابیت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو گئے اور اللہ کریم نے عبدالرحمٰن جن کو تابعی ہونے کا شرف بخشا۔ یہ جن علامہ مولانا عبدالحکیم کے شاگرد خاص تھے۔ اپنی تعلیم کے بعد انہوں نے استاد محترم کی خدمت کا حق بڑے انوکھے انداز میں ادا کیا۔ اگر موصوف جن تادمِ تحریر زندہ ہیں تو یقیناً حسب سابق وہ اپنے استاد مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دیتے ہوں گے۔

☆...... حضرت مولانا عبدالحکیم، شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر اور ہم مکتب بھی تھے۔ آپ مشرب کے لحاظ سے حضرت بہاء الدین نقشبند کے پیروکار تھے اور اسی سلسلہ ولایت کے ایک تابناک ستارے تھے۔ 12 ربیع الاوّل 1022 ہجری تا 11 ربیع الاوّل 1023 ہجری کے دوران مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی اور سب سے پہلے ان کو امام ربانی محبوب سبحانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے معنویت سے بھرپور الفاظ و القابات میں مولانا عبدالحکیم نے ہی تحریر فرمایا اور تجدید الف کے اثبات میں ایک رسالہ ''دلائل التجدید'' میں باقاعدہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ثابت کر کے دکھایا۔

☆...... میں چونکہ ذاتی طور پر اس داستان حیرت انگیز کو قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں لہٰذا یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ سیالکوٹ کے اس محلّہ کا مختصر تعارف بھی پیش کر دوں جہاں مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک موجود ہے۔ میرے بچپن کا زمانہ اور عہد شباب کا کچھ حصہ اسی محلّہ مبارکپورہ میں ہی گذرا۔ تاریخ سیالکوٹ میں یہ بات درج ہے کہ اس مغلیہ عہد میں مولانا کمال نام کے دو بزرگ تھے جن میں ایک کی وفات اسی شہر میں ہوئی اور یہی ان کا مدفن محلّہ بجلی گھر میں موجود ہے جب کہ دوسرے مولانا کمال لاہور میں قاضی القضاء (چیف جسٹس) کے اہم اور ذمہ دار عہدہ پر فائز تھے اور لاہور میں ہی دفن ہوئے۔ گویا یہ دو علیحدہ علیحدہ برگزیدہ بزرگ ہیں جن کو ایک کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

☆...... محترم احسان صابری قریشی مرحوم ایک بار جمعرات کے روز شام کے وقت حسب معمول مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ پر جب حاضر ہوئے تو وہاں انہوں نے دیکھا کہ ایک افغانی طرز کے کابلی پٹھان بزرگ نہایت سفید و سرخ رنگت والے مزار کے نزدیک بیٹھ کر بڑی بلند آواز اور خوش الحانی سے تلاوت قرآن کر رہے ہیں۔ کلام ربانی کو اگر صحیح لحن اور تلفظ کی ادائیگی سے پڑھا جائے تو دل کے سوتے پھوٹ اٹھتے ہیں۔ فضاؤں میں تیرتے پرندے ٹھہر جاتے ہیں، سمندر اور دریاؤں کا شور مدھم پڑ جاتا ہے اور جن و انس پر ایک رقت اور ہیبت طاری ہو جاتی ہے۔ کچھ ایسی ہی خوش الحانی نے جناب صابری مرحوم کو بھی متاثر کر دیا اور فاتحہ کے بعد افغانی النسل بزرگ پٹھان کے نزدیک بیٹھ گئے۔ انہوں نے جب ایک اجنبی شخص کو اپنے پاس بیٹھے پایا تو اچانک ان کی آواز خاموش ہو گئی پھر موقعہ غنیمت جان کر صابری صاحب نے نہایت مودبانہ لہجہ میں

ان سے پوچھا! آپ کون ہیں اور کہاں سے تشریف لائے ہیں؟ کیونکہ اس سے پہلے کبھی آپ کو یہاں دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ وہ بزرگ شکستہ اردو لہجہ میں بولے میں افغانستان کے شہر کابل کا رہنے والا ہوں۔ صابری صاحب نے دوبارہ پوچھا آپ کی عمر کتنی ہے؟ بزرگ بولے بیٹا میری عمر 950 سال ہے۔ اس پر صابری صاحب کو یقین نہ آیا تو انہوں نے دوبارہ تصدیق چاہی چنانچہ دوسری بار بھی انہوں نے پہلے جیسا ہی جواب دیا۔ اس پر احسان صابری مرحوم صاحب کو قدرے حیرت اور غصہ آگیا اور کہنے لگے خان صاحب قرآن شریف پڑھ کر اور اس کی تلاوت کر کے آپ غلط بیانی کر رہے ہیں بھلا اس دور میں کیا انسانوں کی عمر 950 برس ہو سکتی ہے؟ صابری صاحب کے یہ الفاظ سننا تھے کہ ان بزرگ کا پارہ چڑھ گیا اور ایک دم غصے سے چہرہ انگاروں کی طرح سرخ ہو گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ان کا جسم تو نارمل رہا مگر سر بڑھتے بڑھتے دیگ کے برابر ہو گیا اور آنکھیں ایک مٹی کے پیالے جتنی ہو گئیں۔ صابری صاحب نے جب یہ خوفناک منظر دیکھا تو سمجھ گئے کہ یہ بزرگ آدم زاد نہیں بلکہ جنات میں سے ہیں لہٰذا خوفزدگی کے عالم میں فوراً وہاں سے اٹھ کر بھاگنے لگے۔ ابھی وہ بڑے دروازہ پر پہنچے ہی تھے کہ ایک 10 گز لمبا ہاتھ اُن کے سر پر آن پہنچا اور ان کی گردن کے گرد اپنی لمبی لمبی مضبوط انگلیاں پیوست کرتے ہوئے انہیں اوپر اٹھا کر مزار کے نزدیک لا پھینکا، ایک شدید جھٹکا لگنے کے بعد ان کے بازو پر چوٹ آگئی اور وقتی طور پر اوسان خطا ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد وہ اٹھے اپنے حواس کو یکجا کیا اور بزرگ خان صاحب کے سامنے دست بستہ ہو کر اپنی بات کی معافی طلب کی۔ جب خان صاحب نے ان کی انکساری اور غلطی کے احساس سے پھیلی ہوئی چہرے کی رنگت میں پیلاہٹ دیکھی تو ان کے اندر ایک رحم کا مادہ پیدا ہوا تاہم اس دوران صابری صاحب بار بار بڑے دردمندانہ لہجے میں اعتراف کر رہے تھے کہ میں نے لاعلمی میں یہ جملہ کہہ دیا میری خطا کو معاف فرما کر مجھے گھر جانے کی اجازت دے دیں کیونکہ بائیں بازو پر مجھے شدید درد محسوس ہو رہا ہے وہ بیحد خوفزدہ ہو چکے تھے۔ جب خان صاحب کی طرف سے کوئی حوصلہ افزا جوابی ردعمل ظاہر نہ ہوا تو صابری صاحب نے بلند آواز سے رونا شروع کر دیا یوں لگ رہا تھا جیسے درد سے زیادہ ان پر عبدالرحمٰن جنّ کا خوف طاری ہو گیا ہے اور آنکھ جھپکتے ہی وہ یہاں سے بھاگ جانا چاہتے ہیں۔ مبادا ان کی جان نہ چلی جائے جب ایسی صورت حال پیدا ہو گئی تو وہ دیگ نما سر آہستہ آہستہ سکڑتا گیا حتیٰ کہ اپنی قدرتی حالت پر آگیا اور طویل بازو اور ہاتھ بھی نارمل ہو گئے۔ عبدالرحمٰن جنّ کی بڑی بڑی آنکھیں بھی حسب سابق ہو گئیں، پھر بزرگ خان صاحب نے بڑی محبت اور شفقت سے صابری صاحب کو پکڑ کر اپنے نزدیک کیا ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور درد والے بازو پر کچھ پڑھ کر اسے سہلایا جس سے سارا درد ختم ہو گیا۔ اب خان صاحب نے ان سے کچھ سوالات پوچھنا شروع کیے مثلاً تمہارا نام کیا ہے؟ کس خاندان سے تعلق ہے؟ صابری صاحب نے بڑی احتیاط اور دیانتداری سے سوچ سمجھ کر سہمے سہمے لہجہ میں سب سوالات کے جوابات دیئے مبادا یہ پھر ہیبتناک شکل وصورت اختیار کر لیں۔ اب کی بار اگر ایسا ہو گیا تو میری ہڈی پسلی کڑک کر دی جائے

گی۔ان سوالات کے بعد عبدالرحمٰن جن نے اپنا تعارف کرایا اور کہا کہ میرا نام عبدالرحمٰن ہے میں انسان نہیں جن ہوں۔ میں حضرت مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک پرانا شاگرد ہوں اور کافی عرصہ تک ان کے مدرسہ میں دینی تعلیم مکمل کرتا رہا ہوں۔ میرے والد صاحب کا نام عبداللہ اور وہ ضعیف العمر ہیں۔انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا عہد مبارک دیکھا ہے اور ان کے دست مبارک پر بیعت کر کے صحابیت کا مرتبہ پایا ہے اس طرح میں والد صاحب کو دیکھ کر تابعی اور آپ نے مجھے دیکھا تو آپ تبع تابعین میں شامل ہو گئے۔جب صابری صاحب نے ان کا یہ حیرت انگیز کمال شفقت و پیار بھرا نرم لہجہ اور خوش طبع حسنِ سلوک دیکھا تو وقوع پذیر ہونے والا سارا واقعہ بھول گئے اور ان کی جان میں جان آگئی، پھر صابری صاحب نے عبدالرحمٰن جن کو اپنی مختصر داستان سنائی کہ میں بھی مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک محبّ اور عقیدت مند ہوں اور ایک طویل عرصہ سے جمعرات کے روز ان کے آستانہ پر حاضری دیتا ہوں۔صابری صاحب نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے خان صاحب سے پوچھا آپ نے مولانا عبدالحکیم سے کن وقتوں میں فیض علم حاصل کیا تھا؟ اگر اس دور کا کوئی دلچسپ واقعہ سنا دیں تو مہربانی ہوگی، عبدالرحمٰن یہ سن کر مسکرائے اور صابری صاحب کو تسلی دیتے ہوئے بولے۔کیا احادیث صحاح ستہ میں تم نے یہ واقعہ نہیں پڑھا کہ ایک مرتبہ سرور دو عالم ﷺ کے دست حق پرست پر کم وبیش ایک ہزار اجِنّہ (جنات) کی جماعت نے بیعت کی تھی؟ صابری صاحب خاموش رہے اور عبدالرحمٰن جن نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے مزید کہا۔اس حدیث صحیحہ کے راوی مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں اور جنات کی اس جماعت میں سے اس واقعہ کے راوی میرے والد بزرگوار حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں، ان کی جماعت میں شامل ایک ہزار جنات نے بیعت کر کے اسلام کی نعمت کو اپنے دامنوں میں ڈالا ان میں سے اب تک 997 جنات وفات پا چکے ہیں جب کہ باقی تین ابھی تک زندہ ہیں ان میں سب سے پہلے میرے والد صاحب ہیں جو افغانستان کابل میں رہتے ہیں۔دوسرے صحابی جن مدینہ منورہ میں رہائش پذیر ہیں جب کہ تیسرے صحابی جن مصر کے شہر قاہرہ میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔

☆......عبدالرحمٰن جن یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد تازہ دم ہو کر ایک بار پھر صابری صاحب سے مخاطب ہوئے۔تم نے صحیح مسلم شریف کی وہ حدیث بھی پڑھی ہوگی جس کے راوی بھی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں اس طویل حدیث میں یہ واقعہ درج ہے کہ ایک دن رسول کریم ﷺ صلوٰۃ الفجر سے فارغ ہو کر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ مسجد سے باہر دور لے گئے، آپ ﷺ جہاں جا کر کھڑے ہوئے وہ ایک کشادہ میدان تھا۔حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو ایک جگہ کھڑا کر کے ان کے گرد ایک حصار کھینچ دیا اور حکم دیا کہ تم اسی جگہ کھڑے رہنا۔اس کے بعد حضور ﷺ ایک سمت میں تقریباً تین سو گز کے فاصلہ پر جا کر رک گئے تھوڑی دیر کے بعد آسمان کی وسعتوں میں بڑے بڑے پرندوں کا ایک غول نظر آیا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ بھاری بھرکم جسامت والے ایک ہزار پرندے زمین پر اتر کر بڑے نظم وضبط ادب اور احترام کے ساتھ خود بخود

ہی قطار اندر قطار نبی کریم ﷺ کی جانب اپنے چہرے کر کے بیٹھتے گئے پھر جب یہ تمام پرندے اتر گئے تو معلم انس و جنات ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور بعد ازاں فضائل دین و اسلام کے موضوع پر ان سے مفصل خطاب فرمایا اس دوران پرندوں کی جماعت ہمہ تن گوش رہی جب خطاب ختم ہوا تو ان پرندوں نے (جو اصلاً اجنہ (جنات) تھے) کلمہ طیبہ کا ورد شروع کر دیا پھر اس کے بعد بڑے ادب و احترام اور نظم و ضبط کے ساتھ حضور ﷺ کے قریب باری باری چل کر آتے اور اپنی طبعی چونچ سے دست رسول کریم ﷺ کو بوسہ دیتے۔ جب تمام نے اس عجیب انداز میں بیعت کر لی تو فضاؤں میں پرواز کر گئے۔ اب حضور ﷺ اپنے صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس واپس تشریف لے گئے جنہوں نے تعمیل حکم میں اسی دائرہ کے اندر کھڑے رہ کر یہ تمام منظر ملاحظہ فرمایا تھا، آپ ﷺ نے ان کو بتلایا کہ آج جنّات کی اس جماعت نے میرے ہاتھ پر بیعت کر کے اسلام قبول کیا ہے۔

☆......صابری صاحب مرحوم اس واقعہ کو بڑی توجہ اور انہماک سے سن رہے تھے جونہی خان صاحب خاموش ہوئے صابری صاحب نے ان سے مزید پوچھا آپ کے والد گرامی صلوٰۃ کس طرح ادا فرماتے ہیں۔ عبدالرحمٰن جن نے بتلایا وہ رسول اللہ ﷺ کے طریقہ پر صلوٰۃ ادا فرماتے ہیں۔ اس کے بعد صابری صاحب نے مزید دریافت کیا کہ حضرت مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حصول علم کے زمانہ میں پیش آنے والے واقعات جو آپ کو یاد ہوں، عبدالرحمٰن جن نے کہا ہاں ایک نہایت دلچسپ واقعہ تمہیں سناتا ہوں۔ جب میں سال دوم (Second Year) کا طالب علم تھا تو میرے استاد محترم مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ کو شدید یرقان ہو گیا حکیموں / طبیبوں نے اس موذی مرض کا علاج سبز تازہ الائچی کے دانوں سے تجویز کیا۔ تازہ الائچیوں کا ملنا شہر سیالکوٹ میں دشوار بلکہ ناممکن تھا کیونکہ اس علاقہ میں دور دور تک الائچیوں کا کوئی باغ نہ تھا ایسے مشکل وقت میں استاد محترم کی خدمت میرا فرض اولین تھا جب ہر ایک نے الائچی کی دستیابی سے انکار کر دیا اور مسئلہ بڑا مشکل اور کٹھن ہو گیا تو میں نے استاد محترم سے درخواست کی کہ اگر مجھے ایک تیز رفتار گھوڑا فراہم کر دیا جائے تو میں چند دنوں تک ایسی الائچیاں لا سکتا ہوں چنانچہ میری درخواست منظور کر لی گئی اور مجھے ایک برق رفتار گھوڑا دے دیا گیا۔ میں اس گھوڑے پر سوار ہو کر سیدھا یہاں سے 20 میل دور پسرور پہنچا اور وہاں کسی کے پاس اس گھوڑے کو باندھا اور اپنی تیز پرواز کے ذریعے پشاور پہنچا وہاں سے میں نے وادی چترال کے پھلوں کے ایک سوداگر سے سبز اور تازہ الائچیاں حاصل کیں اور اسی رفتار سے واپس پرواز کر کے پسرور پہنچ گیا۔ یہاں میں نے جان بوجھ کر دو دن قیام کیا پھر استاد محترم کی خدمت میں سیالکوٹ آ گیا اور چترالی الائچیاں پیش کر دیں۔ ان سے استاد محترم کا علاج کیا گیا تو چند دنوں بعد وہ صحت یاب ہو گئے۔ اس واقعہ کے عرصہ بعد پسرور کے اس شخص نے (جس کے ہاں میں نے گھوڑا باندھا تھا) استاد صاحب کو آ کر یہ بتا دیا کہ پچھلے دنوں عبدالرحمٰن ایک گھوڑا لے کر میرے پاس آیا تھا اور اس کو میرے گھر باندھ کر کہیں چلا گیا اور شام کو واپس آیا میرے

پاس دودن ٹھہرا اور چلا گیا۔ انہوں نے پوچھا گھوڑا کیسا تھا؟ اس شخص نے جواب دیا بالکل تر و تازہ۔ مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ پر جب یہ انکشاف ہوا تو مزید حیران ہوئے اور معاملہ کو بھانپ گئے کہ عبدالرحمٰن آدم زاد نہیں بلکہ جن ہے اگر انسان ہوتا تو اتنی کم مدت میں چترال جیسے سینکڑوں میل دور علاقہ سے یہ تازہ الائچیاں کیسے لا سکتا تھا۔ قارئین کی مزید دلچسپی کے لئے مزید ایک واقعہ بھی قریب از حقیقت ہے کہ تحصیل علم کے دوران ایک مرتبہ عبدالرحمٰن جن نے اپنے ہم جماعتوں سے کہا کہ دیکھو میں کیا کرتا ہوں چنانچہ ساتھیوں نے دیکھا کہ وہ مٹی کے لوٹے میں داخل ہو گیا اور اس کی ٹونٹی سے باہر نکل آیا۔ ساتھی یہ منظر دیکھ کر خوفزدہ ہو کر بھاگ گئے اور اس کی شکایت انہوں نے اپنے پرنسپل مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ سے کی۔ آپ نے عبدالرحمٰن کو بلا کر پوچھا کہ تم نے ایسا کیا ہے؟ جب انہوں نے اقرار کیا تو صاحب بصیرت ہونے کی وجہ سے آپ اس راز کو سمجھ گئے کہ عبدالرحمٰن آدم زاد نہیں لہٰذا حفظ ماتقدم کے طور پر اسے ڈانٹ پلائی اور ایسی حرکت کرنے سے منع کیا تاکہ دوسرے ہم جماعتوں میں خوف و ہراس نہ پیدا ہو جائے۔ بہرکیف انہوں نے کسی دوسرے سے اس بات کا تذکرہ نہ کیا اور مجھے اپنے ہاں بلایا جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو نہایت شفقت و مروت سے مجھے اپنے پاس بٹھایا اور پیار سے بولے۔ بیٹا عبدالرحمٰن! میں تمہاری اس گرانقدر خدمت کا بے حد شکر گزار ہوں جو تم نے میری اس بیماری میں انجام دی اور میری صحت و تندرستی کے لئے تم نے اتنا طویل اور دور دراز کا سفر طے کر کے وہ چیز فراہم کی جس کا اس شہر میں ملنا ناممکن تھا اس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت عطا فرمائی مگر اس بات سے مجھ پر یہ راز منکشف ہوا کہ تم آدم زاد نہیں بلکہ جن ہو۔ حدیث میں درج ہے کہ جنات سے انسانوں کو تعلقات استوار نہیں رکھنا چاہیے تمہاری تعلیم کے مکمل ہونے میں ابھی چند ماہ باقی ہیں مگر تم اپنی تعلیم کو مکمل ہی سمجھو لہٰذا تم مدرسہ چھوڑ کر واپس چلے جاؤ۔ عبدالرحمٰن نے اپنی داستان جاری رکھتے ہوئے مزید کہا کہ استاد محترم کی یہ بات سن کر میں نے ان کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض کیا اس میں شک نہیں کہ میں جنات کی نسل سے ہوں مگر اب چونکہ آپ کا حکم ہے کہ میں یہاں سے چلا جاؤں اس لئے میری یہ شرط ہے کہ جانے سے پیشتر میری جانب سے پانچ سو اشرفیوں کا یہ حقیر نذرانہ قبول فرمائیں۔ شاگرد کا یہ خلوص دیکھ کر استاد محترم نے فرمایا بیٹا! میں ویسے ہی تم پر خوش ہوں مجھے ان اشرفیوں کی کوئی حاجت نہیں ہے لہٰذا تم ایسے ہی چلے جاؤ۔ استاد کی حکم عدولی چونکہ نافرمانی اور بے ادبی کے زمرہ میں آتی ہے لہٰذا میں نے الوداعی السلام علیکم کہا اور وہاں سے پرواز کر گیا اور ہندوستان کے تاریخی شہر آگرہ جا پہنچا، وہاں میں نے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ ملک کا حکمران شاہ جہاں دہلی میں موجود ہے چنانچہ اسی دوران میں نے شاہ جہان کی بارہ سالہ بیٹی روشن آرا بیگم کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ جب شاہ جہان کو اس کا علم ہوا تو فوراً اس نے لاہور، بمبئی، انبالہ اور دیگر کئی شہروں سے جنّہ پر قابو پانے والے بڑے بڑے عالم طلب کئے لیکن سب ناکام و نامراد لوٹ جاتے۔ ان میں سے اکثر عاملین نے مجھے نکلنے کے لئے اپنے وظائف میں آیت الکرسی کا ورد کیا اور میں جوابا رد عمل کے طور پر سورہ مزمل کا ورد کر کے ان

کو بے اثر بنا دیتا جس سے ان کا کوئی عمل کارگر ثابت نہ ہوتا۔ ان سب عاملین کے بعد سلسلہ نقشبندیہ کے حضرت محمد معصوم صاحب کو سرہند سے آنے کی زحمت دی گئی جب انہوں نے اپنا عمل شروع کیا تو میں نے ان سے جواباً کہا حضرت میں صرف ایک شرط پر شہزادی روشن آرا بیگم کی جان چھوڑوں گا اگر آپ سیالکوٹ سے میرے استاد محترم مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ کو یہاں آنے کی دعوت دیں۔ آپ کو نہیں بھولنا چاہیے کہ اب تک تیس کاملین مجھ پر قابو پانے کی کوشش کر چکے ہیں مگر نامراد لوٹے ہیں لہٰذا آپ میری پیش کردہ شرط پر عمل درآمد کریں۔ شاہ جہان کو جب یہ شرط پیش کی گئی اس نے فوراً چند درباری کارکنوں کو سرزمین سیالکوٹ کی طرف روانہ کر دیا اور یہ پیغام اور ہدایات دیں کہ اللہ کے اس برگزیدہ بندے کو بڑے ادب واحترام سے میری طرف سے عرض کرنا کہ حضرت مولانا عبدالحکیم سے شہنشاہ ہند کو دکھی انسانیت کی خدمت کے سلسلہ میں ایک اہم ترین کام ہے لہٰذا اس کے لئے آپ کی دہلی میں تشریف آوری ناگزیر ولازم ہے۔ جب یہ شاہی وفد دہلی سے سیالکوٹ پہنچا اور مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بادشاہ کی عرضداشت پیش کی تو آپ کا دردمند دل گداز ہو گیا اور آپ نے ان کے ہمراہ چلنے پر رضامندی کا اظہار کر دیا چنانچہ بڑی عزت واحترام کے ساتھ اور جملہ شاہی آداب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس درویش صفت ہستی کو دہلی لایا گیا جب آپ کی آمد کا علم شاہ جہان کو ہوا تو بہ نفس نفیس وہ تمام آداب/پروٹوکول کے ساتھ آپ کے استقبال کے لئے باہر آیا۔ آپ کا والہانہ انداز میں خیر مقدم کیا گیا، محل کے اندر آپ کی نشست وبرخاست کا اہتمام کیا گیا اور پھر بادشاہ نے بھیگی آنکھوں سے اپنے دکھ کی داستانِ غم حضرت موصوف کی خدمت میں بیان کی۔ حضرت مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ نے بلاتاخیر مریضہ شہزادی روشن آرا بیگم کو پیش کرنے کا حکم دیا۔ جب شہزادی کو آپ کی بارگاہ میں لایا گیا تو آپ نے بڑی شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اپنے قریب بٹھایا۔ حضرت عبدالرحمٰن نے داستان جاری رکھتے ہوئے کہا کہ جب میں نے اپنے شفیق استاد محترم کو اپنے روبرو دیکھا تو ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ حضرت نے مجھ سے کلام شروع کیا اور قدرے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے مجھ سے فرمایا عبدالرحمٰن تم نے یہ حرکت کیوں کی؟ میں نے کہا استاد محترم! میں اس شرط پر شہزادی کے وجود سے خارج ہوں گا کہ اگر شاہجہان آپ کی خدمت میں سات اونٹ اشرفیوں سے لدے ہوئے پیش کرے اور مزید ہدیہ جات دے۔ حضرت مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ کو چونکہ کسی انسان کی تکلیف اور پریشانی کا ازالہ کرنا مقصود تھا نہ کہ حصول زرومال آپ کی خواہش تھی لہٰذا وقت کی نزاکت اور حالات کی مصلحت کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ نے اپنے شاگرد کا مطالبہ تسلیم کر لیا اور شاہجہان نے بھی یہ شرط پوری کرنے پر رضامندی ظاہر کر دی۔ دریں اثناء عبدالرحمٰن نے بلا کسی حیل وحجت استاد محترم کو السلام علیکم کہا اور روشن آرا بیگم کو اپنی گرفت سے آزاد کر کے پرواز کر گیا۔ شہزادی کی حالت یکدم بدل گئی اور سارے دربار میں خوشی ومسرت کا سماں پیدا ہو گیا۔ شاہجہان نے حسب وعدہ یہ تمام مال وزر سیالکوٹ کے لئے روانہ کر دیا۔ جب یہ قافلہ دہلی سے سرزمین لاہور میں پہنچا تو حضرت مولانا

عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ نے لاہور کے صوبہ دار سے فرمایا شاہجہان نے یہ سات اونٹوں پر لدی ہوئی اشرفیاں اور دیگر مال وزر میرے ہمراہ بھیجا ہے اگر میں یہ تمام دولت سیالکوٹ لے گیا تو ممکن ہے خاندان کے افراد میں تنازعہ پیدا ہو جائے کیونکہ مال فتنہ وفساد کی جڑ ہے لہٰذا یہ مال آپ اپنے پاس رکھ لیں اور نیک مقصد پر صرف کردیں باقی کچھ مال دولت آپ اپنے ہمراہ سیالکوٹ لائے اور اس سے تین چیزیں تعمیر کروائیں:

1)......وسیع کشادہ سرائے جو غالباً سیالکوٹ کے ایک قریبی قصبہ چنوموم میں مفاد عامہ اور لوگوں کے ٹھہرنے کے لئے وقف کردی گئی۔

2)......ایک جامعہ مسجد جو اس وقت تحصیل بازار سیالکوٹ کی ایک قدیم مسجد ہے اور جامعہ عبدالحکیم کے نام سے جانی پہچانی جاتی ہے۔

3)......ایک کشادہ پانی کا تالاب جو پرانی بجلی گھر کے وسیع احاطہ میں بنوایا ہر چند یہ تالاب عہد حاضر میں اپنی افادیت ختم کرکے خشک ہو چکا ہے تاہم اسے دیکھ کر اللہ کے اس نیک بندے کی یاد اب بھی تازہ ہو جاتی ہے اس تالاب کے جنوب میں مزار حضرت سید شاہ مونگا ولی شمال میں پرانا سول ہسپتال اور اس کے قریب مغرب میں عبدالحکیم پارک اور مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پرانوار موجود ہے۔

فیض مزار اقدس:

حضرت مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر اگر کوئی غبی بچہ (کند ذہن / مفلوج الدماغ) آکر خاکِ مزار چاٹ لے تو بفضل تعالیٰ اس کا ذہن حکمت الٰہی سے کھل جاتا ہے۔ حضرت مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ وہ عظیم المرتبت صاحبِ علم وبصیرت ہستی ہیں جن کی کئی کتب اس زمانہ اور دور میں بھی عالم اسلام کی قدیم عظیم ترین یونیورسٹی جامعہ الازہر قاہرہ (مصر) میں طلباء کو پڑھائی جاتی ہیں۔

اس طویل اور انوکھی علمی داستان کے اختتام پر عبدالرحمٰن نے صابری صاحب کو بڑے راز دار لہجہ میں فرمایا۔ بیٹا احسان! اس ملاقات کا چرچا نہ کرنا بلکہ اسے ایک راز سمجھ کر اپنے تک ہی محدود رکھنا۔ احسان صابری مرحوم کہتے ہیں کہ میرا سینہ یہ گراں بار راز اپنے اندر زیادہ عرصہ تک محفوظ نہ رکھ سکا اور یہ واقعہ میں نے کھول کر بیان کردیا جس کا ردعمل یہ ہوا کہ حضرت مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر بارہا دفعہ جانے کے باوجود حضرت عبدالرحمٰن جن سے میری ملاقات نہ ہو سکی جس کا مجھے بے حد دکھ اور صدمہ ہے حالانکہ انہوں نے یہ راز محفوظ رکھنے کی شرط پر بشرط زندگی مجھ سے پھر ملاقات کا وعدہ بھی فرمایا تھا لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ (ماہنامہ، سیدھا راستہ، لاہور)

(حکایت نمبر ۴۶)

نورالدین علی بن محمد مقولہ میں تھے۔ ان کے سامنے ایک خوفناک قسم کا سانپ ظاہر ہوا یہ اس سے ڈر گئے اور اس کو مار ڈالا تو ان کو اسی وقت وہاں سے اٹھا لیا گیا اور یہ اپنے گھر والوں سے گم ہو گئے اور ان کو جنات کے ساتھ رکھا گیا۔ یہاں تک کہ ان کو ان کے قاضی کے سامنے پیش کیا گیا اور مقتول کے وارث نے ان پر قتل کا دعویٰ کیا تو حضرت نورالدین نے اس کا انکار کیا (کہ میں نے کسی جن کو قتل نہیں کیا) تو قاضی نے اس وارث جن سے سوال کیا کہ مقتول کس صورت پر تھا؟ بتایا گیا کہ وہ اژدہا کی شکل میں تھا۔ تو قاضی اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے شخص کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَزَيَّا لَكُمْ فَاقْتُلُوْهُ. (فتح الباری)

ترجمہ: جو تمہارے سامنے اپنی شکل بدل کر آئے تو تم اس کو قتل کر دو۔

تو جن قاضی نے ان کو رہا کر دینے کا حکم کیا اور یہ اپنے گھر لوٹ گئے۔ یہ نورالدین رحمۃ اللہ علیہ ۸۱ھ میں فوت ہوئے۔

ایک روایت میں حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

مَنْ تَزَيَّا بِغَيْرِ زِيِّهِ فَقُتِلَ فَدَمُهُ هُدَرٌ. (تذکرۃ الموضوعات صفحہ ۱۵۸)

ترجمہ: جس نے اپنی شکل بدل کر کسی اور چیز کی شکل اختیار کی اور اس کو قتل کر دیا گیا تو اس کا خون معاف ہے۔

(حکایت نمبر ۴۷)

اس طرح کا ایک واقعہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں بھی پیش آیا تھا، کسی نے مسجد میں ایک سانپ کو قتل کر دیا تھا تو اس شخص کو جنات نے گرفتار کر کے اپنے حاکم کے سامنے پیش کیا تھا اور حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے اس حدیث مذکورہ کے بیان کرنے اور اس کی ایک جن صحابی سے تصدیق ہونے پر اس جن کے قاتل کو رہا کر دیا گیا تھا۔ (حالات شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی)

(حکایت نمبر ۴۸)

ایک بزرگ سیر کے لئے اپنے ایک ساتھی کے ساتھ نکلے تو اس کو انہوں نے ایک کام کو بھیجا اور اس نے تاخیر کر دی، چنانچہ صبح تک اس کا کوئی پتہ نہ چلا، پھر جب وہ ان کے پاس آیا تو اس کی عقل ٹھکانے نہ تھی، انہوں نے اس سے بات کی تو اس نے کافی دیر کے بعد جواب دیا، تو انہوں نے اس سے پوچھا تمہاری یہ حالت کیسے ہوئی؟ اس نے بتلایا کہ میں ایک ویرانے میں پیشاب کرنے کے لئے داخل ہوا تو وہاں پر میں نے ایک سانپ کو دیکھا اور اس کو قتل کر دیا۔ جب میں نے اس

کو قتل کیا تو مجھے کسی شئے نے پکڑ لیا اور زمین میں اُتار کر لے گئی اور ایک جماعت نے مجھے گھیر لیا اور کہنے لگے اس نے فلاں کو قتل کیا ہے ہم اسے قتل کریں گے۔ تو کسی نے کہا اس کو شیخ کے پاس لے کر چلو۔ تو وہ مجھے اس کے پاس لے گئے۔ وہ شیخ بہت خوبصورت شکل کے تھے طویل سفید داڑھی والے تھے، جب ہم ان کے سامنے کھڑے ہوئے تو انہوں نے پوچھا کیا بات ہے؟ تو انہوں نے اپنا مقدمہ پیش کیا۔ تو شیخ نے پوچھا وہ کس شکل میں ظاہر ہوا تھا؟ تو انہوں نے بتلایا کہ وہ سانپ کی شکل میں ظاہر ہوا تھا۔ تو شیخ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا ہے آپ نے ہمیں لیلۃ الجن میں ارشاد فرمایا تھا۔

مَنْ تَصَوَّرَ مِنْكُمْ فِیْ صُوْرَةٍ غَیْرَ صُوْرَتِهٖ فَقُتِلَ فَلَا شَیْءَ عَلٰی قَاتِلِهٖ.

ترجمہ: تم میں سے جس نے اپنی شکل بدل کر کوئی اور شکل اختیار کی اور مارا گیا تو اس کے قاتل پر ضمان اور قصاص وغیرہ کچھ نہیں۔

لہٰذا اس کو چھوڑ دو، چنانچہ انہوں نے مجھے چھوڑ دیا۔ (لقط المرجان)

(حکایت نمبر ۴۹)

حافظ فتح الدین ابن سید الناس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے امام تقی الدین بن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے ہوئے سُنا کہ میں نے شیخ عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا آپ نے فرمایا جناب (قاضی) ابوبکر ابن العربی (مالکی) جن کے ساتھ (انسان کے) نکاح کا انکار کرتے تھے اور فرماتے تھے جن لطیف روح ہے اور انسان کثیف جسم یہ دونوں جمع نہیں ہو سکتے، پھر انہوں نے فرمایا کہ انہوں نے ایک جن عورت سے نکاح کیا جوان کے پاس ایک مدت تک رہی پھر ان کو اونٹ کی ہڈی ماری اور زخمی کر دیا اور بھاگ گئی، پھر انہوں نے اپنے چہرے پر زخم دکھایا۔

(حکایت نمبر ۵۰)

حضرت امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ایک جن کے نکاح میں "کوی" (ایک جگہ کا نام ہے) میں شریک ہوا، ایک انسان نے جنات میں نکاح کیا تو جنات سے پوچھا گیا تمہیں کون سا کھانا زیادہ پسند ہے؟ کہا چاول۔ امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، پس لوگ جنات کے پاس چاولوں کے ٹب لاتے رہے اور چاول ختم ہو رہے تھے لیکن (کھانے والوں کے) ہاتھ دکھائی نہ دیتے تھے۔

(حکایت نمبر ۵۱)

حضرت ابو یوسف سروجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت مدینہ منورہ میں ایک شخص کے پاس آئی اور کہا کہ ہم تمہارے گھروں کے پاس اُترے ہوئے ہیں تم مجھ سے نکاح کر لو، تو اس نے اس سے نکاح کر لیا۔ جب رات ہوتی تو یہ عورت کی شکل میں اس کے پاس آجاتی۔ ایک مرتبہ وہ اس کے پاس آئی اور کہا کہ ہم نے اب چلے جانا ہے تم مجھے طلاق دے

دو۔ ایک مرتبہ وہ مدینہ منورہ کے کسی راستہ میں جارہا تھا کہ اچانک اس نے اس عورت کو دانے چنتے ہوئے دیکھا جو دانے والوں سے گرے تھے۔ اس نے کہا کیا تو دانے چن رہی ہے؟ تو اس نے مرد کی طرف آنکھ اُٹھائی اور اس سے کہا تم نے مجھے کس آنکھ سے دیکھا ہے؟ مرد نے کہا اس آنکھ سے۔ تو اس عورت نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا جس سے اس کی آنکھ بہہ پڑی۔ (ابن ابی الدنیا)

(حکایت نمبر ۵۲)

حضرت شبلی بدرالدین (آکام المرجان، صفحہ ۶۹) میں فرماتے ہیں کہ ہمیں جناب قاضی القضاۃ جلال الدین احمد بن قاضی القضاۃ حسام الدین رازی حنفی نے بیان کیا کہ میرے والد (قاضی حسام الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے بیوی بچے مشرق سے لانے کے لئے مجھے سفر پر روانہ کیا، جب میں نے بیرہ کو پار کیا اور بارش نے ہمیں ایک غار میں پناہ لینے اور نیند کرنے پر مجبور کر دیا، میں ایک جماعت کے ساتھ تھا، میں سویا ہوا تھا کہ اچانک کوئی چیز مجھے جگانے لگی، جب میں بیدار ہوا تو میرے پاس درمیانہ قد کی ایک عورت کھڑی تھی اس کی ایک ہی آنکھ تھی طول میں پھٹن کی طرح جسے دیکھ کر میں گھبرا گیا۔ اس نے کہا تم گھبراؤ مت میں تمہارے ساتھ اپنی چاند جیسی بیٹی بیاہنے آئی ہوں۔ میں نے گھبرا کر کہا کہ اللہ خیر کرے، پھر میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ میری طرف آرہے ہیں ان کی شکل بھی اس عورت کی طرح تھی ان کی آنکھیں طول میں پھٹی ہوئی تھیں ایک قاضی بھی تھا اور گواہ بھی، پس قاضی نے نکاح کا پیغام دیا اور نکاح پڑھا دیا، جسے میں نے قبول کر لیا، اس کے بعد وہ چلے گئے اور وہ عورت دوبارہ میرے پاس آئی اب اس کے ساتھ ایک حسین لڑکی بھی تھی اس کی آنکھ بھی اس کی ماں کی طرح تھی، اس نے لڑکی کو میرے پاس چھوڑ دیا اور چلی گئی، میرا خوف اور وحشت اور بڑھ گئی اور اپنے پاس والوں کو کنکریاں مارنے لگ گیا تاکہ وہ جاگ جائیں لیکن ان میں سے کوئی بھی نہ اُٹھا تو میں دعا اور انکساری کرنے لگا، پھر کوچ کا وقت آگیا اور ہم چل پڑے لیکن وہ لڑکی مجھے نہیں چھوڑتی تھی، اسی حالت میں تین دن گذر گئے، جب چوتھا دن ہوا تو وہ عورت آئی جو سب سے پہلے آئی تھی اور کہنے لگی یہ لڑکی شاید تجھے پسند نہیں آئی، شاید تو اس سے جدائی چاہتا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا تو پھر اس کو طلاق دے دو (اس طرح سے میں نے اس کو طلاق دے دی) اور وہ چلی گئی، بعد میں میں نے اس کو کبھی نہ دیکھا۔

اس کے متعلق قاضی شہاب بن فضل اللہ سے پوچھا کہ انہوں نے اس جنیہ عورت سے صحبت کی؟ فرمایا نہیں۔

(حکایت نمبر ۵۳)

زمانہ جاہلیت میں ایک شخص سفر پر جاتا واپسی پر اس کی بیوی خوب ہار سنگار کرتی، ایک دفعہ اس کے خلاف کیا تو پوچھا، اس نے کہا تم سفر پہ گئے ہی نہیں میں کیسے ہار سنگار کرتی۔ اسی دوران شیطان آیا کہا کہ میں تیری بیوی کا عاشق ہوں اس

سے تیری عدم موجودگی میں تیری صورت بنا کر جماع کرتا تھا۔ اب تم میرے ساتھ باری پر راضی ہو جاؤ۔ وہ رات کو آنے پر راضی ہو گیا۔

چند دنوں تک جن (شیطان) غیر حاضر رہا، میں نے جن سے وجہ پوچھی تو کہا کہ میں آسمان پر باتیں سننے گیا، اس شخص نے کہا مجھے بھی آسمان پر کبھی لے چل۔ ایک دن کہا تیار ہو جاؤ لیکن میری طرف سے منہ پھیر لو۔ وہ شخص اسے دیکھتا رہا وہ خنزیر کی شکل بن گیا اور اس پر دو پَر لگ گئے اسے وہ بٹھا کر اُڑا اور کہا ڈرنا نہیں۔ آسمان کے قریب پہونچا آواز آئی ''لاحول ولا قوة الا باللہ ماشاء اللہ کان ومالم یشالم یکن'' اس آواز سے وہ جن زمین پر گرا۔ اس شخص نے وہ کلمات یاد کر لئے۔ ایک رات وہ اس کی بیوی کے لئے آیا تو اس شخص نے وہی کلمے پڑھنے شروع کئے وہ حسب معمول آیا تو اس کے جسم پر لرزہ طاری ہوا یہاں تک کہ جل کر راکھ ہو گیا۔

(حکایت نمبر ۵۴)

حضرت ابی رضی اللہ عنہ اپنے مال کی حفاظت میں لگے تھے تو ایک جانور جو بالغ لڑکے کے مشابہ تھا ان کے سامنے آ گیا۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب دیا، میں نے پوچھا تم جن ہو یا انسان؟ اس نے کہا جن ہوں۔ میں نے کہا تم اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں پکڑا دو۔ تو اس نے اپنا ہاتھ مجھے پکڑا دیا تو وہ کتے کا ہاتھ اور کتے کے بال معلوم ہوتے تھے۔ میں نے کہا کیا جنات کی پیدائش اسی طرح سے ہے؟ اس نے کہا مجھے معلوم ہے کہ جنات میں مجھ سے بھی طاقتور موجود ہیں۔ میں نے کہا تمہیں اس کام پر کس چیز نے مجبور کیا؟ اس نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو صدقہ کرنے کو پسند کرنے والا شخص ہے۔ تو ہم نے بھی چاہا کہ تمہارے کھانے سے ہم بھی اپنا نصیب لے لیں، تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا اچھا تم یہ بتلاؤ کہ وہ کون سا عمل ہے جو ہمیں تم سے محفوظ رکھ سکتا ہے؟ کہا یہ آیت (اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ) یعنی آیت الکرسی۔ تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے اس کو چھوڑ دیا۔ پھر جب یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو اطلاع کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم سے خبیث نے سچ کہا۔ (دلائل النبوۃ، بیہقی صفحہ ۱۰۸، ۱۰۹ جلد ۷)

(حکایت نمبر ۵۵)

حضرت ابوالاسود دُیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے گذارش کی کہ آپ مجھے اس شیطان کا قصہ سنائیں جس کو آپ نے گرفتار کیا تھا، تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقاتِ مسلمین کا نگران مقرر فرمایا، تو میں نے ان کھجوروں کو ایک کمرہ میں رکھ دیا، پھر میں نے دیکھا کہ کھجوریں کم ہو رہی ہیں تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع کی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ شیطان ہے جو کھجوریں اُٹھا رہا ہے، تو میں اس کمرہ میں داخل ہو گیا اور دروازہ کو بند کر دیا تو ایک بہت بڑی تاریکی آ کر دروازہ پر چھا گئی پھر اس نے ہاتھی کی شکل اختیار کی پھر ایک اور شکل اختیار

کی۔ پھر دروازہ کے شگاف سے داخل ہوگئی۔

تو میں نے بھی ہمت باندھ لی، اس نے کھجوریں کھانا شروع کر دیں تو میں نے اس پر چھلانگ لگا کر پکڑ لیا اور ہاتھ اس کی طرف کرتے ہوئے کہا اے دشمنِ خدا! تو اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں بوڑھا ہوں، عیالدار ہوں، فقیر ہوں اور نصیبین کے جنات میں سے ہوں۔ اس بستی میں جس میں تمہارا نبی مبعوث ہوا ہے جہاں پہلے ہم رہا کرتے تھے۔ جب ان کو مبعوث کیا گیا تو ہمیں یہاں سے نکال دیا گیا۔ تم مجھے چھوڑ دو میں تمہارے پاس کبھی نہیں آؤں گا تو میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ نبی کریم ﷺ کی خدمت بابرکت میں حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور اس واقعہ کی اطلاع فرمادی، تو آپ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی، پھر ایک منادی نے ندا کی کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ تو میں اُٹھ کھڑا ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا، مَا فَعَلَ اَسِیْرُ کَ۔ تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے آپ ﷺ کو (سارا واقعہ) عرض کر دیا تو آپ نے فرمایا وہ دوبارہ آئے گا تم تیار رہو۔

تو میں پھر اس کمرہ میں داخل ہو گیا اور دروازہ بند کر دیا اور وہ پھر آ گیا اور دروازہ کے شگاف سے داخل ہو کر کھجوریں کھانا شروع کر دیں تو میں نے پھر اسی طرح کیا جیسا کہ پہلی مرتبہ کیا تھا۔ تو اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں دوبارہ ہرگز نہیں آؤں گا۔ میں نے کہا اے دشمنِ خدا! تو نے کہا نہیں تھا کہ میں دوبارہ بالکل نہیں آؤں گا؟ اس نے کہا اب میں ہرگز نہیں آؤں گا اور اس کی نشانی یہ ہے کہ تم میں سے جو شخص سورۂ بقرہ کے آخری حصہ کی تلاوت کرے گا تو ہم جنات میں سے کوئی بھی اس رات میں اس کے گھر میں داخل نہیں ہو سکے گا۔

فائدہ:

ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اس نے آیت الکرسی اور آخر سورۂ بقرہ (آمن الرسول ...... سے آخر تک) کا ذکر کیا تو میں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا اور صبح کو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی بات ذکر کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس خبیث جھوٹے نے سچ کہا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ان دونوں آیات کو پڑھا کرتا تھا، پھر اس میں کوئی کمی نہیں پاتا تھا۔ (دلائل النبوۃ، بیہقی صفحہ ۱۱۱ جلد ۷)

(حکایت نمبر ۵۶)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا ایک طاقچہ تھا جس میں آپ نے کھجور رکھے تھے۔ ایک بھوت آتا تھا اور اس سے چُرا لے جاتا تھا۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے حضور تاجدار مدینہ ﷺ کی خدمت میں شکایت عرض کی۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "تم جاؤ اور جب اس کو دیکھو تو یوں کہو، بِسمِ اللّٰهِ اَجِیْبِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ میں اللہ تعالیٰ کے نام سے کہتا ہوں تم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش ہو جاؤ، (اس طرح سے) انہوں نے اس کو پکڑ لیا تو اس نے حلف اُٹھایا کہ وہ دوبارہ نہیں آئے گا، تو انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا، تیرے

قیدی نے کیا کیا؟ انہوں نے عرض کیا اُس نے حلف اُٹھایا ہے کہ دوبارہ نہیں آئے گا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس نے جھوٹ بولا ہے وہ جھوٹے ہونے کی وجہ سے دوبارہ آئے گا۔ تو حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے اُسے دوبارہ پکڑ لیا اور فرمایا میں تجھے چھوڑنے کا نہیں تم آنحضرت ﷺ کی خدمت میں چلو، اس نے کہا میں تمہیں آیت الکرسی کا ورد بتلاتا ہوں تم اس کو اپنے گھر میں پڑھا کرو اس سے کوئی شیطان وغیرہ تمہارے پاس نہیں آئے گا۔ تو یہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ تو انہوں نے وہ بتلایا جو اس نے کہا تھا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، "ہے تو وہ جھوٹا لیکن تم سے سچ کہہ گیا ہے۔" (ایضاً صفحہ ۱۱۱ جلد ۷)

(حکایت نمبر ۵۷)

ابواسید ساعدی رضی اللہ عنہ نے دیوار کے پاس والے پھل توڑے اور ان کے رکھنے کے لئے کمرہ بنادیا لیکن بھوت دوسرے راستہ سے ان کے پھل چُراتے اور ان کو خراب کرتے تھے، انہوں نے اس کی رسول کریم ﷺ سے شکایت کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ بھوت ہے جب تم اس کی آواز سُنو تو یہ کہو۔ بِسْمِ اللّٰهِ اَجِیْبِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ . اللہ کے نام سے رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش ہو جاؤ۔ تو بھوت نے کہا مجھے معاف کردو، مجھے حضور ﷺ کے پاس لے جانے کی تکلیف نہ کرو میں تمہیں اللہ کے نام کا پکا وعدہ دیتا ہوں میں تمہارے گھر میں نہیں آؤں گا اور تمہاری کھجور بھی نہیں چراؤں گا۔ اور میں تمہیں ایک ایسی بات بتاتا ہوں اگر تو اس کو اپنے گھر میں پڑھے گا تو جو (جن وشیطان) تیرے گھر میں آئے گا تباہ ہوگا اور اگر تو اس کو اپنے برتن پر پڑھے گا تو اس کا ڈھکن نہیں کُھلے گا اور ان کو اتنا اعتماد دلایا کہ وہ راضی ہوگئے۔ انہوں نے فرمایا جس آیت کے بتلانے کا تم نے کہا ہے وہ بتلاؤ، اس نے کہا وہ آیت الکرسی ہے۔ پھر اس نے اپنی سرین کو ریح خارج کرتے ہوئے اُٹھادیا تو حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور اس کا قصہ بیان کیا اور بتلایا کہ جب وہ واپس ہوا تو اس نے ایک بار ریح بھی خارج کی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا "اس نے سچ کہا اگرچہ وہ جھوٹا تھا۔" (درمنثور صفحہ ۴۲۵)

(حکایت نمبر ۵۸)

ایک دن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنی ایک دیوار کے پاس گئے تو ایک جمپ کی آواز سُنی تو فرمایا یہ کیا ہے؟ ایک جن نے کہا ہم پر قحط پڑا ہے، میں نے چاہا کہ تمہارے پھلوں سے کچھ کام میں لاؤں تم کچھ ہدیہ کرو، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیوں نہیں، پھر فرمایا تم ہمیں وہ چیز نہیں بتاؤ گے جس کے ذریعہ ہم تم سے محفوظ رہیں؟ تو اس نے کہا وہ "آیت الکرسی" ہے۔ (درمنثور)

(حکایت نمبر ۵۹)

حضرت ولید بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے ایک درخت میں سے کچھ حرکت سُنی اور بات کرنا چاہی تو اس نے کچھ جواب نہ دیا تو اس نے آیت الکرسی کو پڑھا تو اس کے پاس ایک شیطان اُتر آیا، تو اس نے پوچھا ہمارے

یہاں ایک بیمار ہے ہم اس کا علاج کس چیز سے کریں؟ شیطان نے کہا اُس سے جس سے تم نے مجھے درخت سے اُتارا۔ (ایضاً)

فائدہ:......شیاطین وجنات کے بھگانے کا نسخہ حدیث شریف میں ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ وَاَنَّ الْبَيْتَ الَّذِيْ تُقْرَاُ فِيْهِ الْبَقَرَةُ لَا يَدْخُلُهُ الشَّيْطَانُ. (ایضاً)

ترجمہ: اپنے گھروں کو قبریں مت بناؤ، وہ گھر جس میں سورۂ بقرہ کی تلاوت ہوتی ہو اس میں شیطان داخل نہیں ہوسکتا۔

(حکایت نمبر ۶۰)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اصحابِ رسول میں سے ایک آدمی کہیں تشریف لے گئے تو اُن کی شیطان سے مڈبھیڑ ہوگئی اور خوب مقابلہ ہوا۔ بالآخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی رضی اللہ عنہ نے اس کو پچھاڑ دیا۔ تو شیطان نے کہا تم مجھے چھوڑ دو میں ایسی عجیب بات بتلاتا ہوں جس کو تم پسند کرو گے تو انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اور فرمایا بیان کرو، اس نے کہا نہیں بتاؤں گا، تو دوبارہ مقابلہ ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی رضی اللہ عنہ نے اس کو پھر پچھاڑ دیا تو اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایسی بات بتلاتا ہوں جو تمہیں پسند آئے گی تو انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اور فرمایا بیان کر، اس نے کہا نہیں بتلاؤں گا۔ تو تیسری مرتبہ پھر مڈبھیڑ ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی رضی اللہ عنہ نے اس کو پچھاڑ دیا اور اس کے اُوپر سوار ہو کر بیٹھ گئے اور اس کے انگوٹھے کو پکڑ کر چبایا، تو شیطان نے کہا مجھے چھوڑ دو۔ آپ نے فرمایا تو جب تک نہیں بتلائے گا میں تمہیں چھوڑنے کا نہیں، اس نے کہا وہ سورت بقرہ ہے اس کی ہر آیت ایسی ہے جس کے پڑھنے سے شیطان بھاگ جاتے ہیں اور جس گھر میں اس سورت کو پڑھا جائے اس میں شیطان داخل نہیں ہوسکتا۔

(حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں نے) پوچھا اے ابوعبدالرحمٰن! یہ کون سے صحابی رضی اللہ عنہ تھے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سوا تمہیں کون نظر آتا ہے۔ (دلائل النبوۃ، ابونعیم)

(حکایت نمبر ۶۱)

حجاج کے سامنے ایک ایسا شخص پیش کیا گیا جس کی طرف جادوگری کی نسبت کی گئی تھی۔ حجاج نے اس سے کہا کیا تو جادوگر ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ تو حجاج نے کنکریوں کی ایک مٹھی بھری اور ان کو شمار کیا اور پوچھا میرے ہاتھ میں کتنی کنکریاں ہیں؟ اس نے کہا اتنی اتنی، تو حجاج نے ان کو گرا دیا۔ پھر ایک اور مٹھی بھری اور ان کو شمار نہ کیا، پھر پوچھا یہ میرے ہاتھ میں کتنی ہیں؟ اس نے کہا نہیں معلوم۔ حجاج نے کہا تو نے پہلی تعداد کو کیسے جانا اور دوسری کو کیسے نہ جانا؟ تو اس نے کہا ان کو تم نے جانا تھا اور اس سے آپ کے وسواس نے جانا تھا پھر آپ کے وسواس نے میرے وسواس کو اطلاع دے دی تھی، اور اس بار آپ

بھی نہیں جانتے تھے اس لئے آپ کا وسواس بھی اس کو نہ جان سکا، اس لئے آپ کے وسواس نے میرے وسواس کو نہ بتایا اس لئے مجھے بھی علم نہ ہو سکا۔

(حکایت نمبر ۶۲)

حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اپنے منشی کو حکم دیا کہ ایک خفیہ رجسٹر تیار کرو، تو اسی اثناء میں کہ وہ لکھ رہا تھا ایک مکھی اس رجسٹر کے کنارہ پر آ کر بیٹھی، اس منشی نے اس کو قلم سے مارا، جس سے اس کے کچھ ہاتھ پاؤں کٹ گئے، پھر وہ منشی آیا تو لوگوں نے محل کے دروازہ پر اس کا استقبال کیا اور کہنے لگے، امیر المومنین نے ایسا اور ایسا لکھوایا ہے؟ اس نے کہا تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ کہا لنگڑے حبشی نے جو ہمارے سامنے نکلا ہے اس نے ہمیں بتلایا ہے تو وہ منشی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس لوٹ گیا اور ان کو اطلاع کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ حبشی وہی مکھی ہے جس کو تُو نے مارا تھا۔

(حکایت نمبر ۶۳)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ ان کی قوم کا ایک آدمی عشاء کی نماز کے لئے گھر سے نکلا اور گم ہو گیا تو اس کی بیوی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان کو اس کا واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے اس کو چار سال انتظار کرنے کا حکم فرمایا تو اس نے انتظار کیا۔ پھر اس کو آپ نے اجازت دے دی کہ وہ نکاح کر سکتی ہے۔ اس کے دوسرے نکاح کے (کچھ عرصہ) بعد اس کا پہلا خاوند واپس آ گیا تو لوگوں نے اس کا واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے فرمایا۔ تم میں سے ایک شخص ایک زمانہ تک غائب رہتا ہے جس کی زندگی کا علم اس کے گھر والوں کو نہیں ہوتا؟ تو اس شخص نے عرض کیا میرا ایک عذر تھا۔ آپ نے پوچھا کیا عذر تھا؟ عرض کیا میں عشاء کی نماز کے لئے نکلا تو مجھے جنات نے قید کر لیا اور میں ان میں ایک طویل زمانہ تک رہا۔ پھر ان سے مومن جنات نے جنگ کی اور غالب آ گئے اور ان کے قیدیوں تک بھی پہنچ گئے جن میں میں بھی موجود تھا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا تمہارا مذہب کون سا ہے؟ میں نے کہا مسلمان ہوں۔ تو انہوں نے کہا تم تو ہمارے دین کے ہو، ہمارے لئے حلال نہیں کہ ہم تمہیں اپنا قیدی بنائیں، پھر انہوں نے مجھے وہاں رہنے یا وہاں سے واپس آنے کا اختیار دے دیا۔ میں نے واپسی کو پسند کیا تو وہ رات کو میرے ساتھ انسانی شکل میں ہوتے تھے اور دن کو بگولے کی شکل میں ہوتے تھے میں اس کے پیچھے پیچھے چلتا تھا۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سوال فرمایا تم کیا کھاتے تھے؟ عرض کیا ہر وہ کھانا جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا جاتا۔ آپ نے دوسرا سوال کیا کہ تم کیا پیتے تھے؟ عرض کیا وہ رس جو ابھی شراب نہ بنا ہو۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو اس عورت کو اپنی بیوی بنانے یا طلاق دینے کا اختیار دیا۔ (آکام المرجان، صفحہ ۷۸)

(حکایت نمبر ۶۴)

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ حضرت نضر بن عمر مارثی سے روایت کرتے ہیں کہ جاہلیت کے زمانہ میں ہمارا ایک کنواں تھا، میں نے اپنی بیٹی کو پیالہ دیا کہ اس میں پانی لے آئے، مگر اس نے ہمارے سامنے آنے میں دیر لگا دی، ہم نے اس کو تلاش کیا لیکن تھک گئے اور اس کے ملنے سے نا امید ہو گئے، اللہ کی قسم! میں ایک رات اپنے سائبان کی چھت پر بیٹھا تھا کہ میرے سامنے ایک سایہ نظر آیا۔ جب وہ قریب ہوا تو وہ میری وہی بیٹی تھی، میں نے آواز دی میری بیٹی ہو؟ اس نے کہا جی ہاں میں آپ کی بیٹی ہوں، میں نے پوچھا اے بیٹی تم کہاں تھیں؟ اس نے کہا آپ کو یاد ہے کہ آپ نے مجھے ایک رات کنویں پر بھیجا تھا؟ مجھے ایک جن اُٹھا کر لے گیا، میں اسی کے پاس رہی یہاں تک کہ اس کے اور جنات کی ایک جماعت کے درمیان جنگ ہوئی تو اس جن نے میرے ساتھ عہد کیا کہ اگر وہ ان پر کامیاب ہو گیا تو وہ مجھے واپس لوٹا دے گا، چنانچہ وہ کامیاب ہوا اور مجھے آپ کے پاس لوٹا دیا۔

میں نے اس لڑکی کو دیکھا تو اس کا سفید رنگ سیاہی مائل ہو چکا تھا اور اس کے بال گر چکے تھے اور گوشت ختم ہو گیا تھا۔

وہ ہمارے پاس رہی اور تندرست ہو گئی اور اس سے چچازاد نے نکاح کا پیغام دیا تو ہم نے اس کا نکاح کر دیا۔

اس جن نے اس لڑکی کے ساتھ ایک علامت مقرر کر رکھی تھی جب وہ اس کو دیکھتی تھی تو اس کو علم ہو جاتا تھا کہ وہ اس کو اشارہ کر رہا ہے۔

اس لڑکی کا خاوند ہمیشہ اس کو عتاب میں رکھتا تھا۔ اس نے (اپنی بیوی کو) ایک مرتبہ کہا تو جن ہے یا شیطان ہے انسان نہیں ہے۔ تو اس کو ایک منادی نے آواز دی کہ اس نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟ اگر تو اس کی طرف بڑھایا تو میں تیری آنکھیں پھوڑ دوں گا، میں نے زمانۂ جاہلیت میں اپنے مقام و مرتبہ کی وجہ سے اس کی حفاظت کی ہے اور مسلمان ہونے کے بعد دین کے اعتبار سے اس کی حفاظت کروں گا۔ تو اس جوان نے کہا تو ہمارے سامنے کیوں نہیں آتا ہم بھی تو تمہیں دیکھیں، اس نے کہا ہم ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ ہمارے دادا نے ہمارے لئے تین چیزوں کا سوال کیا تھا۔ (۱) یہ کہ ہم خود تو دیکھ سکیں لیکن کسی کو دکھائی نہ دیں (۲) یہ کہ ہم نمناک زمین کی سطح میں رہیں (۳) یہ کہ ہمارا ہر ایک بوڑھاپے سے پہنچ کر دوبارہ جوان ہو جائے۔ تو اس نے کہا کیا تو ہمیں چوتھی کے بخار کا علاج نہیں بتلاتا؟ اس نے کہا کیوں نہیں، کیا تو نے مکڑی کی طرح کا جانور پانی پر دیکھا ہے؟ اس کو پکڑ لے اور اس کی کسی ٹانگ کو روئی کے دھاگہ سے باندھ لے پھر اس کو اپنے بائیں کندھے پر باندھ دے۔ تو اس نے ایسا ہی کیا اور وہ اس بخار سے ایسا آزاد ہوا جیسے اس کی رسی کھول دی گئی۔ تو اس جوان نے پوچھا اے جن! اس آدمی کا علاج نہیں بتاؤ گے جو وہی ارادہ کرتا ہے جو عورت ارادہ کرتی ہے؟ کہا کیا اس سے مردوں کو تکلیف ہوتی ہے؟ کہا ہاں،

کہا اگر ایسا نہ ہوتا تو میں تجھے اس کا علاج بھی بتلا دیتا۔ (لقط المرجان وآکام المرجان)

خرافہ کی کہانی:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو ایک شب ایک واقعہ سُنایا تو آپ ﷺ کی ایک زوجہ نے کہا یہ قصہ تو خُرافہ کی بات کی طرح ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ خرافہ کون ہے؟ خرافہ ایک آدمی تھا جس کو قبل از اسلام زمانہ جاہلیت میں جنات نے قید کرلیا تھا اور یہ شخص ایک طویل مدت تک ان میں رہا۔ پھر جنات نے اس کو انسانوں میں واپس لوٹا دیا تھا تو اس نے جو عجائبات جنات میں دیکھے تھے ان کو لوگوں میں بیان کیا کرتا تھا اور لوگ (تعجب کی بنا پر کہا کرتے تھے کہ) یہ بات تو خرافہ جیسی ہے۔

تفصیل حدیث خرافہ:

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آپ ﷺ کی ازواج مطہرات تشریف لائیں تو آپ ﷺ ان سے ایسی باتیں فرماتے رہے جیسا کہ انسان اپنے گھر والوں میں کرتا ہے تو ان ازواج میں سے ایک نے کہا یہ تو خرافہ جیسی (یعنی عجیب) بات ہے۔ تو آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم جانتی ہو خرافہ کا قصہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہم نہیں جانتیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

خرافہ عذرہ کے خاندان میں سے تھا اس کو جن اُٹھا کر لے گئے یہ وہاں پر کافی عرصہ تک رہا۔ پھر انسانوں میں واپس آگیا اور ایسی حکایات بیان کرتا تھا جو جنات میں واقع ہوتی تھیں، اس نے ایک حکایت یہ بیان کی کہ ایک جن کو اس کی ماں نے شادی کرنے کا حکم دیا تو اس نے جواب دیا مجھے خطرہ ہے کہ اس کی وجہ سے تجھے تکلیف ہوگی، لیکن اس کی والدہ اس کے پیچھے لگی رہی حتیٰ کہ اس کی ایک جن عورت سے شادی کردی۔

یہ جن ایک رات بیوی کے پاس رہتا اور ایک رات ماں کے پاس رہتا۔ ایک رات اس کی ماں اکیلی تھی اور یہ اپنی بیوی کے پاس تھا ایک اجنبی نے اس کی ماں کو سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب دیا، اس نے کہا رات کو رہنے کی کوئی جگہ ہے؟ اس نے کہا ہاں ہے۔ اس نے کہا کچھ کھانے کو ہے؟ کہنے لگی ہاں کھانے کو بھی ہے، اس نے کہا کوئی قصہ گوئی کرنے والا بھی ہے؟ کہنے لگی ہاں تم میرے بیٹے کے پاس کسی کو بھیج دو وہ قصہ گوئی بھی کرے گا، اس نے پوچھا یہ کس چیز کی آواز ہے؟ جو میں تمہارے گھر سے سُن رہا ہوں؟ کہنے لگی یہ اُونٹ اور بکری ہیں، ان میں سے ایک شخص نے دوسرے سے کہا آرزو کرنے والے کو جو تمنا کرتا ہے دے دے۔ تو خرافہ نے کہا جب صبح ہوئی تو اس عورت کا گھر بکریوں اور اونٹوں سے بھرا ہوا تھا جب اس کے خبیث النفس بیٹے نے دیکھا تو ماں نے بیٹے سے کہا تیرا کیا خیال ہے؟ شاید تیری بیوی نے تجھے کہا ہے کہ ان

مویشیوں کو میرے گھر لے آؤ؟ اس کے بیٹے نے کہاہاں۔ تو والدہ نے کہاٹھیک ہے تم ان کو اس کے گھر میں منتقل کر دو تو اس نے ویسا ہی کیا۔ یہ کچھ عرصہ ٹھہرے ہوں گے کہ (وہ دونوں ایک دفعہ اجنبی) اس کی بیوی کے پاس گئے جب کہ اس کا خاوند اپنی والدہ کے پاس گیا ہوا تھا اس نے سلام کیا تو اس کی بیوی نے جواب دیا، تو اس نے کہا کہ یہاں کوئی رہنے کی جگہ ہے؟ عورت نے کہانہیں۔ اس نے کہا کچھ کھانے کو ہے؟ کہنے لگی کھانے کو بھی نہیں، اس نے کہا یہاں کوئی انسان ہے جو ہم سے بات چیت کرے؟ کہنے لگی وہ بھی نہیں ہے۔

تو اس نے کہا یہ تمہارے گھر میں ہم کس چیز کی آواز سن رہے ہیں؟ عورت نے کہا درندے ہیں، تو ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا آرزومند کو جس چیز کی تمنا کرے دے دے اگر چہ شر ہی کیوں نہ ہو۔ تو اس بیوی کا گھر درندوں سے بھر گیا۔ جب یہ عورت صبح کو اُٹھی تو ان درندوں نے ان بکریوں اور اونٹوں کو کھالیا تھا۔ (لقط المرجان)

(حکایت نمبر ۶۵)

ایک روز حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ ایک چٹیل میدان میں سے گذر رہے تھے، کہ آپ نے راستے میں ایک بہت بڑا سانپ مرا ہوا دیکھا۔ آپ نے اپنی چادر پھاڑی اور اس میں اس سانپ کو لپیٹ کر زمین میں دفن کر دیا۔ دفن کر دینے کے بعد آپ نے ایک آواز سُنی: "اے سرق! میں گواہی دیتا ہوں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ اے سرق! تم ایک چٹیل میدان میں مرو گے۔ اور تمہاری تجہیز و تکفین ایک مرد صالح کرے گا۔"

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آواز سنی۔ تو آپ نے فرمایا، اللہ تم پر رحم فرمائے تم کون ہو؟ اور میں یہ کس کی آواز سن رہا ہوں؟ جواب ملا۔

میں ان جِنّوں میں سے ہوں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی زبانِ انور سے قرآن سنا تھا۔ ان جِنّوں میں سے میرے اور سرق کے سوا کوئی باقی نہ تھا اور اب سرق بھی چل بسا اور صرف میں ہی رہ گیا۔

رسول اللہ ﷺ کے الفاظ مبارکہ یہ ہیں: **تموت یا سرق فی فلاۃ من الارض ویدفنک خیر امتی (رواہ البیھقی فی دلائل النبوۃ صفحہ ۴۹۳ جلد ۶، حیوۃ الحیوان صفحہ ۱۷۴ جلد ۱)**

فائدہ:

رسول اللہ ﷺ کے علم غیب کو جن بھی مانتے ہیں۔ افسوس ہے اس برادری پر جو آپ ﷺ کے عقیدۂ علم غیب پر شرک کے فتویٰ داغتے ہیں۔ (اویسی غفرلہٗ)

(حکایت نمبر ۶۶)

حضرت معمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تھا کہ اچانک ایک شخص آیا

اوراس نے بارگاہ خلافت میں عرض کیا یا امیر المومنین ! کیا میں آپ کو ایک عجیب وغریب واقعہ نہ سناؤں؟ آپ نے فرمایا ضرور سنایئے۔ اس نے کہا میں جنگل میں جارہا تھا، تو میں نے دو سانپوں کو باہم لڑتے ہوئے دیکھا۔ پہلے ایک دوسرے کی جانب بڑھے پھر علیحدہ ہو گئے۔ جب میں اس جگہ کے قریب پہنچا جہاں وہ آپس میں دست وگریباں تھے، اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ سانپ ہیں ایسے جو میں نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھے تھے۔ پتلا زرد رنگ کا تھا اور اس سے مشک کی خوشبو آرہی تھی۔ میں نے خیال کیا کہ یہ خوشبو میرے لئے بڑی کارآمد ہوگی اس میں سے کچھ اپنے عمامہ میں رکھ لی اور پھر سانپ کو دفنا دیا۔

راوی فرماتے ہیں کہ میں نے کفن دفن کے بعد چلنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ غیب سے آواز آئی کہ یہ دونوں سانپ جنات تھے۔ ان میں سے جو شہید ہوا یہ وہ جن ہے جس نے نبی کریم ﷺ سے قرآن شریف سنا تھا۔ (حیوۃ الحیوان)

(حکایت نمبر ۶۷)

''ابن ابی الدنیا'' کی روایت میں ہے ایسے ہی دلائل النبوۃ ابونعیم میں ہے، ابن عبداللہ فرماتے ہیں کہ ہم ابورجاء کے پاس گئے ان سے کہا کہ آپ کو ان جنات کے بارے میں کچھ معلومات ہوں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تو بتایئے۔ تو وہ ہنس پڑے فرمایا کہ میں تمہیں وہ سناؤں جو میں نے دیکھا اور سنا۔ ہم سفر میں تھے ایک کنوئیں کے قریب پڑاؤ ڈالا۔ باہر نکلتے ہی دیکھا کہ ایک سانپ پانی کا پیاسا ہمارے خیمہ میں داخل ہونے کی کوشش کررہا ہے۔ میں نے اپنے پانی کے برتن میں سے پانی لے کر اس پر چھڑکا اسے اس سے سکون ملا لیکن نماز عصر کے بعد وہ مرگیا۔ میں نے کپڑے میں لپیٹ کر دفنا دیا اسکے بعد ہم چل پڑے۔ صبح کی نماز تک چلتے رہے اور ایک کنوئیں پر اترے اور خیمے نصب کئے۔ باہر نکلا تو آواز آئی السلام علیکم۔ دوبارہ کہا گیا پھر کہا نہ ایک نہ دس نہ سو نہ ہزار بلکہ بڑھ کر۔ میں نے کہا تم کون ہو؟ جواب ملا ہم جن ہیں آپ نے ہمارے ساتھ وہ احسان کیا کہ جس کی جزا ہم نہیں دے سکتے ہماری دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ میں نے کہا میں نے تمہارے ساتھ کونسا احسان کیا ہے؟ کہا کہ وہ سانپ جو آپ کے سامنے فوت ہوا وہ ان جنوں کا آخری تھا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تھی۔

فائدہ:

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حکیم ترمذی اور ابونعیم وابن مردویہ نے ثابت بن قطنہ سے یہ روایت نقل کی اس میں ہے کہ ایک مرد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی ایک گروہ حج کے ارادے سے نکلا اور میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ ہم نے راستہ میں سفید سانپوں کو بل کھاتے ہوئے دیکھا جس سے مشک کی خوشبو پھوٹ رہی تھی۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو چلنے کا حکم دیا اور اپنے بارے میں خیال کیا تب تک یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک مجھ پر یہ راز منکشف نہ ہو جائے۔ تھوڑی دیر میں سانپ مرگیا اور میں نے راستہ سے علیحدہ ہو کر ایک طرف اس کو دفنا دیا۔ عشاء کے

وقت اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا۔

راوی کہتے ہیں کہ ہم بیٹھے ہی تھے کہ اچانک مرد یا عورتیں مغرب کی طرف سے آئیں ان میں سے ایک نے کہا کہ عمرو کو کس نے دفن کیا؟ میں نے کہا کہ کون عمرو؟ اس نے کہا سانپ کو کس نے دفن کیا ہے؟ میں نے اس عورت سے کہا کہ میں نے دفن کیا ہے، عورت بولی خدا کی قسم تم نے صائم وقائم بالا یمان کو دفن کیا جو اللہ کی نازل کردہ کتاب پر ایمان رکھتا تھا۔ اور یہ ان جنات سے تھا جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے قرآن سنا تھا۔ ہم نے پوچھا کہ اس کا یہ حال کیسا؟ انہوں نے کہا کہ دو گروہوں، مسلمانوں اور مشرکوں کی لڑائی ہوگئی یہ اسی لڑائی میں شہید ہوگیا۔ پھر کہا کہ اگر چاہو تو ہم تمہیں اس خدمت کا بدلہ دیں، ہم نے کہا نہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ یہ جن وہ تھا جو نبی کریم ﷺ پر بھی یقین رکھتا تھا جن کے بارے میں بعثت سے چار سو سال قبل آسمان پر سنا تھا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ میں نے حق تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور حج سے فراغت کے بعد اس واقعہ کو ہم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا وہ عورت سچ کہتی ہے میں نے یہ بات سرور کائنات ﷺ سے سنی تھی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

(حکایت نمبر ۶۸)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کی جماعت کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے کہ خوشبو کی لپٹیں سونگھی گئیں۔ کچھ آگے بڑھے تو پہلی لپٹوں سے بڑھ کر خوشبوئیں سونگھی گئیں۔ کچھ آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک سانپ مقتول پڑا ہے۔ جماعتِ صحابہ سے ایک نے اپنی چادر پھاڑ کر اسے کپڑے میں لپیٹ کر زمین میں ایک گڑھا کھود کر اس میں دفنا دیا۔ رات کے وقت دو عورتیں آئیں اور کہا تم میں سے کون سا خوش بخت ہے جس نے عمرو بن جابر کو دفنایا ہے؟ ہم نے کہا ہم تو عمرو بن جابر کو نہیں جانتے۔ ان عورتوں نے کہا کہ اگر تم اجر وثواب کے طالب ہو تو تم نے اجر وثواب پالیا اس لئے کہ فاسق و مومن جنات کی لڑائی ہوگئی تو عمرو بن جابر شہید ہوگئے یہ سانپ جسے تم نے دفنایا وہی عمرو بن جابر تو تھے یہ ان خوش قسمت جنوں سے تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن سنا اور پھر اپنی قوم میں پہونچکر انہیں پیغامِ اسلام پہنچایا۔

مؤمن جن کی خوشبو:

ابن ابی الدنیا کی روایت میں ہے کہ صحابہ رسول ﷺ کسی سفر میں تھے دیکھا کہ دو سانپ آپس میں لڑ رہے ہیں ان میں ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا۔ مرنے والے سانپ سے بہترین خوشبو مہک رہی تھی۔ صحابہ کو تعجب ہوا کہ کیسی بہترین خوشبو ہے اور سانپ بھی حسین وجمیل تھا۔ ایک مسلمان نے اٹھ کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفنا دیا۔ اس کے بعد ایک غیبی قوم سے سن رہے تھے، السلام علیکم السلام علیکم اور کہہ رہے تھے کہ تم نے عمرو کو دفن کیا۔ ہمارے مسلمانوں اور کفار (جنوں) کی لڑائی

ہوگئی۔ کافروں نے اس مسلمان جن کو شہید کر دیا جسے تم نے دفن کیا یہ ان مسلمان جنوں میں سے تھا جو رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے تھے۔

(حکایت نمبر ۶۹)

سیدنا ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے تین واسطے سے پہنچی ہے ''من تصور فی غیر صورتہ فقتل فلا عقل فیہ ولا قود'' اس کا قصہ یہ ہے کہ ایک مرد لکڑی فروش متقی اور پرہیزگار تھا اس کے مکان میں ایک بار سانپ ظاہر ہوا اس نے مار ڈالا۔ اس کے بعد چند جن آئے اور اس کو اٹھا کر ایک بزرگ کے پاس لے گئے اور کہا کہ اس نے میرے چچازاد بھائی کو مار ڈالا ہے۔ شیخ نے اس سے قصہ پوچھا اس نے کہا کہ میں نے کسی آدمی کو نہیں مارا ہے بلکہ میں نے ایک سانپ کو مارا ہے۔ جنوں نے کہا یہی میرا چچازاد بھائی تھا۔ اب شیخ نے کہا کہ یہ شخص بری ہے کیونکہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سُنا ہے کہ مَنْ تَصَوَّرَ فِی غَیْرِ صُوْرَتِہٖ فَقُتِلَ فَلَا عَقْلَ فِیْہِ وَلَا قَوْدَ.
اس بیچارے غریب کو نہایت تعجب ہوا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کیونکر سنا۔ اس نے پوچھا کہ حضرت کیا آپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں تعجب نہ کرو کیونکہ میں نصیبین کا جن ہوں۔ ہم چند لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے تھے اور ان سے اس حدیث کو سُنا تھا اب ان لوگوں سے سوائے ہمارے کوئی زندہ نہیں ہے۔ پھر جب وہ لکڑی فروش گھر کو آیا تو اس نے ضریر ابن ابراہیم بن سلیمان سے اس حدیث کو بیان کیا اور ضریر بن ابراہیم بن سلیمان نے مجھے میرے گھر میں شہر حلب میں اس حدیث کو بیان کیا۔ شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ جب میں دوسری بار حلب کو گیا تو میں نے اس حدیث کو شمس الدین بن محمد بن مرتقش العطی اور برہان الدین بن اسمعیل بن محمد الآمدی سے روایت کی اور ان دونوں کو ضریر بن ابراہیم کی خدمت میں بھیجا تا کہ ان کو بھی اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے تین واسطے حاصل ہوں۔

(فتوحات مکہ باب نمبر ۳۱۲)

(حکایت نمبر ۷۰)

سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو مکہ مکرمہ میں ایک نو مسلم نے اپنے اسلام لانے کا حیرت انگیز واقعہ اس طرح بتایا، ''میں دریائی سفر پر تھا کہ طوفان آگیا اور ہماری کشتی اُلٹ گئی۔ پانی کی موجوں نے مجھے ایک جزیرے پر ڈال دیا۔ اُس جزیرے پر پھل اور شفاف پانی کی نہریں جاری تھیں۔ میں نے اُس جزیرے پر سارا دن گزارا۔ جب رات ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عجیب وغریب چوپایہ میرے قریب آ کر کھڑا ہو گیا، اُس کا سر شتر مرغ کے سر جیسا چہرہ آدمی کی طرح، اُس کے ہاتھ پاؤں اُونٹ کی مثل اور دُم مچھلی کی طرح تھی وہ بلند آواز سے کہہ رہا تھا'' اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، حضرت محمد ﷺ اللہ عزوجل کے سچے رسول ﷺ ہیں، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے یارِ غار، حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

فتوحات کے مالک، حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید اور حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کفار پر خدا کی تلوار ہیں۔ ان کے دشمنوں پر خدا کی مار ہو۔" میں خوفزدہ ہو کر بھاگنے لگا کہ اُس نے مجھے روک دیا اور پوچھا! آپ کا مذہب کیا ہے؟ میں نے کہا، عیسائی۔ اُس نے مجھے بڑی نرمی سے اسلام کی دعوت پیش کی اور کہا کہ آپ مسلمان ہو جائیں (ان شاء اللہ عزوجل) تمام آفتوں سے محفوظ رہیں گے۔ الحمد للہ عزوجل میں اُسی وقت مسلمان ہو گیا اس نے مجھ سے کہا اچھی طرح یاد رکھئے! آپ کا اسلام حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی اور حضرت سیدنا مولیٰ علی علیہم الرضوان کی محبت سے ہی مکمل ہو گا۔ میں نے ہمت کر کے پوچھا، آپ کو یہ تمام باتیں کس نے سکھائیں۔ اُس نے بتایا کہ ہمارا قافلہ مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ پُرانوار پر مسلمان ہوا تھا اور ہم نے یہ باتیں سلطانِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ حق ترجمان سے سنی ہیں۔ (نزھۃ المجالس)

(حکایت نمبر ۷۱)

حضرت ابن العربی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جنات کی صحبت سے انسان مغرور ہو جاتا ہے اور مغرور کا ٹھکانا جہنم ہے۔

قاضی حیدر آباد دکن نے جن پر قابو پا کر اس کے سر میں کیل گاڑ دی اور اپنے گھر کے کام کاج پر اس کی ڈیوٹی لگا دی۔ گھر والوں سے کہہ دیا کہ گھر کے کام کاج کے لئے نوکر رکھا ہوا ہے کیوں کہ اگر اس کا جن ہونا ظاہر کرتے تو گھر کے افراد اُس سے خوف کھاتے۔ بہر حال وہ "نوکر" مریل سے نوجوان کے رُوپ میں قاضی صاحب کے گھر میں رہنے لگا۔ بظاہر اتنا کمزور ہونے کے باوجود بہت زیادہ محنتی تھا کئی آدمیوں کے برابر کام کرتا۔ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر بہت بڑا گٹھا سر پر اٹھا کر لے آتا۔ گھر کے سب لوگ اُس کی محنت اور سنجیدگی سے بہت متاثر تھے۔ ایک بار حسبِ معمول لکڑیوں کا بہت بڑا گٹھا سر پر لاد کر لایا اور اُتار کر رکھا۔ قاضی صاحب کی زَوجہ نے شفقت سے سر پر ہاتھ پھیرا تو اُسے محسوس ہوا کہ "نوکر" کے سر میں کانٹا پیوست ہو گیا ہے۔ کھینچنے کی کوشش کی مگر نہ نکلا، زَنبُور (پلاس) منگوا کر اُس سے کانٹا کھینچ لیا۔ جوں ہی وہ کانٹا نکلا اُس "نوکر" نے چھلانگ لگائی اور بھاگ کھڑا ہوا۔ بڑھیا حیرت سے چلّاتی رہ گئی، زَنبور کو دیکھا تو کانٹے کے بجائے اُس میں کیل نظر آئی ،مُعَمّہ سمجھ نہ سکی، اتنے میں قاضی صاحب گھر میں داخل ہوئے۔ محترمہ نے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ سُن کر قاضی صاحب سٹپٹا گئے اور گھبرا کر کہا کہ وہ "جن" تھا، تم نے کیل نکال کر اُس کو آزاد کر دیا ہے فی الحال تو وہ بھاگ گیا ہے لیکن چونکہ ہم نے اُس کو قید کر کے اس سے بہت کام لیا ہے اس لئے قوی امکان ہے کہ وہ انتقام لینے کے لئے آئے۔ قاضی صاحب نے فوراً عملیات کا وِرد شروع کیا اور سارے گھر کو "حِصار" میں لے لیا۔ اتفاق سے آج قاضی صاحب کی لڑکی کی شادی کے سلسلے میں کوئی رسم ادا کرنے کے لئے دولہا والوں کے یہاں سے شام کو مہمان آنے والے تھے۔ جب ان کے آنے کا وقت ہوا تو ڈھول بجنے کی آواز شروع ہوئی۔ قاضی صاحب نے کھڑکی میں سے دیکھا تو عورتوں اور مردوں کا غول رَواج کے مطابق سر پر ناریل اور کپڑوں کے تھال وغیرہ اٹھائے گاتا بجاتا، ڈھول پیٹتا ہوا سامنے سے آتا دکھائی دیا۔ قاضی صاحب جوش میں آ کر اُن کا

استقبال کرنے کے لئے دروازے پر دَوڑے، مہمان نزدیک آچکے تھے، قاضی صاحب خوشی کے جذبات میں اپنا "حصار" بھول گئے...... "آیئے" کہہ کر استقبال کے لئے اُنہوں نے جوں ہی دروازے سے ہاتھ باہر نکالا تو اُسی "نوکر" نے قاضی صاحب کا ہاتھ پکڑ کر فضا میں اُچھال کر زور سے زمین پر پچھاڑا کہ قاضی صاحب کی ہڈیاں چکنا چور ہوگئیں اور اُنہوں نے اُسی وقت دم توڑ دیا۔ اور وہ مہمانوں کا سارا "غول" آناً فاناً غائب ہوگیا۔ دراصل مہمانوں کے آنے کی اُس "نوکر" کو معلومات تھی لہٰذا اُس نے ساتھی جنات کی مدد سے مہمانوں کا سوانگ رَچا کر مہمانوں کی آمد سے پہلے ہی آکر اپنا انتقام لے لیا۔

(حکایت نمبر ۷۲)

فاطمہ بنت نعمان نجاریہ کہتی ہے کہ مجھ پر ایک جن عاشق ہوگیا جب وہ پاس آتا تھا تو فوراً میرے پاس اندر گھر میں آجاتا تھا۔ ایک دن وہ آکر دیوار پر کھڑا ہوگیا، میں نے کہا آج اندر کیوں نہیں آتے؟ اس نے جواب دیا کہ آج ایک پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں جو زنا کو حرام کہتے ہیں۔ (رواہ البیہقی فی دلائلہ عن الحسن)

(حکایت نمبر ۷۳)

حضرت عمار ابن یاسر کہتے ہیں کہ میں نے سرکارِ اعظم ﷺ کے ساتھ انسانوں اور جنات دونوں سے جہاد کیا ہے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ جنات سے جہاد کب ہوا؟ تو بولے کہ حضور اکرم ﷺ نے مجھے ایک کنوئیں میں پانی لینے کے لئے بھیجا تھا۔ وہاں مجھے شیطان اپنی اصلی شکل میں نظر آیا وہ مجھ سے الجھ گیا تو میں نے اسے پچھاڑ دیا۔ میرے پاس ایک چھڑا تھا (یا غالباً پتھر تھا) میں نے اس کو اس کی ناک میں ٹھونس دیا میں ابھی واپس بھی نہ پہنچا تھا کہ حضور اکرم ﷺ نے ساتھیوں کو اس واقعہ کی اطلاع بھی دے دی۔ جب میں لوٹا تو احباب اس بارے میں مجھ سے پوچھنے لگے جس پر میں نے انہیں اس واقعہ کی تفصیل سنائی۔ اس کے بعد ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عمار بن یاسر ان خوش نصیب لوگوں میں سے ہیں جن کو شیطان کے تحفظ کی اطلاع آنحضور ﷺ سے پہنچی ہے۔ (حیوۃ الحیوان)

فائدہ:

اس واقعہ میں حضور اکرم ﷺ نے علم غیبی کی خبر دی۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تصدیق کی یہ ان کے اس پر عقیدہ کی دلیل ہے۔ الحمدللہ وہی عقیدۂ صحابہ رضی اللہ عنہم اہلسنّت وجماعت کو نصیب ہے۔ (الحمدللہ علیٰ ذٰلک)

(حکایت نمبر ۷۴)

فتح مکہ کے بعد حضور سرورِ عالم ﷺ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو نخلہ کی طرف بھیجا وہاں عزیٰ بت تین میخوں پر قائم تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان میخوں کو کاٹ کر جس مکان میں بت نصب تھا اسے منہدم کرا دیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ لوٹ آئے۔ حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا دوبارہ جاؤ تم نے کچھ کام نہیں کیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ پھر لوٹ آئے۔ عزیٰ کے پجاری حضرت

خالد ﷺ کو دیکھ کر ڈر کے مارے پہاڑوں میں بھاگ گئے اسی وقت ایک عورت برہنہ سر بال بکھیرے اپنے سر پر خاک ڈالتی نظر آئی۔ حضرت خالد ﷺ نے اسے تلوار سے قتل کر دیا۔ اس کام سے فراغت پا کر حضور سرور عالم ﷺ کو صورت حال سے آگاہ کیا آپ نے فرمایا وہ عورت عزیٰ تھی۔

(حکایت نمبر ۷۵)

حضرت رسول اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے بعد زید بن الاشہل کو مناۃ (بت) کی طرف بھیجا۔ یہ بت مقام مشعل میں تھا۔ حضرت زید ﷺ بیس سواروں کو لے کر مشعل پہنچے جس وقت حضرت زید مناۃ کی طرف بڑھے ان کی طرف ایک عورت برہنہ سیاہ فام سر کے بال بکھیرے نکل کر آئی۔ مناۃ کے پجاریوں نے اس سے فریاد کی اے مناۃ ان لوگوں پر اپنا غضب ڈال دے۔ حضرت زید نے ایک ہی وار سے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ (طبقات ابن سعد)

(حکایت نمبر ۷۶)

مروی ہے کہ جب حضور سرور عالم ﷺ نے مکہ فتح کیا تو ابلیس دھاڑیں مار کر رویا۔ ابلیس کے چیلے اس کے پاس آئے۔ ابلیس نے کہا کہ آج کے بعد اُمید نہ رکھو کہ تم نبی پاک ﷺ کی امت کو شرک کی طرف پھیر سکو۔ (ابو یعلیٰ)

نائلہ نا امید:..... جب مکہ فتح ہوا تو ایک حبشی بڑھیا کھچڑی بالوں والی اپنا چہرہ کھسوٹ رہی تھی خود کو بد دعائیں کر رہی تھی۔ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ وہ بڑھیا نائلہ ہے۔ جو اب مایوس ہو گئی کہ اس شہر میں اس کی پوجا پاٹ ہو۔ (بیہقی)

(حکایت نمبر ۷۷)

امام شعرانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک جن کتے کی شکل میں آ کر مجھ سے توحید سے متعلق سوالات کرنے لگا۔ میں نے جوابات دیئے۔ جب وہ چلا گیا تو فراش نے مسجد کو دھونا چاہا میں نے کہا وہ کتا نہ تھا جن تھا جو مجھ سے علمی سوالات پوچھنے آیا تھا۔ (الیواقیت الجواہر)

(حکایت نمبر ۷۸)

عبد اللہ ابن مسعود ﷺ کہتے ہیں کہ ایک صحابی نے جن سے ملاقات کی اور آپس میں دونوں کا ٹکراؤ ہو گیا۔ صحابی نے جن کو پچھاڑ دیا۔ بس صحابی نے جن سے کہا تم تو بہت دبلے پتلے ہو، کیا سب جنات ایسے ہی ہوتے ہیں؟ اس جن نے کہا کہ ایسی بات نہیں ہے آپ دوبارہ کشتی کر کے دیکھئے۔ اگر دوسری مرتبہ بھی آپ نے مجھے پچھاڑ دیا تو میں آپ کو نفع بخش بات بتاؤں گا۔ چنانچہ پھر وہ جن زیر ہو گیا۔ تو جن نے کہا کہ شاید تم آیت الکرسی (اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم) پڑھ رہے تھے۔ اگر تم اس کو گھر میں پڑھو گے تو شیطان اس میں داخل نہیں ہو گا اور نکلتے وقت اس کی آواز گدھے کی آواز ہو گی۔ پھر تمام

رات وہ گھر میں نہ آ سکے گا۔ (دارمی شریف)

سبق:...... جنوں کی کئی کئی سو سال عمر ہوتی ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے حضور ﷺ کی عظمت و تعریف کے ڈنکے زمینوں اور آسمانوں میں بجتے رہے۔ اور بج رہے ہیں اور بجتے رہیں گے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کئی خوش نصیب افراد حضور ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے حضور ﷺ پر ایمان لے آئے تھے، اور کئی بد بخت حضور ﷺ کو دیکھ کر بھی اس نعمت سے محروم رہ گئے۔

(حکایت نمبر ۷۹)

حضرت عباس بن ابی راشد اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں مہمان ہوئے جب وہ واپس جانے لگے تو مجھے میرے غلام نے کہا آپ ان کے ساتھ سوار ہو جائیں اور ان کو الوداع کر آئیں تو میں بھی سوار ہو گیا، ہم ایک وادی کے پاس سے گزرے تو ہم نے دیکھا کہ وہاں راستہ پر پھینکا ہوا ایک مردہ سانپ پڑا ہے، تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اُتر پڑے اور اس کو ایک جانب ہٹا کر چھپا دیا اور سوار ہو گئے، اسی دوران میں ہم چل رہے تھے کہ ایک ہاتف نے آواز دی۔ وہ کہہ رہا تھا اے خرقاء! اے خرقاء! ہم نے دائیں بائیں مڑ کر دیکھا تو ہمیں کوئی بھی نظر نہ آیا تو اس کو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں اگر تو ظاہر ہونے والوں میں سے ہے، تو ہمارے سامنے ظاہر ہو جا اور اگر ظاہر ہونے والوں میں سے نہیں تو ہمیں خرقاء کے متعلق بتاؤ؟ اس نے کہا یہ سانپ جس کو آپ نے اس جگہ دفن کیا، اس کے متعلق میں نے حضور ﷺ سے فرماتے ہوئے سُنا، آپ اس سے فرما رہے تھے:

يَا خَرْقَاءُ تَمُوْتِيْنَ بِفَلَاةٍ مِنَ الْاَرْضِ وَيُدْفِنُکَ خَيْرُ مُؤْمِنٍ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ يَوْمَئِذٍ.

ترجمہ: اے خرقاء تو بیابان میں مرے گا اور تجھے اس دن روئے زمین کا افضل مومن دفن کرے گا۔

تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تو نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان ارشاد کرتے ہوئے خود سُنا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں، تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں پھر ہم واپس ہو گئے۔

(دلائل النبوۃ، للبیہقی وابن کثیر صفحہ ۲۴۰ جلد ۶)

(حکایت نمبر ۸۰)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ تلاوت قرآن پاک فرما رہے تھے کہ ایک جن سانپ کی شکل میں نمودار ہوا۔ اور آپ کے پاس سے گذرا آپ نے سانپ سمجھ کر مار ڈالا۔ تھوڑی دیر کے بعد دو شخص مسجد میں آئے اور شاہ صاحب کو اٹھا کر اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ مدعی نے بادشاہ کے روبرو کہا کہ میرے بیٹے کو ان شاہ صاحب نے قتل کر دیا ہے۔ مجھے قصاص ملنا چاہیے۔ اس پر بادشاہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب کو قتل کر دینے کا حکم دینے والا ہی تھا کہ وہاں

ایک بوڑھا جن موجود تھا اس نے کہا کہ شاہ صاحب پر قصاص واجب نہیں ہے کیونکہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ مَنْ قُتِلَ فِیْ غَیْرِ زِیِّہٖ فَدَمُہٗ ھَدْرٌ یعنی جس شخص کا قتل کیا جانا جائز تو نہ ہو مگر وہ ایسی قوم کے لباس و وضع میں ہو جس کا قتل کیا جانا جائز ہے تو اُسے اگر کوئی قتل کر دے تو اس کا خون معاف ہے۔ اس بوڑھے جن نے حضور ﷺ کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ چونکہ یہ جن سانپ کی شکل میں تھا جس کا قتل کر دینا جائز ہے اس لئے شاہ صاحب نے جب کہ اسے سانپ ہی سمجھ کر قتل کیا ہے تو اسی حدیث کے بموجب شاہ صاحب بے قصور ہیں اور ان پر کوئی قصاص نہیں۔ بادشاہ نے یہ حدیث سن کر شاہ صاحب کو رہا کر دیا اور وہ دو جن آپ کو اپنی جگہ پر پہنچا آئے۔ (التحریر الاھم صفحہ ۵۴)

(حکایت نمبر ۸۱)

امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ''صفۃ الصفوۃ'' میں لکھا ہے کہ حضرت سہل تستری نے فرمایا کہ میں شہر عاد کے اطراف میں گشت کر رہا تھا کہ اچانک مجھے ایک شہر نظر آیا۔ شہر کے وسط میں ایک عالی شان قصر تھا۔ جب میں اس قصر میں پہنچا تو میں نے اس قصر کے صحن میں ایک عظیم الجثہ بوڑھے کو جو اُون کا جبہ پہنے ہوئے تھا دیکھا۔ میں نے اتنی لمبی چوڑی مخلوق کبھی دیکھی نہ تھی، حیرت واستعجاب میں پڑ گیا۔ نماز سے فراغت کے بعد میں نے اس کو سلام کیا۔ سلام کا جواب دے کر اس بوڑھے نے مجھ سے کہا کہ یہ جبہ میرے جسم پر ۷۰۰ برس سے ہے یہ آج تک کہیں سے پھٹا نہیں، کپڑے جسم کے میل کچیل سے پھٹا نہیں کرتے۔ حرام غذا اور گناہوں کی نجاست سے پھٹتے ہیں۔ اسی جبہ کو پہن کر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کر کے ایمان لایا اور اسی جبہ کو پہن کر میں نے حضور سرور عالم ﷺ کی زیارت کی اور مشرف بہ اسلام ہوا۔ میں ان جنوں میں سے ہوں جن کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ قل اوحی الی انہ استمع نفرٌ من الجن . (تفسیر مظہری)

(حکایت نمبر ۸۲)

سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن مجھ پر جنات کے متعلق انکشاف ہوا کہ جنات عام گلیوں میں آدمیوں کی طرح چل پھر رہے ہیں اور ہر جن کے سر پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہوا ہے اور وہ جن اس موکل کے ڈر کے مارے سر نہیں اٹھا سکتا اور دائیں بائیں نہیں دیکھ سکتا۔ جنات قیدیوں اور اسیروں کی طرح ہو رہے ہیں ان میں مخالفت کی مجال بالکل نہیں۔ البتہ جب اللہ تعالیٰ چاہے تو ان سے کچھ ظہور میں آتا ہے۔ اس وقت مجھے ایسا معلوم ہوا جیسے ہر موکل کے ہاتھ میں لوہے کا گرز ہے اور اگر جن ذرا بھی مخالفت کرے تو وہ موکل ایک ہی چوٹ سے اس کا کام تمام کر دے۔

خدائے کہ بالاء وَ پست آفرید ☆☆ زبردست ہر زبردست را دست آفرید

وہ خدا کہ جس نے ہر بلند و پست کو پیدا فرمایا وہ طاقت والا ہے کہ ہر زبردست پر زبردست بنایا۔

(حکایت نمبر۸۳)

حضرت سعد ابن عبادہ ﷛ کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ جب لوگوں نے حضرت ابو بکر صدیق ﷛ کے دست مبارک پر بیعت کر لی تو یہ دل برداشتہ ہو کر شام کی جانب کوچ کر گئے اور حوران میں جا کر مقیم ہو گئے۔ ۱۵ ھ میں حوران میں غسل خانہ میں انتقال کر گئے۔ اہل شہر کو ان کے انتقال کی اطلاع جب ملی جب لوگوں نے ایک کنوئیں میں یہ آواز سنی۔

نحن قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادة ☆☆ فرمینا ہ بسھمیہ ن ولم نحظ فوادہ

ہم نے خزرج قبیلہ کے سردار سعد ابن عبادہ کو مار ڈالا۔ اور ان پر دور سے تیر چلائے جو ٹھیک ان کے دل پر لگے اور نشانہ خطا نہ گیا۔

اشعار کو سننے کے بعد لوگوں نے تحقیق کی، واقعی اس روز ان کا انتقال ہوا تھا لیکن صحیح مسلم شریف میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت سعد ابن عبادہ غزوۂ بدر میں شہید ہوئے تھے۔

حافظ فتح الدین ابن سید الناس کہتے ہیں کہ صحیح بات یہ ہے کہ یہ شہداء بدر میں سے نہیں تھے۔ طبرانی نے بھی محمد ابن سیرین اور قتادہ ﷛ سے یہی مسلک نقل کیا ہے۔

جنات کی موت

اس بارے میں دو مذہب ہیں: (۱)...... حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ۔ چنانچہ حضرت قتادہ ﷛ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جنات کو موت نہیں آئے گی، تو میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے:

اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ حَقَّ عَلَیۡهِمُ الۡقَوۡلُ فِیۡۤ اُمَمٍ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ مِّنَ الۡجِنِّ وَ الۡاِنۡسِ. (الاحقاف، نمبر۱۸)

ترجمہ: یہ وہ ہیں جن پر بات ثابت ہو چکی ان گروہوں میں جو ان سے پہلے گزرے جن اور آدمی۔ (کنز الایمان)

فائدہ:

امام سیوطی فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ ابلیس کے ساتھ جنات کو بھی مہلت دی گئی ہے جب ابلیس پر موت آئے گی تو یہ بھی مر جائیں گے، لیکن اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ سب جنات کو (تا قیامت) مہلت دی گئی ہے اس لئے کہ بہت سی روایات سے ان کی موت ثابت ہوتی ہے جیسا کہ باب الحکایات میں کئی واقعات اس کے شاہد ہیں۔

(۲)...... حضرت ابن عباس ﷛ چنانچہ، ایک آدمی نے حضرت ابن عباس ﷛ سے سوال کیا کہ جنات بھی مرتے ہیں؟ تو فرمایا ہاں مگر ابلیس،۔ یہ سانپ جن کو تم "جانّ" کہتے ہو یہ چھوٹے جنات ہیں۔ (لقط المرجان)

بلکہ جنات کی ارواح قبض کرنے والے فرشتے کا مستقل طور تعین روایات سے ثابت ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ملک الموت انسانوں اور فرشتوں کی روح قبض کرنے کا ذمہ دار ہے اور جنات کا فرشتہ الگ ہے، شیاطین کا الگ ہے اور پرندوں، وحشی جانوروں، درندوں، مچھلیوں اور چونٹیوں کا فرشتہ الگ ہے۔ یہ کل چار فرشتے ہیں۔ (لقط المرجان، للسیوطی)

جنات کا ثواب وعذاب :

انسانوں کی طرح جنات کے لئے جزاء وسزا ہے۔ چنانچہ قرآن سے ثابت ہے کہ کافر جنات دوزخ میں جائیں گے اور علمائے اسلام کا اتفاق ہے کہ کافر جنات کو آخرت میں عذاب دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَالَ النَّارُ مَثْوٰاكُمْ . (انعام، آیت ۱۲۸) ترجمہ: فرمائے گا آگ تمہارا ٹھکانہ ہے۔ (کنز الایمان)

اور ارشاد فرمایا: وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَباً . (سورۃ جن آیت ۱۵)

ترجمہ: اور رہے ظالم وہ جہنم کے ایندھن ہوئے۔ (کنز الایمان)

مومن جنات کے متعلق مذاہب:

مومن جنات کے متعلق کئی مذہب ہیں۔

مذہب نمبر ۱......

جنات کو کوئی ثواب نہیں ملے گا صرف دوزخ سے نجات ہی ان کا انعام ہوگا، پھر ان کو حکم دیا جائے گا کہ تم بھی جانوروں کی طرح مٹی ہو جاؤ۔ (الملل والنحل ابن حزم)

فائدہ:

یہ مذہب نہ صرف امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے بلکہ اور ائمہ بھی آپ کے ساتھ ہیں:

(۱)...... حضرت لیث بن ابی سلیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنات کا ثواب یہ ہے کہ ان کو دوزخ سے پناہ دے دی جائے گی پھر ان کو کہا جائے گا کہ تم مٹی ہو جاؤ۔ (ابن ابی الدنیا)

(۲)...... حضرت ابو الزناد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ مومن جنات اور باقی سب مخلوقات کو حکم دے گا کہ تم مٹی ہو جاؤ تو وہ مٹی ہو جائیں گے۔ اسی موقعہ پر کافر بھی (بطور تمنا) کہے گا:
يٰلَيْتَنِىْ كُنْتُ تُرٰباً . (نباء، آیت ۴۰) ترجمہ: ہائے میں کسی طرح خاک ہو جاتا۔ (کنز الایمان)

مذہب نمبر ۲......

جنات کو اطاعت کا انعام ملے گا اور نافرمانی کی سزا ملے گی۔ یہ ابن ابی لیلیٰ، امام مالک، امام اوزاعی، امام شافعی، امام

احمد رحمہم اللہ اور ان کے شاگردوں کا مذہب ہے اور (ایک روایت میں) حضرت امام ابو حنیفہ اور ان کے صاحبین (امام ابو یوسف اور امام محمد) سے یہی نقل کیا گیا ہے۔ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مومن جنات جنت میں جائیں گے۔ اس مذہب کی تائید مذکورہ بالا علماء وائمہ کے علاوہ دیگر ائمہ نے بھی کی ہے۔

فوائد:...... (۱) امام ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنات کو آخرت میں انعام بھی ملے گا، اس کی تصدیق ہمیں قرآن پاک کی اس آیت سے ملتی ہے۔

وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا . (انعام، آیت ۱۳۲)

ترجمہ: ہر ایک (انسان اور جن) کے لئے ان کے اعمال کے حساب سے (جنت اور دوزخ کے) درجات ہیں۔

(۲) حضرت خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا جس کو میں بھی سُن رہا تھا کہ جنات کو ثواب وعذاب ہوگا یا نہیں؟ تو ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنَّهُمْ كَانُوْا خَاسِرِيْنَ .

(سورۃ حم سجدہ، آیت ۲۵)

ترجمہ: اور ان پر بات پوری ہوئی ان گروہوں کے ساتھ جو ان سے پہلے گزر چکے جن اور آدمیوں کے، بے شک وہ زیاں کار تھے۔ (کنز الایمان)

وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا . (سورۃ انعام، آیت ۱۳۲، سورۃ احقاف، آیت ۱۹)

ترجمہ: اور ہر ایک (انسان اور جن) کے لئے ان کے اعمال کے حساب سے (جنت اور دوزخ کے) درجات ہیں۔

(۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مخلوقات کی چار قسمیں ہیں، ایک مخلوق جنت میں جائے گی، ایک مخلوق دوزخ میں جائے گی، اور دو مخلوقات جنت اور دوزخ میں جائیں گی، پس وہ مخلوق جو کامل طور پر جنت میں جائے گی یہ ملائکہ کی مخلوق ہے، اور وہ مخلوق جو کامل طور پر دوزخ میں جائے گی یہ شیاطین کی مخلوق ہے، اور وہ دو مخلوقات جو جنت اور دوزخ میں جائیں گی یہ جنات اور انسانوں کی مخلوقات ہیں، ان میں کے مسلمانوں کو انعام واکرام ملے گا اور کافروں کو عذاب۔

(۴) حضرت مغیث بن سمّی فرماتے ہیں: تمام مخلوقات جن کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے سب دوزخ کی خطرناک دھاڑیں سنتی ہیں مگر دو مخلوقات (جنات اور انسان) جن پر انعام یا عذاب ہے۔

(۵) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جنات ابلیس کی اولاد ہیں اور انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اِن سے بھی مومن ہیں اور اُن سے بھی اور یہ انعام اور عذاب میں بھی حصہ دار ہیں، پس جو اِس مخلوق سے یا اُس مخلوق سے مومن ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کا دوست ہے اور جو اِس مخلوق سے یا اُس مخلوق سے کافر ہوگا وہ شیطان ہے۔

فائدہ:

اس مذھب کی تائید دوسرے مضامین سے بھی ہوتی ہے چنانچہ چند امور عرض کئے جاتے ہیں۔

(۱)...... جنات جنت میں اس کی نعمتوں سے نوازے جائینگے:

چنانچہ حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جنات جنت میں داخل ہوں گے اور کھائیں پئیں گے بھی۔ (تفسیر سفیان ثوری، تفسیر منذر بن سعید، تفسیر ابن المنذر، ابوالشیخ (منہ)

حضرت ارطاۃ بن منذر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت حمزہ بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں اس کا مذاکرہ کیا کہ جنات جنت میں جائیں گے یا نہیں؟ توانہوں نے فرمایا یہ جنت میں جائیں گے اس بات کی تصدیق قرآن کریم کی اس آیت میں ہے:

لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ. (سورۃ الرحمٰن، آیت ۵۶)

ترجمہ: اس سے پہلے انہیں ہاتھ نہ لگایا کسی آدمی اور نہ جن نے۔ (کنزالایمان)

جنات کے لئے جن عورتیں ہوں گی اور انسانوں کے لئے انسان عورتیں ہوں گی۔ (ابن المنذر، ابوالشیخ (منہ)

(۲)...... جنت میں انسان جنات کو دیکھیں گے، جنات انسانوں کو نہیں:

علامہ محاسبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وہ جنات جو جنت میں داخل ہوں گے ان کو انسان دیکھ سکیں گے لیکن جنات انسانوں کو نہیں دیکھ سکیں گے وہاں دنیا کے برعکس معاملہ ہوگا۔

(۳)...... جنات جنت میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کریں گے؟:

شیخ عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ ایسے دلائل ذکر کیے ہیں کہ مومن جنات جب جنت میں داخل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کی زیارت سے مشرف نہیں ہوں گے، زیارتِ خداوندی فقط مومن انسانوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور یہ بات بھی واضح طور پر معلوم ہے کہ ملائکہ کرام بھی جنت میں اللہ تعالیٰ کی زیارت نہیں کرسکیں گے چنانچہ اس بات کا مقتضی یہی ہے کہ جنات بھی اللہ تعالیٰ کو جنت میں نہ دیکھیں۔ یہ قول مردود ہے چنانچہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کا ثبوت موجود ہے کہ ملائکہ کرام اللہ تعالیٰ کی زیارت کریں گے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی کا فیصلہ فرمایا ہے اور اس کے متعلق انہوں نے اپنی ''کتاب الرویۃ'' میں باب بھی قائم کیا ہے۔

اور قاضی جلال الدین بُلقینی نے اپنی طرف سے اس پر تبصرہ کر کے فرمایا ہے کہ عمومِ دلائل یہی کہتے ہیں کہ جنات اللہ تعالیٰ کی زیارت کریں گے، اس بات کو ابن عماد نے ''شرح ارجوزہ فی الجن'' میں اپنے شیخ سراج الدین بلقینی سے بھی نقل کیا ہے۔ لیکن ائمہ احناف کے امام حضرت (اسماعیل) صفار کی کتاب ''اسئلۃ الصفار'' میں ہے کہ جنات، جنت میں اللہ تعالیٰ کی

زیارت نہیں کر سکیں گے۔ ممکن ہے یہ ان کی اپنی رائے ہو۔

مذہب نمبر ۳......

جنات جنت میں جائیں گے لیکن ان کی غذا صرف تسبیح وتہلیل ہوگی چنانچہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مومن جنات کے متعلق سوال کیا گیا کہ یہ جنت میں داخل ہوں گے؟ آپ نے فرمایا یہ جنت میں جائیں گے لیکن کھائیں پئیں گے نہیں، ان کو صرف تسبیح وتقدیس کا الہام کیا جائے گا جس کو جنت والے (انسان) کھانے پینے کے دوران کہا کریں گے۔

مذہب نمبر ۴......

جنات جنت میں داخل نہیں ہوں گے بلکہ اس کے ایک پست علاقہ میں رہیں گے جہاں پر ان کو انسان دیکھ سکیں گے وہ انسانوں کو نہیں دیکھ سکیں گے۔

حضرت لیث بن ابی سلیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مسلمان جنات نہ تو جنت میں جائیں گے نہ دوزخ میں، اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے باپ (ابلیس) کو جنت سے (ہمیشہ کے لئے) نکال دیا تھا اس لئے اس کو جنت میں دوبارہ داخل نہیں کرے گا اور اس کی اولاد کو بھی جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ مذہب ہٰذا کی کوئی دلیل قوی نہیں۔

مذہب نمبر ۵......

جنات مقامِ اعراف میں رہیں گے، جیسا کہ حدیث میں ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ مُؤْمِنِی الْجِنِّ لَھُمْ ثَوَابٌ وَعَلَیْھِمْ عِقَابٌ ، فَسَأَلْنَاہُ عَنْ ثَوَابِھِمْ فَقَالَ عَلَی الْاَعْرَافِ وَلَیْسُوْا فِی الْجَنَّۃِ مَعَ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ فَسَأَلْنَاہُ وَمَا الْاَعْرَافِ ؟ قَالَ حَائِطُ الْجَنَّۃِ تَجْرِیْ فِیْہِ الْاَنْھَارُ وَتُنْبِتُ فِیْہِ الْاَشْجَارُ وَالثِّمَارُ.

ترجمہ: مومن جنات پر ثواب بھی ہے اور عذاب بھی، ہم نے عرض کیا ان کو کیا ثواب ملے گا؟ فرمایا یہ اعراف میں ہوں گے، جنت میں امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں ہوں گے۔ ہم نے عرض کیا یہ اعراف کیا چیز ہے؟ فرمایا جنت کی دیوار ہے جس میں نہریں بہتی ہوں گی اور درخت اُگیں گے پھل لگیں گے۔

جنت میں جنات کا نکاح:

حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے احادیث میں مومن جنات کے متعلق یہ بات نہیں ملی کہ یہ جنت میں نکاح بھی کریں گے یا نہیں؟ لیکن جنات کے جنت میں داخل ہونے کا استدلال اس آیت مبارکہ سے کیا گیا ہے۔
لَمْ یَطْمِثْھُنَّ اِنْسٌ قَبْلَھُمْ وَلَا جَانٌّ . (سورۃ الرحمٰن، آیت ۵۶) پس اگر وہ جنت میں داخل ہوں تو ظاہر بات یہی ہے

کہ ان میں کے مرد بھی اسی طرح سے نکاح کریں گے جس طرح سے آدمی نکاح کریں گے لیکن آدمی جس طرح سے حور عین سے نکاح کریں گے اسی طرح سے عورت سے بھی نکاح کریں گے، مگر مومن جنات صرف حور عین اور جن عورت سے نکاح کریں گے (انسان عورت سے نہیں) کیونکہ جنت میں کوئی بے شوہر نہیں ہوگی۔ لیکن جنات کا انسان عورتوں سے اور انسان کا جنات عورتوں سے نکاح کرنا محلِ نظر ہے۔ اور اس سے طوالت ہے۔ ہم اسے تطویل لا طائل سمجھ کر اس مضمون کو یہاں ختم کرتے ہیں۔

مسئلہ:

اس میں بھی علماء کا اختلاف ہے کہ کیا اہلِ ایمان جنات کو نیکیوں کا ثواب ملے گا یا صرف جہنم سے نجات کافی ہے جیسا کہ فرمایا "یغفر لکم ذنوبکم ویجرکم من عذاب الیم" یہاں پر ان کے لئے صرف مغفرت اور عذابِ نار سے نجات کا وعدہ ہے اور بس۔ یہی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ اعمال صالحہ کا ثواب جنات کو نہیں ملے گا ان کے لئے صرف اتنا کافی ہے کہ انہیں جہنم سے نجات مل جائے۔ اس کے بعد جیسے جانوروں کا حکم ہے کہ حساب و کتاب کے بعد وہ مٹی ہو جائیں یہ بھی مٹی ہو جائیں گے۔

مسئلہ:

حضرت امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تفسیر تیسیر" میں لکھا کہ اس مسئلہ میں امام اعظم ﷺ نے توقف فرمایا ہے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بندوں سے جس طرح کا وعدہ فرمایا اس کے مطابق قیامت میں وعدہ پورا فرمائے گا لیکن جنات کے لئے کوئی وعدۂ کرم نہیں سوائے اس کے کہ فرمایا "یغفر لکم ذنوبکم ویجرکم من عذاب الیم" اور صراحت پر قطعی فیصلہ ہوتا ہے لیکن جہاں صراحت نہ ہو وہاں قطعی بات نہیں کہی جا سکتی اس لئے ان کے لئے جنت اور اس کی نعمتوں کے لئے دلیل قطعی چاہیے اس لئے اس مسئلہ میں بھی توقف ضروری ہے۔

فائدہ:

حضرت مفتی سعدی مرحوم نے فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ امام اعظم ابو حنیفہ ﷺ اس مسئلہ میں قطعی فیصلہ نہیں فرماتے بلکہ توقف فرماتے ہیں۔ قطعی طور نہیں فرمایا کہ جنات کو اعمالِ صالحہ کا ثواب ملے گا یا نہیں جیسا کہ قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ کا گمان ہے یعنی امام ابو حنیفہ ﷺ نے فرمایا کہ جنات کے ثواب کی کیفیت غیر معلوم ہے اس کا یہ معنی نہیں کہ سرے سے انہیں ثواب بھی نہیں ملے گا۔

فائدہ:

ہم نے امام اعظم ابو حنیفہ ﷺ کے قول کی توجیہ اس لئے یونہی کی ہے کہ بقول صاحب "روح البیان" کے یہود

ونصاریٰ اور مجوسیوں کے مسلمانوں کو تو جنات النعیم سے حصّہ ملے اگر چہ ہم اس کی کیفیت سے بے خبر ہیں ایسے ہی جنّات کے اہل اسلام کو جنات النعیم سے بالکلیہ کیسے محروم رکھا جاسکتا ہے ہاں یوں کہا جائے کہ ہم ان کے ثواب کی کیفیت سے بے خبر ہیں۔ اس کی نظیر ملائکہ کرام ہیں ان کو بھی جنت جزا کے طور نہیں بلکہ وہ اس کی نعمتوں سے سرشار ہوں گے اور وہ بھی ان کے حال کے مناسب یہی قول علماء کے اقوال مختلفہ سے صحیح تر ہے۔

مسئلہ:

رویت باری تعالیٰ ملائکہ کرام کو نہیں ہوگی۔ ایک روایت میں جنّات کو بھی نہیں (انسان العیون) لیکن تحقیق یہ ہے کہ ملائکہ کو بھی رویت باری تعالیٰ ہوگی لیکن کسی اور جانب سے اور انسانوں کو جانبِ دیگر۔ جن علماء کرام نے ان سے رویت کی نفی کی ہے تو وہ اس معنی پر ورنہ مطلقاً نفی رویت ناموزوں سی بات ہے اس لئے کہ ملائکہ تو اہل حضور وشہود ہیں انہیں کیسے رویت سے محروم رکھا جائے گا۔ ایسے ہی اہل ایمان جنات کے متعلق سمجھئے یعنی قیامت میں اہلِ اسلام جنات کو بھی رویت باری تعالیٰ نصیب ہوگی اگر چہ ان کا درجہ انسانوں کے اولیاء کرام سے بہت کم ہوگا بعض علماء نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔

مسئلہ:

''بزازیہ'' میں ہے کہ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ ﷺ نے اہل اسلام جنات کے ثواب میں توقف فرمایا ہے اور اپنے توقف کا استدلال آیہ ''یغفر لکم ذنوبکم ویجر کم من عذاب الیم'' سے فرمایا ہے کیونکہ آیت میں صرف مغفرت اور عذاب جہنم سے نجات کا وعدہ ہے اور بس۔ اور یہ دونوں باتیں ثواب کو مستلزم نہیں۔

معتزلہ کا مذہب......

معتزلہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں نیکوں کو نیکی کے ثواب کا وعدہ فرمایا اور اسے اس کا ثواب دینا لازم اور ضروری ہے تو ظالم کو اس کے ظلم یعنی مجرم کو جرم کا عذاب ضروری ہوگا چنانچہ فرمایا ''واما القاسطون فکانوا لجهنم حطبا'' بہر حال بہت سے ظالم جہنم کا ایندھن ہوں گے۔

اہلسنّت کا جواب......

اہلسنّت نے اس کا جواب یہ دیا ہے اعمالِ صالحہ کا ثواب دینا اس کا فضل واحسان ہے۔ اس پر کوئی شے واجب نہیں اور نہ ہی مستحق کے استحقاق کے مطابق جزا دینا اس پر ضروری ہے۔

سوال:

''فبایّ آلاء ربکما تکذبان'' (پ ۲۷، سورۃ الرحمٰن ۱۳) کی تصریح سے تو اس مذہب کی تردید ہوتی ہے اس لئے کہ اس سے قبل اللہ تعالیٰ نے اپنی بہشت کی نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے اور پھر ان کی تکذیب کا بیان دونوں جن وانس کے لئے۔ اس

سے ثابت ہوا کہ جنات کو بھی بہشت کی نعمتیں نصیب ہوں گی۔

جواب:

تم نے ہمارے مذہب کو سمجھا نہیں، ہم جنات کے لئے جنت کی نعمتوں کے قائل ہیں لیکن اس کی کیفیت میں توقف کرتے ہیں کہ کیا جنات کو بہشت میں کھانے پینے اور لذائذ نصیب ہوں گے یا ملائکہ کی طرح صرف خدمت، زیارتِ اہل جنت وغیرہ وغیرہ پر مامور ہوں گے جیسا کہ ''ید خلون من کل باب'' میں تصریح ہے کہ ملائکہ بہشت میں ہوں گے ضرور لیکن خدمتِ اہل جنت کے لئے۔ ایسے ہی اہلِ اسلام جنات کا حال ہوگا یا کیونکہ اس معاملہ میں ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ توقف فرماتے ہیں۔

آخری فیصلہ:

صحیح وہ ہے جو ''بحر العلوم'' (تفسیر) میں لکھا ہے کہ اہل اسلام جنات کو بہشت میں ثواب ملے گا اور برائیوں کی بھی سزا ملے گی۔ اور بنی آدم کی طرح وہ بھی مکلّف اور احکامِ شرعیہ کے لئے مامور ہیں جیسا کہ قرآن کے مضمون ''ولکل درجات مما عملوا'' (پ۸: سورۃ الانعام ۱۳۲) ترجمہ: ''اور ہر ایک کے لئے ان کے کاموں سے درجے ہیں'' سے ثابت ہوتا ہے اور یہاں پر مغفرت ذنوب وجہنم سے پناہ پر اقتصار محض ان کی تذکیر کی مناسبت کی وجہ سے ہے اور چونکہ انہیں حضور سرور عالم ﷺ ڈرانے اور وعظ سنانے کے لئے تشریف لائے تھے اس وجہ سے موضوع کے مطابق آیت نازل ہوئی ورنہ اس کا وہ معنیٰ نہیں کہ انہیں کسی نیکی کا ثواب وغیرہ عطا بھی نہ ہو۔ (ھذا ھوا لحق)

استدلال دیگر:

حضرت حمزہ بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا کہ کیا جنوں کو بہشت میں ثواب عطا ہوگا؟ آپ نے فرمایا ہاں ضرور عطا ہوگا۔ اس کی دلیل آیت ''لم یطمثن انس قبلھم ولا جان'' ہے۔ (پ۲۷: سورۃ الرحمٰن ۷۴) ترجمہ: ''ان سے پہلے انہیں ہاتھ نہ لگایا کسی آدمی اور نہ کسی جن نے''۔ بہشت میں انسان عورتیں انسان مردوں کو اور جنی عورتیں جن مسلمانوں کو ملیں گی۔

فائدہ:

لفظ طمث سے بہشت کی نعمتوں کا جنات کے لئے استدلال کیا گیا اس لئے کہ حور عین کا ہاتھ لگانا یا اس کے ساتھ زندگی بسر کرنا بہشت میں ہی ہوگا۔

آکام المرجان کی تحقیق:

حضرت سیدی عبد الغنی نابلسی قدس سرہ نے اپنی کتاب ''آکام المرجان فی احکام الجان'' میں لکھا ہے کہ مومن جنات کے بہشت میں داخل ہونے میں اختلاف ہے اور اس کے متعلق چند اقوال مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)...... جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اہلِ ایمان جنات بہشت میں داخل ہوں گے پھر اختلاف ہے کہ کیا بہشت میں داخل ہو کر نعمتیں کھائیں گے یا نہیں۔ امام ضحاک نے فرمایا کہ وہ کھائیں گے اور پئیں گے۔

☆...... امام مجاہد سے یہی سوال ہوا کہ کیا اہل اسلام جنات بہشت میں داخل ہوں گے اور وہاں کھائیں پئیں گے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ بہشت میں داخل ہوں گے لیکن نہ کھائیں گے نہ پئیں گے ہاں ان کے قلب پر تسبیح وتہلیل وتقدیس کا القاء ہوگا اس سے وہی لذت پائیں گے جو اہل جنت کو طعام وشراب کی لذّت نصیب ہوگی۔

☆...... اور حارث محاسبی کا مذہب ہے کہ جنات بہشت میں داخل ہوں گے لیکن وہ ہمیں نہیں دیکھ سکیں گے اور ہم انہیں دیکھیں گے یعنی دنیا کے احوال کے برعکس کہ وہ ہمیں دیکھتے ہیں لیکن ہم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔

(۲)...... بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ جنات بہشت کے ایک کونے میں پڑے ہوں گے انہیں تمام انسان دیکھیں گے لیکن وہ انسانوں کو نہیں دیکھ سکیں گے۔

(۳)...... جنات کو اعراف میں رکھا جائے گا۔

حدیث شریف میں ہے کہ اہل ایمان جنات کو ثواب بھی نصیب ہوگا اور عذاب بھی لیکن باوجودیکہ وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے امتی ہوں گے لیکن بہشت میں نہیں جائیں گے بلکہ انہیں اعراف میں رکھا جائے گا اور اعراف بہشت کی دیوار ہے اس میں نہریں بھی جاری ہیں اور اس میں درخت بھی ہیں اور ثمرات بھی۔ صاحب ''الفردوس الکبیر'' نے ذکر فرمایا ہے۔

فائدہ: امام ذہبی نے فرمایا کہ یہ حدیث منکر ہے۔

اعجوبہ:...... حدیث شریف میں ہے کہ جنات تین قسم ہیں:

۱)...... سانپ، بچھو، حشرات الارض کی شکلوں میں۔

۲)...... ہوا کی طرح ہوا میں اڑتے رہتے ہیں۔

۳)...... تیسری قسم جو مشہور ہے انہی پر ثواب بھی ہے اور عذاب بھی۔

ایسے ہی انسان تین قسم ہیں:

(i)...... جانوروں کی طرح کما قال اللہ لھم قلوب لایفقھون بھا (الی ان قال) اولٰئک کالانعام بل ھم اضل الآیۃ۔

(ii)...... ان کے اجسام تو بنی آدم کی طرح ہیں لیکن ان کی ارواح شیطان جیسی۔

(iii)...... ایسی پاک جنس جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے سایہ میں ہوگی جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔

(رواہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ)

(۴)......چوتھا مذہب ہے توقف۔

چاروں مذاہب مذکورہ کے استدلال کی تفصیل:

مذہب اول کے علماء کا استدلال آیات عامہ کما قال "وازلفت الجنة للمتقين" (پ۱۹: سورۃ الشعراء۹۰) ترجمہ: "اور قریب لائی جائے گی جنت پرہیزگاروں کے لئے"۔ اور حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص "لا اله الا الله" کی خالصاً گواہی دے گا وہ بہشت میں داخل ہوگا تو جیسے ایسے احکام کے مخاطب انسان ہیں ویسے ہی جنات اور وعید کے مخاطب جنات بھی ہیں۔ اس پر امت کا اجماع ہے تو پھر وعدہ کے مخاطب بھی ان کو ہونا لازمی ہے۔ ان علماء کی دلیل قوی آیت "ولمن خاف مقام ربه جنتان" (پ۲۷: سورۃ الرحمٰن ۴۶) ترجمہ: "اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں" ہے ایسے ہی سورۂ رحمٰن شریف کے آخر تک اس لئے کہ اس آیت میں خطاب ہر دونوں (انس وجن) کو ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جنت کی نعمتوں کی نعمت دونوں گروہوں پر ظاہر فرمائی ہے اور ہر دونوں کو بہشت کی نعمتوں کی وصف سنائی اور دونوں کو ان کا شوق دلایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ نعمتوں کے احسان کا اظہار دونوں گروہوں سے ہے تو دونوں گروہ بہشت میں جائیں گے بشرطیکہ مومن ہوں۔ نیز حضور سرور عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اے میرے صحابیو تمہارے سے تو جن بھی بہتر ہیں کہ جب میں نے ان میں سورۂ رحمٰن پڑھی تو وہ مجھے احسن طریقہ سے جواب دیتے تھے چنانچہ کہا "ولا بشیٔ من الائک ربنا نکذب" اے اللہ ہم تیری کسی نعمت کی تکذیب نہیں کرتے۔

دوسرا مذہب ابن حزم کا ہے اور اس نے آیت "اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ" الآیہ (پ۳۰: سورۃ البینہ ۷) ترجمہ: "بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں" سے استدلال کیا ہے اور کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آیت میں مطلقاً ہر مومن کا ذکر فرما کر ان سے بہشت اور اس کی نعمتوں کا وعدہ فرمایا ہے اور عموم میں ہم اپنے طور کیسے خاص کریں اور یہ بھی نہیں کر سکتے کہ اس نے حکم تو عام فرمایا ہے لیکن جنات مراد نہیں یہ کہنا بھی ناموزوں ہے فلہٰذا ماننا پڑے گا کہ جنات بھی بنی آدم اہل ایمان کی طرح نعمتوں سے سرشار ہوں گے۔

تیسرے مذہب والوں نے اپنی دلیل طمث پر اکتفا کیا۔

چوتھے مذہب والوں کا استدلال مندرجہ ذیل ہے وہ یہ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کئی قسم کی مخلوق پیدا فرمائی:

(۱)......کلہم بہشتی۔ (۲)......کلہم دوزخی جیسے شیطان۔ (۳)......وہ لوگ جو بہشت میں ہوں گے وہ انسان بھی ہوں گے اور جن بھی۔ (۴)......ایسے ہی دوزخیوں کے لئے یہی ہوگا کہ ان میں بعض انسان ہیں اور بعض جن۔

پانچواں ایک اور مذہب بھی ہے جس کی عقل سے تائید ہوتی ہے لیکن ضروری نہیں کہ اسے مانا جائے۔ وہ یہ کہ جس کے لئے

اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ جو بھی ایمان لائے گا وہ ضرور بہشت میں جائے گا اس وعدۂ کرم کے بعد عقل نہیں مانتی کہ ہم جنات کو بہشت کا نہ مانیں کیونکہ اس کریمہ کے وعدہ کریمہ کے منافی نہیں ہوتا ہے۔

سوال:

ملائکہ میں سے ایک نے کہا" انی الله من دون الله " تو اسے دوزخی ہونے کا فرمایا حالانکہ ملائکہ کو دوزخی کہنے کا کیا معنیٰ۔

جواب:

اس سے ابلیس مراد ہے جس نے اپنے لئے الوہیت کا دعویٰ کیا اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا" ومن یقل منهم انی الله من دونه فذٰلک نجزیه جهنم "(پ ۱۷: سورۃ الانبیاء ۲۹) ترجمہ: اور ان میں جو کوئی کہے کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں تو اسے ہم جہنم کی سزا دیں گے۔ اگر ہم اسے ملائکہ سے بھی نہ مانیں تب بھی آیت میں شرط ہے اور یہ ضروری نہیں کہ شرط کا وقوع ہو جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا" لئن اشرکت لیحبطن الخ" دوسرے گروہ نے فرمایا کہ جب ان کے لئے بہشت کے داخلہ کا ذکر نہیں فرمایا تو وہ بہشت میں داخل ہوں گے۔

جواب نمبر ۲: یہ کہاں کا اصول ہے کہ جہاں شے کا ذکر نہ ہو یا کسی کو اس کا علم نہ ہو تو وہ شے سرے سے کہو بھی نہ۔

سوال:

" ولوا الی قومهم منذرین "(پ ۲۶: سورۃ الاحقاف ۲۹) ترجمہ:" اپنی قوم کی طرف ڈر سناتے پلٹے" ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ قوم میں جا کر ڈرانے پر مامور ہوئے اگر وہ بہشت میں داخل ہو سکتے تھے تو انہیں بشارت بھی سنائی جاتی۔

جواب:

چونکہ وہ مقام مقامِ انذار تھا اس لئے انذار کا ذکر ہوا اور بشارت کی نفی ضروری نہیں کیونکہ سابق انبیاء علیہم السلام بھی تو اپنی امتوں کو صرف انذار فرماتے اگر صرف انذار کا ذکر بشارتِ بہشت کی نفی کرتا ہے تو پھر پچھلی امتوں کے لئے بہشت میں داخلہ کی نفی کرنی پڑے گی۔ انبیاء علیہم السّلام کی تقریریں ملاحظہ ہوں۔

حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا:" انی اخاف علیکم عذاب یوم الیم " اور ہود علیہ السلام نے فرمایا:" عذاب یوم عظیم " اور شعیب علیہ السلام نے فرمایا:" عذاب یوم محیط " وغیرہ وغیرہ۔

بلکہ اس آیت" یغفرلکم " الخ سے ان کا بہشتی ہونا ثابت ہوتا ہے اس لئے کہ جس کے گناہ مغفور ہو گئے اور اسے عذاب سے محفوظ رکھا گیا تو لازماً وہ بہشتی ہو۔ اس لئے کہ جب وہ شرائع کا مکلف ہوا اور وہ انہیں بجالائے تو یقیناً اس کو بہشت عطا ہو۔

قول ثالث ورابع کی دلیلیں پہلے مذکور ہوئیں۔ والله تعالیٰ اعلم بالصواب۔ (روح البیان)

جنات کے عملیات وتعویذات

جنات کو بھگانے کا طریقہ:

یادرہے کہ جنات انسان (مرد وعورت) کو چمٹتے ہیں لیکن اکثر مکر وفریب ہوتا ہے اس میں اکثر عاملین کا لوٹنے کا ذریعہ بھی ہوتا ہے اکثر عاملین سے فقیر نے سنا اور انہوں نے خود بتایا۔ فقیر کے شناسا کو بہت بڑے انکشافات بتائے وہ اپنے وقت میں اتنا مشہور تھا کہ بڑے بڑے افسر ومشاہیر اسکے دروازے پر پڑے ہوئے دیکھے گئے بعد میں وہ تائب ہو گیا ان کی باتوں سے یقین ہوا کہ یہ زیادہ تر عورتوں کے مکر وفریب کا دخل ہوتا ہے بعض مرد بھی اس میں مبتلا پائے گئے۔ اگر واقعی کسی کو جن چمٹتا ہے تو اس کا علاج فقیر ''شمع شبستان'' سے عرض کرتا ہے۔

۳۲۶	۳۲۹	۳۳۴
۳۳۱	۳۳۳	۳۳۵
۳۳۲	۳۳۷	۳۳۰
ابلیس، فرعون، شداد لعین۔ نمرود مردود		

یاالٰہی بحرمت آں بادشاہان درو جود فلاں ابن فلاں راہر قسم آسیب وشیطان کہ باشد حاضر

نہایت آسان اور کارآمد طریقہ یہ ہے کہ اس طلسم کو اپنے عمل میں لے آئیے۔ ابر ساحر سا سارسا صورت۔ یہ طلسم عروج ماہ یعنی نوچندی جمعرات کو شروع کرے اور ہر روز ۳۱۲۵ مرتبہ بطریق زکوٰۃ مع ترک حیوانات جلالی وجمالی کے پورا ایک چلّہ کرے ساتھ ہی اس چالیس روز میں ہر روز ۱۵ نقش لکھ کر دریا میں ڈالتا جائے تاکہ ساتھ ساتھ اس نقش کو جو بنادیا گیا ہے زکوٰۃ ادا ہو کر دونوں کا عامل ہو جائے۔

نقش یہ ہے: شود نمودہ آید وسوختہ گردد العجل العجل العجل الساعۃ الساعۃ الوحا الوحا الوحا۔

جن اور آسیب اتارنے کا طریقہ:

اگر کوئی آسیب زدہ مریض عامل کے پاس آئے، چاہئے کہ آسیب زدہ کو بٹھائے اور ایک سبوچہ کے اوپر چراغ رکھے اور یہ نقش لکھ کر نئی روئی اوپر سے لپیٹ کر بتی بنا کر خوشبودار روغن ڈال کر روشن کرے اور طفل نابالغ مگر ہوشیار دلیر کہ ڈرے نہیں چراغ کے سامنے بٹھائے اور چراغ کی طرف دیکھے جس وقت موکلاں حاضر ہوں، ان سے اس طفل کے واسطے سے بات چیت کرے یعنی وہ بچہ جو موکلاں کو دیکھے گا تو عامل بتائے گا پس عامل اس لڑکے کے واسطے سے بات چیت کرے اور موکلوں سے کہے کہ آسیب کو حاضر کریں اور جلادیں اگر آسیب زبردست ہو اور موکلان کہیں کہ ہمارے قبضہ میں نہ آئے گا تو موکلوں کے بادشاہ کو طلب کرے اگر دیکھے فوج غنیم تو بواسطہ ایک موکل حضور پرنور پیردستگیر سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں درخواست کرائے کہ حضور امداد فرمائیں پس جیسے ہی سرکار کی امداد ہوئی فوراً مشکل آسان ہو گی اور مریض صحت یاب ہو گا اور آسیب اور اس کا لشکر پسپا ہو گا بعد ازاں سارے موکلاں کو رخصت کر کے شیرینی پر فاتحہ دے کر حضور غوث اعظم وجمیع بزرگان رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تقسیم کرے اور موکلاں کی سلامتی کی دعا کرے اور فتیلہ کو گل کرے۔ فقیر

کا تجربہ ہے کہ نقش محیط الاسرار مع تکسیر جنہ خاص شرف آفتاب میں کندہ کیا ہوا گلے میں ڈالنا اور اسی کو دھو دھو کر پلانا نہایت کار آمد ثابت ہوا۔ (مؤلف)

نقش سورہ جن:

۷۸۶

۲۳۳۵۰	۲۳۳۴۵	۲۳۳۵۲
۲۳۳۵۱	۲۳۳۴۹	۲۳۳۴۷
۲۳۳۴۶	۲۳۳۵۳	۲۳۳۴۸

اس نقش سے عامل ہر قسم کے جن آسیب سحر جادو وغیرہ کو دفع کر سکتا ہے۔

(یک من علم راوہ من عقل باید)

۱۔ چاہئے کہ ایک نقش لکھ کر گلے میں ڈالے۔

۲۔ پلیٹ پر لکھ کر تازہ پانی سے دھو کر مریض کو پلائے۔

۳۔ آسیب یا جن زیادہ سرکش ہو تو چراغ میں اس نقش کو کندہ کر کے مریض کے سامنے روشن کرے کہ مریض اس کی روشنی میں بیٹھے انشاء اللہ تعالیٰ شفاء کامل ہو۔

دریافت مرض سحر یا آسیب:

۳ عدد مٹی کے پلیٹ یعنی سکوری پر ۳ نقش لکھ کر ۷ مرتبہ مریض پر سے اتارے پھر آگ میں رکھ کر خوب روشن کرے جب آگ میں تپ جائے تو دیکھے اگر حروف سفید ہو جائیں تو جادو ہے سرخ ہو جائیں تو چڑیلی وغیرہ اور غائب ہو جائیں تو جن وغیرہ تصور کرے۔ سیاہ رہیں تو مرض بدنی ہے اور تینوں مختلف رہیں تو نظر بد۔ نقش یہ ہے۔ ۱۱ ۵۸۳ع۹ح ۱۱۱ ۳۴

فتیلا مجرب برائے دفع آسیب:

اوّل شیرینی پر فاتحہ حضور خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ۵ یا ۱۱ آنے کی دلائے پھر یہ فتیلہ روشن کرے بسوختم دیو ان و پریاں و جنیاں و بھوتاں و عفریتاں، و گفتاران و شیاطین الجن والانس و کلیمانس دم آفتے و مر بلائے در جان و تن و استخواں فلاں باشد دراین فتیلہ چراغ حاضر آمدہ بند شود و بسوزد۔

عمل برائے دفع مسان:

سورۂ والطارق ۴۱ بار پڑھے اور سوت کے کچے دھاگہ پر دم کریں اور ہر بار، گرہ لگاتے جائیں۔ سوت کے بھی ۴۱ تار ہوں۔ رنگ کی قید نہیں۔ یہ گنڈہ حاملہ تا وضع حمل گلے میں پہنے رہے اور جیسے ہی بچہ پیدا ہو فوراً بچے کو نہلائیں دیر ہرگز نہ کریں اور فوراً اسی وقت سات اذانیں ۴ سیدھے کان میں ۳ اُلٹے کان میں دے کر وہ گنڈہ ماں کے گلے سے اتار کر بچہ کو پہنا دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ بچہ مسان سے محفوظ رہے گا۔

نوٹ: اس کے لئے ''نقش سیفی'' دوسری طرف حفاظت جان کندہ شدہ گلے میں ڈالنا بہت مفید ہے۔

عملیات دافع سحر:

سورہ ناس ۲۰ مرتبہ پڑھے انشاء اللہ جادو کا اثر باطل ہو یا سورہ طٰہٰ ۲۵ بار پڑھے اور دم کرے۔ جادو نظر بد سے نجات ہو۔

نقش چہار قل برائے دافع سحر و نظر:

۴۷۰۱	۴۷۰۴	۴۷۰۷	۴۶۹۴
۴۷۰۶	۴۶۹۵	۴۷۰۰	۴۷۰۵
۴۶۹۶	۴۷۰۹	۴۷۰۲	۴۶۹۹
۴۷۰۳	۴۶۹۸	۴۶۹۷	۴۷۰۸

یہ نقش لکھ کر موم جامہ کر کے گلے میں پہنے انشاء اللہ تعالیٰ ہر بلا و آسیب و سحر وغیرہ سے محفوظ رہے گا۔ آزمودہ اور تجربہ شدہ مجرب ہے آپ بھی آزما کر دیکھئے اور فائدہ اٹھایئے۔

نقش آیۃ الکرسی برائے حفظ ماتقدم از صدمہ دیو و پری و جن و شیطان:

بسم اللہ الرحمن الرحیم یا دلیل المتحیر ین یا غیاث المستغیثین یا مجیب الدعوات المضطرین یا الہ العالمین بحق ایاک نعبد و ایاک نستعین .

۷۸۶

۳۶۷۱	۳۶۷۴	۳۶۷۷	۳۶۶۴
۳۶۷۶	۳۶۶۵	۳۶۷۰	۳۶۷۵
۳۶۶۶	۳۶۷۶	۳۶۷۳	۳۶۶۹
۳۶۷۳	۳۶۶۸	۳۶۶۷	۳۶۷۸

لکھ کر پھر یہ نقش آیت الکرسی والا لکھا جائے اور موم جامہ کر کے گلے میں ڈالا جائے۔

آسیبی خلل کی آزمائش اور اس کی حسن تدبیر:

۲۰ سال ہوئے فقیر بمبئی میں کئی ماہ سے مقیم تھا دو تین اشخاص نو عمر آئے ان میں ایک مریضہ عورت کا شوہر تھا دو بھائی تھے۔ بتایا کہ جب ہماری بہن وطن میں رہتی ہے اور مہینوں کے بعد جب بمبئی شوہر کے پاس آتی ہے تو نہ معلوم کون بلا اس کے ساتھ آتی ہے کہ کھانا پینا چھوٹ جاتا ہے کھیلتی ہے کبھی کہتی ہے ہم فلاں ہیں اور کبھی ڈراتی دھمکاتی ہے اور ہم لوگ چپکے چپکے بھی کوئی بات کرتے ہیں تو اسے خبر ہو جاتی ہے چنانچہ ہم لوگ چپکے چپکے مشورہ کر رہے تھے وہ پکار اٹھی کہ تم لوگ بریلی والے صوفی کے پاس جا رہے ہو جاؤ وہ میرا کیا کر لیں گے۔ میں نے تمام کیفیت سن کر ان سے کہا کہ جس طرح ممکن ہو اس کو میرے پاس لے آؤ۔ وہ گئے اور تھوڑی دیر میں ایک نوجوان لڑکی عمر تقریباً ۲۵ سال ہو گی لے آئے۔ میں نے کمرے میں بیٹھنے کو کہا سب جا کر بیٹھ گئے۔ میں نے جب اس کی آنکھوں کو بغور دیکھا تو معمول کے مطابق پائیں۔ میں سمجھ گیا کہ یہ بنتی

ہے اور اس لئے یہ ڈھونگ رچایا ہے کہ یہ لوگ عاجز ہو کر مجھے وطن بھیج دیں (کیونکہ آسیب زدہ آنکھوں سے پتہ چل جاتا ہے کہ قدرے سُرخ ہو جاتی ہیں اور معمول سے زیادہ باہر کو نکل آتی ہیں) میں نے اس کے بھائی اور شوہر سے کہا کہ دو منٹ کیلئے آپ لوگ ذرا باہر بیٹھ جائیں، دور سے دیکھتے رہیں وہ باہر گئے تو میں نے اس لڑکی سے کہا کہ ہم سمجھ گئے ہیں کہ تم نے یہ روپ صرف اس لئے اختیار کیا ہے کہ یہ لوگ مجبور ہو کر تمہیں وطن بھیج دیں اور وطن میں تم اس لئے رہنا پسند کرتی ہو کہ برسوں سے تمہیں ایک شخص سے محبت ہے وہ تمہارے لئے اور تم اس کیلئے بے چین رہتی ہو لیکن اگر تم ہمارا کہنا مان لو تو تم کو وطن بھجوا دیں گے بلکہ اس شوہر سے اگر تم چاہو تو تمہارا قصہ ہی ختم کر دیں۔ میری گفتگو سنکر وہ مسکرائی اور تمام باتوں کا اقرار بھی کیا اور یہ کہ جو آپ کہیں گے میں ویسا ہی کروں گی۔ میں نے کہا بس میرا کہنا صرف اتنا ہے کہ ۱۵ روز متواتر تم بالکل اسی طرح رہو جس طرح میاں بیوی ہنسی خوشی رہتے ہیں۔ سولہویں روز ہر کام تمہاری مرضی کے مطابق ہو جائے گا۔ ساتھ ہی میں نے اس کے شوہر سے کہا کہ تم اس کو گھر لے جاؤ اور جیسا میں کہوں گا تمہیں کرنا ہوگا بولو اقرار کرتے ہو۔ اس نے کہا مجھے سب منظور ہے۔ اس گفتگو سے پورا یقین ہو گیا اور میں نے ایک تعویذ دکھاوے کے طور پر کپڑے میں لپیٹ کر اس کے بازو میں باندھ دیا۔ پندرہ دن بڑی خیر وخوبی سے گزرے مگر جب سولہواں دن ہوا تو اس نے پھر وہی مکر شروع کیا۔ بھائی اور شوہر بھاگے ہوئے آئے میں نے انہیں سب راز سمجھا دیا اور کہہ دیا کہ اب صرف دو ایک مرتبہ زبان سے سمجھا دو نہ سمجھے تو چوٹی پکڑ کے دو چار جوتے مار دینا۔ بفضلہٖ اس کی ضرورت پیش نہ آئی کیونکہ وہ سمجھ گئی کہ میرا راز فاش ہو گیا ہے ٹھیک رہنے لگی۔

اس قسم کے اور بھی کئی واقعات پیش آئے جن کو بوجہ طوالت نظر انداز کرتا ہوں۔

نقش برائے دفع ام صبیان:

۴ عدد نئی سکوری پر اس نقش کو لکھ کر اُپلوں سے چاروں طرف پُر کر کے آگ جلائے۔ جب خوب سُرخ ہو جائیں تو چاروں سکوریوں کو بچہ کے پلنگ کے پایوں کے نیچے رکھے۔ مولیٰ تعالیٰ چاہے دورہ دفع ہو۔

۷۸۶

۱۰۳۰	۱۰۲۴	۱۰۱۰	۱۰۳۶
۱۰۱۲	۱۰۳۴	۱۰۳۲	۱۰۲۲
۱۰۴۰	۱۰۱۴	۱۰۲۰	۱۰۲۶
۱۰۱۸	۱۰۲۸	۱۰۳۸	۱۰۱۶

نوٹ: یہ صرف چند نمونے عرض کئے ہیں مزید کتب عملیات میں ملاحظہ ہوں۔

فقیر کا تجربہ:

1)...... جسے جنات چمٹتے ہیں یا ان سے خطرہ ہو تو وہ سوتے وقت آیۃ الکرسی شریف اور چار قل (۱) سورۃ قل یاایھا الکفرون (۲) سورۃ اخلاص (۳) سورۃ الفلق (۴) سورۃ الناس

پڑھکر اپنے اور اپنے مکان کے اردگرد دم (حصار) کرے۔ انشاء اللہ جنات سے سکون ملے گا۔

2)...... بعد مغرب کھڑے ہو کر دھیمی آواز سے کہے اے لوگوں اللہ کے لئے ہمیں نہ ستاؤ۔ ہم حضور سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر بغداد والوں (رضی اللہ عنہ) کے مرید ہیں ہم انہیں تمہارے خلاف درخواست کرینگے (یہ ہر سلسلہ سے متعلق کیلئے مجرب ہے۔ روزانہ یہ عمل کرے یہاں تک کہ اطمینان ہو۔ (واللہ اعلم بالصواب)

فقط والسلام مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی

بہاولپور۔ پاکستان

۳ شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ بروز ہفتہ

☆☆☆☆☆

بزمِ فیضانِ اُویسیہ

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا "بداء غریبًا و سیعود کما بداء فطوبی لفقرباء الذین یصلحون ما افسدالناس" دین غریبوں میں شروع ہوا اور قربِ قیامت واپس بھی غریبوں سے ہوگا پس غریبوں کو مژدہ بہار ہو کہ وہ اپنی غریبی کے باوجود لوگوں کے غلط کاموں کی اصلاح کرتے۔ اس حدیث میں وہ امراء بھی شامل ہیں جو دینی امور میں حصہ لیتے ہیں نیز اس حدیث شریف کے مصداق فقیر کے فقیر ساتھی بھی ہیں جو فقیر کی طرح اپنی غریبی کے باوجود حتی الامکان خدمات اسلام میں مصروف ہیں منجملہ ان میں اراکین بزم فیضان اُویسیہ کراچی (باب المدینہ) پاکستان بھی ہیں کہ اپنی غریبی میں فقیر کی متعدد تصانیف شائع کر چکے ہیں اور آئندہ بہت بڑا منصوبہ مدنظر ہے۔ اس بزم کے روحِ رواں فقیر کے بہت قدیمی ساتھی الحاج صوفی محمد جعفر نوید اُویسی صاحب سلمہٗ ہیں۔ اللہ موصوف کو غیبی مدد سے نوازے تا کہ دینی اُمور کو آگے بڑھا سکیں۔ (آمین)

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین وبارک وسلم

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

الحمدللہ

بزمِ فیضانِ اُویسیہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم، سرکارِ عالی وقار ﷺ کی نظرِ کرم اور مرشدِ کریم کی شفقت ہے کہ ہر ماہ حضور مفسرِ اعظم پاکستان، شیخ القرآن والحدیث، پیر مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی مدظلہ العالی (محدث بہاولپور) کے رسائل اور کتب جن کی تعداد 4000 سے زائد ہیں جن میں صرف 1500 کے قریب زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر منظرِ عام پر آ کر عوام کو بے انتہا مستفیض و مستفید کر رہی ہے۔ یہ بزم اشاعت کے سلسلے میں دن بہ دن ترقی کی منازل طے کرنے میں مصروف ہے۔ اور عوام اہلسنت سے اپیل ہے کہ اپنے مطالعے کو وسیع کریں جو کہ دورِ حاضرہ کی انتہائی ضرورت ہے۔ آپس کے فروعی اختلافات کو ختم کر کے بھائی چارہ قائم کرتے ہوئے مسلکِ حق اہلسنت و جماعت کی ترویج اور اشاعت میں سرگرم رہیں اور یہی ہماری کامیابی کی کنجی ہے اور یہی ہماری قوت وطاقت ہے۔

یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ اس بزم نے اشاعتی میدان میں قدم رکھا تو نہ اس کے پاس مالی وسائل تھے اور نہ ہی افرادی قوت کہ اس کی ترقی کا اندازہ لگایا جا سکے۔ مگر جب اشاعت کا سلسلہ جاری ہوا تو اللہ عزوجل اور اسکے رسول محترم ﷺ کا اتنا کرم ہوا کہ آج سولہ ماہ ہونے کو آئے مسلسل جہد وجہد کے ساتھ یہ سلسلہ جاری وساری ہے اور انشاء اللہ جاری وساری رہے گا۔

میں اپنے تمام اراکین بزم کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے نہ صرف میری اس کام میں مدد کی بلکہ لحہ بہ لحہ میری حوصلہ افزائی کرتے ہوئے قدم بہ قدم میرا ساتھ دیا جن میں شامل۔ ناظم اعلیٰ محمد عرفان احمد اُویسی ،محمد عمیر اُویسی، گلِ نوید حافظ کاشان احمد اُویسی ،محمد ارسلان اُویسی ،عبد الباسط اویسی ،حافظ نعمان احمد اُویسی ،محمد نصیر احمد اُویسی اور محمد سمیر اُویسی شامل ہیں۔

نحمد ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

(تعارف بزمِ فیضانِ اُویسیہ)

جیسا کہ آپ حضرات کے علم میں ہے کہ بزمِ فیضانِ اویسیہ ایک خالص دینی تنظیم ہے جوکہ لوگوں کی اصلاح کی خاطر وجود میں آئی ہے جس کے سرپرست اعلیٰ حضور فیضِ ملت مفسرِ اعظم پاکستان مدظلہ العالی ہیں اوران ہی کی دعا اور نظرِ کرم سے یہ بزم دن بہ دن ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔

اس بزم کے روحِ رواں محمد جعفر نوید اُویسی ہیں جن کی روز وشب کی انتھک محنت اور کاوش سے یہ بزم اپنے مقاصد اور سامانِ آخرت کا ذخیرہ کرنے میں دن رات مصروف ہے آپ نہ صرف حضور مفسرِ اعظم پاکستان کے مرید صادق، منظورِ نظر بلکہ خلیفۂ خاص بھی ہیں اور آپ، حضرت کے بہت ہی قریبی شاگرد رشید، کراچی (باب المدینہ) کے میزبان اور سفرِ حرمین طیبین کے رفیق بھی ہیں۔ یہ بزم کئی شعبوں میں کام کررہی ہے جن میں شامل:

- حضور مفسرِ اعظم پاکستان کے رسائل کی ہر ماہ اشاعت
- ضخیم کتب کی اشاعت
- مقدس اوراق کومحفوظ کرنے کیلئے جگہ جگہ ڈبے لگوانا
- سادات کرام کیلئے راشن کا انتظام کرنا
- مدارس اور لائبریری کا قیام
- شش ماہی فری میڈیکل کیمپ کا قیام
- ویب سائٹ کے ذریعے عوام کی اصلاح کرنا
- دیہاتی علاقوں کی مزارات اور مساجد کی تعمیر میں حصہ لینا
- معاونت ضرورت رشتہ
- روزگار کی فراہمی

اس کے علاوہ اور بھی کئی مقاصد ہیں جواب تک تشنہ ہیں مگر ہم اللہ رب العزت سے دعا گو ہیں کہ وہ اپنے پیارے حبیب علیہ الصلاۃ والسلام کے طفیل ہمیں ترقی عطا فرمائے اور اخلاص کی دولت سے مالا مال فرماتے ہوئے ہمیں استقامت عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین)

از قلم محمد عرفان احمد اُویسی
ناظمِ اعلیٰ بزمِ فیضانِ اُویسیہ

WWW.faizaneowisia.net
Add: Owaisi Computer M-125, Jilani Centre, M.W. Tower Karac.

خط بھیجنے کیلئے پی۔او۔بکس استعمال کیجئے P.O. Box. No: 4069